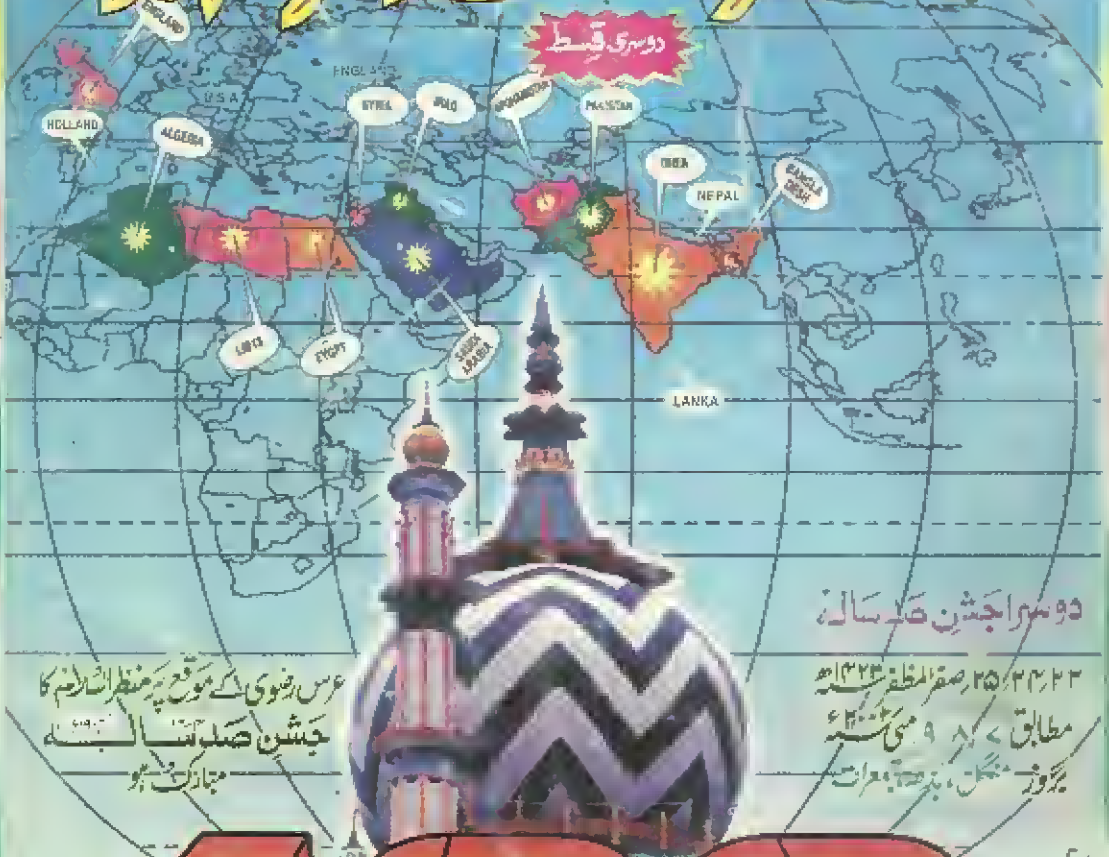


ماہنامہ المیزان حضرت کا سنتی منظر اسلام آباد



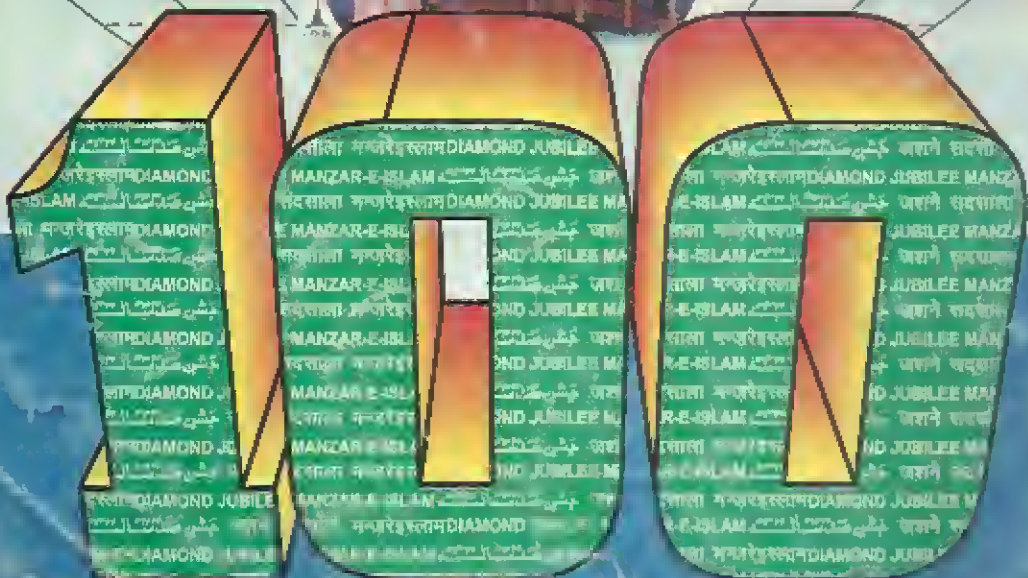
عرس رضوی کے موقع پر منظر اسلام آباد کا
جشن صد سالہ
مبارک ہو

۹۵ ویں سال جشن صد سالہ

۲۵/۲۲/۲۳ ۱۵ صفر المظفر ۱۴۴۳ھ

مطابق ۹ مئی ۲۰۰۲ء

پرویز منگل، بڑھاپہ عمارت



میزان کا عرس رضوی منظر اسلام آباد کا سنتی منظر اسلام آباد

ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا صد سالہ منظر اسلام نمبر





ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا صد سالہ منظر اسلام نمبر

محتوی: بجا اہل حق (مختصر اسلام)
بریلی شریف
درجہ ہندوستان

عید الاسلام و برہان ملت
علیہ الرحمۃ والرضوان
چلیپور

شجرہٴ قبائلیہ قادریہ رضویہ سہلانیہ برکاتیہ محمودیہ





در عهد رضا

حضرت مولانا شاه سلامت اللہ صلا
متمن دار العلوم منظر اسلام



اسلامیہ انٹر کالج کا صدر دروازہ



رسائل کا خوشنما منظر

٤٨

بطل روماني: مفتي اعظم الهند حضرت علامه شاه
مصطفى رضا خان صاحب عليه الرحمة والرضوان

٩٢

٤٩

٥٠

٥١

٥٢

٥٣

٥٤

٥٥

٥٦

٥٧

٥٨

٥٩

٦٠

٦١

٦٢

٦٣

٦٤

٦٥

٦٦

٦٧

٦٨

٦٩

٧٠

٧١

٧٢

٧٣

٧٤

٧٥

٧٦

٧٧

٧٨

٧٩

٨٠

٨١

٨٢

٨٣

٨٤

٨٥

٨٦

٨٧

٨٨

٨٩

٩٠

٩١

٩٢

٩٣

٩٤

٩٥

٩٦

٩٧

٩٨

٩٩

١٠٠

١٠١

١٠٢

١٠٣

١٠٤

١٠٥

١٠٦

١٠٧

١٠٨

١٠٩

١١٠

١١١

١١٢

١١٣

١١٤

١١٥

١١٦

١١٧

١١٨

١١٩

١٢٠

١٢١

١٢٢

١٢٣

١٢٤

١٢٥

١٢٦

١٢٧

١٢٨

١٢٩

١٣٠

١٣١

١٣٢

١٣٣

١٣٤

١٣٥

١٣٦

١٣٧

١٣٨

١٣٩

١٤٠

١٤١

١٤٢

١٤٣

١٤٤

١٤٥

١٤٦

١٤٧

١٤٨

١٤٩

١٥٠

١٥١

١٥٢

١٥٣

١٥٤

١٥٥

١٥٦

١٥٧

١٥٨

١٥٩

١٦٠

١٦١

١٦٢

١٦٣

١٦٤

١٦٥

١٦٦

١٦٧

١٦٨

١٦٩

١٧٠

١٧١

١٧٢

١٧٣

١٧٤

١٧٥

١٧٦

١٧٧

١٧٨

١٧٩

١٨٠

١٨١

١٨٢

١٨٣

١٨٤

١٨٥

١٨٦

١٨٧

١٨٨

١٨٩

١٩٠

١٩١

١٩٢

١٩٣

١٩٤

١٩٥

١٩٦

١٩٧

١٩٨

١٩٩

٢٠٠

٢٠١

٢٠٢

٢٠٣

٢٠٤

٢٠٥

٢٠٦

٢٠٧

٢٠٨

٢٠٩

٢١٠

٢١١

٢١٢

٢١٣

٢١٤

٢١٥

٢١٦

٢١٧

٢١٨

٢١٩

٢٢٠

٢٢١

٢٢٢

٢٢٣

٢٢٤

٢٢٥

٢٢٦

٢٢٧

٢٢٨

٢٢٩

٢٣٠

٢٣١

٢٣٢

٢٣٣

٢٣٤

٢٣٥

٢٣٦

٢٣٧

٢٣٨

٢٣٩

٢٤٠

٢٤١

٢٤٢

٢٤٣

٢٤٤

٢٤٥

٢٤٦

٢٤٧

٢٤٨

٢٤٩

٢٥٠

٢٥١

٢٥٢

٢٥٣

٢٥٤

٢٥٥

٢٥٦

٢٥٧

٢٥٨

٢٥٩

٢٦٠

٢٦١

٢٦٢

٢٦٣

٢٦٤

٢٦٥

٢٦٦

٢٦٧

٢٦٨

٢٦٩

٢٧٠

٢٧١

٢٧٢

٢٧٣

٢٧٤

٢٧٥

٢٧٦

٢٧٧

٢٧٨

٢٧٩

٢٨٠

٢٨١

٢٨٢

٢٨٣

٢٨٤

٢٨٥

٢٨٦

٢٨٧

٢٨٨

٢٨٩

٢٩٠

٢٩١

٢٩٢

٢٩٣

٢٩٤

٢٩٥

٢٩٦

٢٩٧

٢٩٨

٢٩٩

٣٠٠

٣٠١

٣٠٢

٣٠٣

٣٠٤

٣٠٥

٣٠٦

٣٠٧

٣٠٨

٣٠٩

٣١٠

٣١١

٣١٢

٣١٣

٣١٤

٣١٥

٣١٦

٣١٧

٣١٨

٣١٩

٣٢٠

٣٢١

٣٢٢

٣٢٣

٣٢٤

٣٢٥

٣٢٦

٣٢٧

٣٢٨

٣٢٩

٣٣٠

٣٣١

٣٣٢

٣٣٣

٣٣٤

٣٣٥

٣٣٦

٣٣٧

٣٣٨

٣٣٩

٣٤٠

٣٤١

٣٤٢

٣٤٣

٣٤٤

٣٤٥

٣٤٦

٣٤٧

٣٤٨

٣٤٩

٣٥٠

٣٥١

٣٥٢

٣٥٣

٣٥٤

٣٥٥

٣٥٦

٣٥٧

٣٥٨

٣٥٩

٣٦٠

٣٦١

٣٦٢

٣٦٣

٣٦٤

٣٦٥

٣٦٦

٣٦٧

٣٦٨

٣٦٩

٣٧٠

٣٧١

٣٧٢

٣٧٣

٣٧٤

٣٧٥

٣٧٦

٣٧٧

٣٧٨

٣٧٩

٣٨٠

٣٨١

٣٨٢

٣٨٣

٣٨٤

٣٨٥

٣٨٦

٣٨٧

٣٨٨

٣٨٩

٣٩٠

٣٩١

٣٩٢

٣٩٣

٣٩٤

٣٩٥

٣٩٦

٣٩٧

٣٩٨

٣٩٩

٤٠٠

٤٠١

٤٠٢

٤٠٣

٤٠٤

٤٠٥

٤٠٦

٤٠٧

٤٠٨

٤٠٩

٤١٠

٤١١

٤١٢

٤١٣

٤١٤

٤١٥

٤١٦

٤١٧

٤١٨

٤١٩

٤٢٠

٤٢١

٤٢٢

٤٢٣

٤٢٤

٤٢٥

<

ماہنامہ
عالم
الحضرت
میرزا علی شریف

مکالا:
اپریل، مئی جون
۲۰۰۲ء

شماره ۵
تقسیم هجرت ۶
جلد نمبر ۳۲

زیر پرده کرم: اینجا است حضرت علامه محمد سجاد انصاری صاحب فاضل و متبحر در حدیث و تصانیف اسلامی که در این کتاب نیز به بیان احوال و مناقب حضرت علی (ع) پرداخته اند.

صدا سآله

منظر اسلام

نصاب

در بیان الاول و آخر

صفحه

شہزادہ رحمان ملت پیر طریقت حضرت عکرمہ
مدیر علی الحاج سبحان رضا خاں سبحانی میاں صاحب قلم نگار عالی

مدیر: حضرت علامہ قادری	مدیر معاون: حضرت مولانا	مشیر: حضرت الحاج قادری	مرتب: حضرت مولانا
عبدالرحمن صاحب قادری	اعجاز انجم لطیفی کھڑی	محمد تسلیم رضا خان قادری	محمد انور علی رضوی بہارچی

باہتمام: نبیرہ علی حضرت الحاج مولانا شاہ محمد سبحان صاحب قادری سجادہ استاذ اعلیٰ حضرت سید القرآن بریلوی شریف

فہرست

۵	مولانا طارق محمد سبحان رضا خاں سجانی سیال	دل کی بات
۹	محمد محمود احمد قادری	مکتوبات اعلیٰ حضرت و حضور مفتی اعظم ہند (قلمی)
۱۷	ملک العلماء ظفر الدین بہاری	بانی منظر اسلام چودھویں صدی کے مجدد
۳۶	پروفیسر مسعود احمد	بانی منظر اسلام کے خلفاء کی زرخیز خدمات
۵۵	مجاہد میر تقی شرف قادری پاکستان	منظر اسلام رونداد سال دوم کے آئینے میں
۵۹	پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری	مولانا شمس الحق خاں بریلوی
۷۰	ڈاکٹر شجاع الدین قادری	عصر حاضر کے علمی و مسلکی
۷۹	مفتی عبد القیوم بڑاوی	مکتوب صاحب تیارہ کے نام
۸۱	مجاہد تقویٰ اویسی پاکستان	منظر اسلام کا دینی و علمی فیضان مع مکتوب قلم کار
۹۳	ڈاکٹر اقبال اختر قادری	امام احمد رضا کا اسلوب تحقیق
۱۰۱	ڈاکٹر عباس علی انجم	دینی مدارس کی ابتداء
۱۰۶	عبد المجاہد صفائی	منظر اسلام کا دینی و علمی فیضان
۱۱۰	مولانا سید ابوالدین پاکستان	امام احمد رضا بحیثیت ماہر تعلیم
۱۱۵	ڈاکٹر عبد الباقی عزمی	منظر اسلام اور سنی تحریکات
۱۲۵	مولانا حسن منظر قدیری	منظر اسلام اور اس کا پس منظر
۱۳۰	ڈاکٹر حسن رضا الحسنی	ملک العلماء ظفر الدین بہاری
۱۳۲	وزیر اعظم ہند	خراج عقیدت
۱۳۵	مفتی محمد رضا دہلوی	قدسی ہفت بزرگ
۱۴۰	پروفیسر عبدالرحمن بخاری	کاروان عشق کا سالار
۱۴۶	ڈاکٹر اعجاز انجم طبعی	منظر اسلام اپنے اپنے جہتہم کے عہد میں
۱۶۵	مولانا الحاج محمد سلیم رضا خاں نوری	دینی خدمات کا نام منظر اسلام
۱۶۸	سید بدر عالم رضوی	اعلیٰ حضرت کا ایک گرام شاگرد
۱۸۲	مفتی شہزاد حسین رضوی	دائر العلوم منظر اسلام ایک مطالعہ
۱۹۳	ادارہ	ڈاکٹر جلال الدین احمد نوری
۱۹۹	مولانا الحاج محمد سبحان رضا خاں سجانی سیال	اخبار حقیقت
۲۰۲	مولانا ریاض حیدر خاں	حضور جبرہ الاسلام

۲۰۵	ڈاکٹر جلال الدین قادری گجراتی	منظر اسلام مولانا امام الدین
۲۰۶	سید محمد حسین نوری افغانی	ار اعلیٰ منظر اسلام
۲۱۰	مختار الدین احمد	مکتوب بنام صاحب سجادہ
۲۲۹	مولانا نصیر الدین اوسمی	مولانا رضا المعطفی نوری
۲۳۵	مولانا محمد عرفان	ای منظر اسلام کے فن تجوید و قرأت
۲۳۶	(ادارہ)	نقشہ مزار پاک
۲۳۳	نازنا فیضی	کہاں میخانے کا دروازہ
۲۳۶	سید محمد میاں	علی حضرت کی امانت
۲۳۸	مولانا رشوان احمد نوری	جامعہ منظر اسلام
۲۵۱	مفتی محمد فاروق نوری	انی منظر اسلام کا ترجمہ قرآن کنز الایمان
۲۵۶	محمد مستقیم احمد	ادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام
۲۵۹	حامد القادری	جامعہ منظر اسلام
۲۶۸	مولانا محمد ظہور الاسلام نوری	جالوں کے قاسم
۲۷۷	ربیعان رضا دعویٰ	حضرت ربیعان ملت اور منظر اسلام
۲۸۲	محمد شرافت حسین	منظر اسلام وقت کی اہم ضرورت
۲۸۶	(ادارہ)	وداد سال دوم
۲۹۵	محمد مظہر حسن قادری	مکتوب صاحب سجادہ کے نام
۲۹۸	سید وجاہت رسول پاکستان	مکتوب صاحب سجادہ کے نام
۳۰۰	ادارہ	جامعہ منظر اسلام کے فارغین
۳۲۳	ادارہ	عکس سند
۳۲۵	مولانا محمد شاہجہاں منظری	ادارہ ساز
۳۲۵	مولانا تیمال الدین	منظر اسلام کو خراج عقیدت
۳۳۷	سید نجیب اشرفی	منظر اسلام ارض ہدایات
۳۳۵	قاری عبدالرحمن خاں قادری	عرس نوری
۳۵۰	نکلیل احمد قریشی	جامعہ منظر اسلام تاریخ کے آئینے میں
۳۶۰	سید رفعت علی تقویٰ	مکتوب بنام قاری عبدالرحمن خاں قادری

۷۸۶

دل کی بات

حضرت مولانا الحاج محمد عثمان رضا خاں صاحب سجادہ نقشبندی آستانہ اعلیٰ حضرت مدظلہ العالی

نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم

اصابع

الحمد للہ! منظر اسلام نمبر کی قسط ثانی آپ کے ہاتھوں میں ہے۔۔۔۔ ہمیں یہ نمبر ترتیب دیکر شائع کرنے کے بعد انتہائی مسرت و شادمانی کا احساس ہو رہا ہے بالکل اسی طرح جیسے ہم نے کوئی عظیم میدان سر کر لیا ہو۔۔۔۔ یا کوئی بہت بڑا قلعہ دین کیلئے فتح کر لیا ہو۔۔۔۔ خدائے وحدہ قدوس کی بارگاہ جلال و کبریائی میں دعا کیجئے کہ وہ اس نمبر کو درجہ قبولیت سے سرفراز فرمائے۔۔۔۔ اور اس منہج کا کام کرنے والوں کیلئے مشعل راہ بنائے۔

گزشتہ سال منظر اسلام نمبر کی قسط اول شائع کی گئی۔ جس کو دوام و خواص نے نہایت پسندیدگی و مقبولیت کی نظر سے دیکھا۔ اس کے عمدہ مضامین اعلیٰ مشمولات، عمدہ ترتیب و تزئین دیدہ زیب سرورق اور معیاری طباعت کی احباب اہل قدر نے کافی تعریف و توصیف کی۔ ہندو بیرون ہند سے سیکڑوں خطوط اسکی ستائش میں موصول ہوئے۔ اور بے شمار فون اس کی تعریف میں کئے گئے۔ مولیٰ تعالیٰ احباب کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائے۔ علمی و ادبی حلقوں میں اس اہم، گراں قدر معلوماتی اور دستاویزی نمبر کی پذیرائی و مقبولیت سے فقیر کی بیحد حوصلہ افزائی ہوئی

گرامی قدر مخدومی سبحانی میاں دام فیضہ
سلام مستنون! طالب خیر بجمہ و تعالیٰ مع الخیر۔

آنحضرت کا فون آنے کے بعد۔ اعلیٰ حضرت میں طباعت کیلئے مطبوعہ کاغذات و فوٹو ارسال کر رہا ہوں۔ اس
میں خانقاہ کریمہ سلامیہ برہانیہ کارنگین فوٹو۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو قلمی مکتوب اور ایک تحریر جدا مجد حضرت
عید الاسلام علیہ الرحمۃ والرضوان جو انہوں نے اعلیٰ حضرت کو تحریر فرمایا۔ روانہ کر رہا ہوں۔ حسب فرمان انہیں اعلیٰ حضرت
کے اعلیٰ حضرت نمبر میں نمایاں جگہ عنایت فرمائیں گے۔

عرس اعلیٰ حضرت کا دیدہ زیب بڑا پوسٹر موصول ہوا۔ گرمی کی شدت اور طویل سفر میں عارضہ قلب کا مریض
نقاہت ایسی وجوہات ہیں، جن کے باعث عرس میں حاضری نہیں ہو پاتی۔ جسکا مجھے شدت۔ سے احساس ہے۔ دعا
فرمائیں جلد آستانہ پر حاضری ہو اور آپ کی زیارت سے مشرف ہوں

طالب دعا

کفش بردار: محمد محمود احمد قادری

۲۳/۲/۲۰۰۲ء

صفحہ ۱۵ کا

بقیہ

نزدیک بریں غزنی کیا دینی کون کہ پر حد میں نکات دعا تہ سہی کا تمام ہوں
ستم بعد از نسیمیں سب دت زرنہ و طوئی عیادت و زناضی علیہ السلام میں نفاہت و بکاتہ زمیں

والسلام علیہ و آلہ و سلم

رفیقہ نیاز طیب بارگاہ غنور فقیر عبد السلام قادری جلیلہ بر نونہ

نہ جیل پور ۶۴ ص ۲۹

☆ جشن صد سالہ منظر اسلام ☆ جشن صد سالہ منظر اسلام ☆ جشن صد سالہ منظر اسلام ☆ جشن صد سالہ منظر اسلام ☆ جشن صد سالہ منظر اسلام ☆

☆ جشن صد سالہ منظر اسلام ☆ جشن صد سالہ منظر اسلام ☆ جشن صد سالہ منظر اسلام ☆ جشن صد سالہ منظر اسلام ☆ جشن صد سالہ منظر اسلام ☆

۱۳۲۶ھ

بسم الله الرحمن الرحيم
حامداً وحمیداً وسمی

مفسر بر تو ارم نہ تو علم تو فتح و تاج تو فتح و تاج تو فتح و تاج تو فتح
و کائنات در بایتی عالم جزا شد سیر بر طریق و الحقیقہ حق انداز
بزدل و بیکم علم درین منظر از بعد از انبیاء علیہ السلام و علیہ السلام
ما کس دتہ و تقویٰ کس قطب و ای غوث محمدی شیعہ و عرب و اجمع
و طوفان عالم از غیبت محمدی و کافران کعبہ و منہ و عذرا
مکشد تا دور نشاند الا فطر العظمیٰ نہ تدر تا زبیر و ابوبکر و العزیز

و در غیبت تو در سیر کا تیغ عالم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - ذواب و تہمت محمدی کہ بعد از ان رسالتی کہ اگر کسی
ساطع تفسیر تشریف دہا سرور ز فرمای - لایک و لکن با خاستہ نگاہی کہ زہر عالمی کہ
دور از دست تشریف نیست در ربوبیت و سعادت کا وہ - مقدم توفیق و کمال و تقییم
شیرینی کیک مبارک رخام - یک کو روزی نام سے تری کہ نام کو دینے کا عمل کا
ارشد - بہترین نام کا تقییم سے نیست بخش - حق و توحید و علم و ایمان کا سب
بر مائے ندامت و اذیت او و نجات تو سید تقییم و علی صلوات و سلام و سعادت
و خوشی و شادی و کمال و فوز و بقاء و امان و شریعت و ایمان و کمال مبارک
و شادمانی و امید و یقین - تیرن توفیق محمدی کہ در یک کو سیر و توحید و کمال و تقییم
میں پیدا و سیر - ساتویں دن نام - نام تو کہ کمال پر کمال کا دور و دور و شریعت و تقییم
کہ دور و زمانہ و کمال و شادمانی و کمال و تقییم و کمال و تقییم و کمال و تقییم
یک کو نام سے تری کہ نام از کمال و تقییم نام کو دید با جان و حق - توفیق محمدی کہ کمال و تقییم
مفسر کہ کیا کردہ و توفیق و کمال و تقییم و کمال و تقییم و کمال و تقییم و کمال و تقییم
نمودہ جمع کو توحید - یک حق و توحید و کمال و تقییم و کمال و تقییم و کمال و تقییم

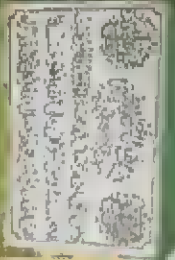
ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا صد سالہ منظر اسلام نمبر

مولانا محمد امجد علی خاں ریاضی دہلی کے پروفیسر

استاذ دارالعلوم قادیان



خالد آباد دارالعلوم دیوبند کے پروفیسر



حضرت مولانا نور الحسن صاحب فاروقی، صدر المدین منظر اسلام دہلی دارالعلوم اسلامیہ



THE GRAVE OF HAZRAT SYE
MOHAMMAD NAIMUDDIN SB. (r.h.)



آستانہ الشریعہ، جامعہ اسلامیہ، لاہور



آستانہ الشریعہ، جامعہ اسلامیہ، لاہور

مشہور عالم ہوا اور حدیث شریف میں اکابر کی ایک جماعت کی طرف اشارہ ہے جو ہر سو برس کے سرے پر ہوتے ہیں۔
بعض مجددین کے اسمائے گرامی

مجدد مائے اولیٰ، حضرت عمر بن عبدالعزیز اور فقہاء و محدثین سے پیشتر ہیں اور مجدد مائے ثانیہ مامون رشید خلیفہ حضرت امام شافعی حسن بن زیاد اشعوب مالکی علی بن موسیٰ یحییٰ بن معین حضرت معروف کرخی اور مجدد مائے ثالثہ خلیفہ مقتدر باللہ حضرت امام ابو جعفر طحاوی حنفی امام ابوالحسن اشعری امام نسائی وغیرہ اور مجدد مائے رابعہ خلیفہ قادر باللہ امام ابو احمد اسفراہینی ابو بکر محمد خوارزمی حنفی اور مجدد مائے خامسہ خلیفہ مستظہر باللہ حضرت امام محمد غزالی قاضی فخر الدین حنفی وغیرہم ہیں۔

مجدد کی شناخت

شیخ الاسلام بدر الدین ابدال رسالہ مرضیہ فی نصرۃ مذہب الاشعریہ میں فرماتے ہیں کہ:-

مجدد معاصرین کے غلبہ ظن سے پہچانا جاتا ہے اس کے قرآن احوال اور اس کے علم سے انقناع کے سبب سے اور نہیں ہوتا مجدد مگر عالم علوم دینیہ ظاہرہ و باطنہ کا ناصرت و قاصد بدعت ہو پھر کبھی مجدد فقط ایک ہی ہوتا ہے جیسے خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلی صدی کے مجدد بالاتفاق ہیں اور دوسری صدی کے مجدد امام شافعی ہیں اس لئے کہ محققین کا اجماع ہے کہ اپنے زمانے میں تمام علماء سے اعلم و افضل تھے اور کبھی مجدد دو یا جماعت ہوتی ہے اگر کسی ایک عالم پر اجماع نہ ہو سکا پھر ایسا بھی ہوتا ہے کہ صدی کے درمیان کوئی ایسا شخص بھی ہو جو مجدد سے افضل ہو لیکن مجدد جب ہوگا تو رأس المائے (صدی کے سرے) پر ہوگا کیونکہ عموماً ایسا ہی ہوتا ہے کہ صدی کے ختم ہوتے ہوتے علمائے امت بھی ختم ہو جاتے ہیں دینی باتیں مٹنے لگتی ہیں بد مذہبی اور بدعت ظاہر ہوتی ہے اس واسطے دین کی تجدید کی ضرورت پڑتی ہے اس وقت اللہ تعالیٰ ایسے عالم کو ظاہر کرتا ہے جو ان خرابیوں کو دور کر دیتا ہے اور ان برائیوں کو سب کے سامنے علی الا علان بیان کر کے دین کو از سر نو نیا کر دیتا ہے وہ سلف صالحین کا بہتر عوض خیر الخلف نعم البدل ہوتا ہے۔

امام جلال الدین سیوطی مرقاۃ الصعو و شرح سنن ابوداؤد میں فرماتے ہیں کہ:-

علامہ ابن اثیر نے فرمایا کہ علماء نے حدیث ان اللہ یبحث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من مسجد لھا و منھا کی تاویل میں ہر ایک میں اپنے زمانہ میں اختلاف کیا اور اشارہ کیا اس شخص کی طرف جو صدی کے سرے پر دین کی تجدید

میں لگا ہوا تو ہر ایک اپنے مذہب کے حامی و ناصر کی طرف مائل ہوا اور بعض علما ء کا یہ خیال ہمیکہ اس حدیث کو عموم پر محمول کیا جائے اس لئے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد مبارک ہے، من یجد دلہا و منہا کا اقتضاء یہ ہرگز نہیں کہ صدی کے سرے پر فقط ایک ہی شخص مجدد ہو بلکہ کبھی ایک ہوتا ہے اور کبھی ایک سے زائد اس لئے کہ امت کا اصل انتفاع امور دین میں ہے۔ لیکن اس کے سوا دوسرے امور میں بھی بہت انتفاع ہوتا ہے مثلاً اولوالا سرائل حدیث۔

(دور قدیم سے اہل حدیث کا لفظ صرف خاد میں حدیث پر بولا جاتا رہا ہے لیکن ۱۸۸۸ء میں سرکار انگریزی کے خدمت گار نجدی عقائد کے پیروکاروں نے اپنی خدمات کے صلہ میں یہ لفظ حاصل کیا حالانکہ ان دیار میں انہیں وہابی کے نام سے پکارا جاتا ہے)۔

قراء، واعظین، عابد، زاہد لوگ اپنے اپنے فنون سے ایسا نفع امت کو پہونچاتے ہیں جو دوسرے سے ممکن نہیں اس لئے اصل حفظ دین میں قانونی سیاست ہے اور اشاعت عدل و انصاف جس کی وجہ ضبط و روایات ہوتی ہے اور زاہد اپنے وعظوں سے امت کو نفع پہونچاتے ہیں اور لوگوں کو تقویٰ پر ابھارتے ہیں اور دنیا میں زہد سکھاتے ہیں تو بہتر اور ٹھیک بات یہ ہمیکہ من یجد دسے اکابر مشہورین کی ایک جماعت ہر صدی پر ظہور و حدوث کی طرف اشارہ ہوا جو لوگوں کے دین کی حفاظت کرے اور برائیوں اور خرابیوں اور بے دینیوں بد مذہبیوں کو بتا کر دین کی تجدید کریں لیکن بایں ہمہ یہ ضرور ہمیکہ مجدد وہی شخص ہوگا کہ صدی کے شروع میں مشہور عالم معروف مشارالہ ہو یعنی ان فنون میں سے کسی فن میں لوگ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوں ورنہ صدی کے شروع ہونے سے قبل بھی ضرور ایسے علماء ہو گئے جو دین کی خدمت میں منہمک ہوں لیکن مجدد سے مراد یہ ہمیکہ جس وقت صدی ختم ہو اور دوسری صدی شروع ہو اس وقت وہ عالم معروف و مشہور زندہ اور مشار الیہ ہو۔

مجدد کے بارے میں چند سوال اور ان کے جوابات

ماور جب ۱۲۹۹ھ میں سلطنت سے مولوی ابو علی محمد عبدالوہاب صاحب نے جناب مولانا مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی فرنگی بھلی مرحوم و مغفور کے پاس اس حدیث شریف کے متعلق ایک استفتاء بھیجا تھا جس میں چند باتیں دریافت کی تھیں جو مجموعہ فتاویٰ جلد دوم ص ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳ مع جواب مکتوب ہے۔ اس جگہ مختصراً اس کو نقل کر دینا فائدہ سے خالی نہیں۔

(۱) حدیث ان اللہ یبعث لہذہ الامۃ (الحدیث) میں راس آخر صدی مراد ہے یا راس آغاز صدی؟ اور

(۲) مجدد کے شرائط و علامات کیا ہیں؟ اور

(۳) پہلی صدی سے اس وقت تک کون کون سے مجدد ہوئے؟ اور

(۴) مولوی اسماعیل دہلوی اور ان کے پیرو سید احمد رائے بریلوی مجدد ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ علامہ لکھنوی نے ان سوالات کے حسب ذیل جوابات دیے ہیں:-

(۱) راس مائے سے مراد بہ اتفاق محدثین آخر صدی ہے۔ اور

(۲) مجدد کی شرائط و علامات یہ ہیں کہ علوم ظاہرہ و باطنہ کا عالم ہو اس کے درس و تدریس تالیف و تصنیف و عطا و تذکیر سے نفع شائع و ذائع ہو اور احیائے سنت و امامت بدعت میں سرگرم ہو اور ایک صدی کے آخر اور دوسری صدی کے آغاز میں اس کے علم کی شہرت اور اس سے انتفاع معروف و مشہور ہو پس اگر آخر صدی نہیں پائی ہے یا اس سے اس زمانہ میں انتفاع احیائے شریعت حاصل نہ ہوا ہو تو وہ مجددین کے صف سے خارج سمجھا جائیگا اور اس حدیث کا مورد و مصداق نہ ہوگا اور اس کا شمار مجددین میں نہ ہوگا۔ (اس کے بعد عبارت شیخ الاسلام بدر الدین اور مرقاۃ الصعود امام جلال الدین سیوطی نقل کر کے فرماتے ہیں)

ان عبارات سے واضح ہوا کہ سید احمد رائے بریلوی ولادت ۱۲۰۱ھ میں ہوئی اور ان کے مرید اسماعیل دہلوی وغیرہ مصداق حدیث میں داخل نہیں ہیں (مولوی اسماعیل دہلوی کی ولادت ۱۱۹۳ھ میں ہوئی اور ان دونوں کا انتقال ۱۲۴۶ھ میں ہوا تو سید احمد صاحب نے کوئی آخر صدی نہ پائی اور مولوی اسماعیل دہلوی آخر صدی میں فقط سات سال کے بچے تھے) اس لئے کہ مجدد کی ضروری ہے کہ آخر ایک صدی اور دوسری صدی کے اول میں اس صفت کے ساتھ موصوف ہو کہ اس کا نفع عام ہو اور اس کا اشتہار تام ہو اور ان دونوں کی تیرہویں صدی کے وسط میں شہرت ہوئی انتقامانہ گزرا علماء نے تعین مجددین میں اسی صفت کا لحاظ کیا ہے جس کی تفصیل علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے رسالہ مسمی بہ الفوائد الحجفی من بیعت اللہ لہذہ الامۃ اور امام جلال الدین سیوطی کے رسالہ مسمی بہ متنبیہ فمن بیعت اللہ علی راس المائۃ وغیرہ میں ہے

۴۴ :- حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی

۵:- مولانا شاہ مخصوص اللہ صاحب (آپ کے برادر زادے)

۶:- حضرت مولانا فضل حق صاحب خیر آبادی

۷:- حضرت مولانا حسن علی صاحب لکھنوی

۸:- حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ قادری برکاتی بدایونی کانپوری (مصنف رسالہ اشباح الکلام فی المولود والقیام استاذ

حضرت مولانا شاہ محمد عاقل صاحب کانپوری و شمس العلماء مولانا محمد سعید صاحب حسرت عظیم آبادی)

۹:- حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن صاحب گنج مراد آبادی

۱۰:- بے پتی وقت مولانا قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی

۱۱:- حضرت مولانا مفتی الا صاغر بالا کاہرہ وارث العلم والمجد والفضل کا برائے عن کاہرہ مولانا سیدنا سید شاہ آل رسول صاحب

احمدی مارہروی پیر و مرشد اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا محمد احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی

۱۲:- حضرت مولانا شاہ ابوسعید صاحب نیرۃ خولجہ معصوم بن مجدد حضرت مجدد الف ثانی

۱۳:- حضرت مولانا شاہ احمد سعید صاحب مجددی

۱۴:- حضرت مولانا شاہ ظہور الحق صاحب قادری بھلواروی بانی خانقاہ عمادیہ منگل تالاب پٹنہ

۱۵:- مولانا شاہ عبدالغنی صاحب ابوالعلائی نعیمی (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین)

چودھویں صدی کے مجدد

اور چودھویں صدی کے مجدد و مجددانہ حاضرہ مکید ملت طاہرہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت صاحب تصانیف کثیرہ و تالیف

بابرہ جناب مستطاب معالیٰ الاعقاب مولانا مولوی حاجی حافظ قاری محمد احمد رضا خان صاحب قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ

و برکاتہ قدس سرہ یوم القیامۃ تحت ایامہ اس لئے کہ آپ کی ولادت باسعادت ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ اور انتقال پر ملا ۲۵ صفر

۱۳۴۰ھ ہے تو تیرہویں صدی کے آپ نے اٹھائیس سال دو مہینے بیس دن پائے اور علوم و فنون درس و تدریس تالیف و

تصنیف و عطا و تقریر میں مشہور دیار و امصار و اوائی و اقصیٰ ہوئے اور چودھویں صدی کے اسی سال ایک مہینہ پچیس

دن پائے جس میں حمایت دین و نکات مفسدین اور احقاق حق و اذہان باطل اعانت سنت و امانت بدعت میں جان و مال

ہوسکا بڑی تقطیع (۲۰+۳۶-۸) پر بارہ جلدوں میں ہیں جس کی ہر جلد نو سو اور ہزار صفحے کے درمیان ہے رسائل و مستقل تصنیفات چھ سو سے بالا ہیں جو پچاس فنون پر مشتمل ہیں (۲) جدید تحقیق کے مطابق چودھویں صدی کے مجدد امام احمد رضا بریلوی کی تصانیف کی تعداد ایک ہزار کے قریب ہے جو پچاس سے زائد علوم و فنون پر مشتمل ہے تفصیل کیلئے ملاحظہ کیجئے (۱) تذکرہ علماء ہند (۲) قاموس الکتاب اردو مطبوعہ کراچی (۳) سوانح اعلیٰ حضرت از بدر الدین احمد (۴) الجمل المحدث لتالیفات المجدد از ظفر الدین بہاری (۵) فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں از پروفیسر محمد مسعود احمد (۶) اردو انسائیکلو پیڈیا جلد ۱۰ مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی (۷) ماہنامہ المیزان بمبئی امام احمد رضا بریلوی نمبر)

آج ہمارے سامنے علمائے متقدمین و متاخرین کے فتاویٰ موجود ہیں مگر اس وصف میں بھی اعلیٰ حضرت اپنی نظیر آپ ہیں اتنا مفصل و مدلل ضخیم فتاویٰ کسی کا دیکھنے میں کیا سننے میں بھی نہیں آیا تصنیفات بھی اس قدر کثیر و عزیز امام جلال الدین سیوطی مجدد مائے عاشرہ کے بعد کسی عالم کی دیکھی نہ سنی گئیں اگلے علماء مخر المذہب امام محمد شمس الامامہ سرخسی "صاحب مبسوط" علامہ بیہقی علامہ ظہبی علامہ ابن حجر عسقلانی امام بدر الدین محمود عینی صاحب عمدۃ القاری شرح بخاری قدست اسرارہم، کو نہیں کہہ سکتا۔ ورنہ دیگر علماء کی تصنیفات کو اعلیٰ حضرت کی تصانیف کثیرہ سے کوئی نسبت نہیں۔

امام احمد رضا مرجع العلماء

آپ نے درس و تدریس بھی کسی مدرسہ میں مدرس ہو کر یا اپنا ہی مدرسہ قائم کر کے نہیں کی تھیں ایک زمانہ میں مرجع طلباء رہے دور دور سے طلباء آکر مستفیض ہوتے رہے سہارنپور اور دیوبند کا تذکرہ اپنی طوفانی عمر قدامت کی وجہ سے بہت مشہور تھا لیکن وہاں کے چند طلباء دیوبند اور گنگوہ چھوڑ کر درس حدیث وفقہ کیلئے بریلی شریف اعلیٰ حضرت کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے تو یہاں کے طلباء کو سخت تعجب ہوا اور ان لوگوں نے آنے والے طلباء سے پوچھا کہ

طلباء کو شتمہ خیرا (وہاں بہتر ہوگی اس جگہ زیادہ فائدہ ہوگا) کا مرض ہوتا ہے ایک جگہ پڑھ رہے ہیں وہاں سے پڑھنا چھوڑ کر دوسری جگہ چل دیئے، وہاں سے تیسری جگہ، لیکن یہ عموماً ایسی جگہ ہوتی ہے کہ دوسری جگہ وہاں کی تعریف ہوتی ہو آپ لوگ دیوبند اور گنگوہ سے بریلی کس طرح پہنچے اس لئے کہ وہاں مدرسوں میں اس کی توقع ہی نہیں کہ کسی اہل سنت عالم کی تعریف کریں اور وہ بھی اعلیٰ حضرت جیسے راوہابیہ کی (وہابی عقائد کی تردید کرنے والا)

ہوتے۔

حق و صداقت کا کوہ بلند

حمایت دین و نکایت مفسدین، معاوندین، دین ستیں، میں اعلیٰ حضرت نے پوری عمر تن من دھن دولت سب کچھ صرف کر دیا جس کو عرب و عجم کے مسلمان سب جانتے ہیں آپ نے حق واضح کرنے میں جو دین و ملت کا فریضہ ادا کیا وہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کے مجدد مائتہ حاضرہ (موجودہ صدی کا مجدد چونکہ مؤلف نے چودہویں صدی میں مضمون لکھا اس سے مراد ہے چودہویں صدی کے مجدد) ہونیکا بن ثبوت ہے اگرچہ بعض مخالفین اصل حقیقت تک نہ پہنچنے کی وجہ سے یہ اعتراض کر بیٹھے ہیں کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب عمر بھر سب کا رو کرتے رہے جس سے ان کی مقبولیت کو بڑا صدمہ پہنچا ورنہ وہ جس قابلیت اور جامعیت کے عالم تھے سارا زمانہ انکی قدم بوسی کرتا اور پیشوا مانتا، یہ اسی خیال کے لگ بھگ ہے جو مشرکین عرب حضور اقدس ﷺ سے کہتے تھے کہ آپ ہمارے بتوں کو برائہ کہیں تو ہم سب لوگ آپ کو اپنا سردار ماننے کو تیار ہیں اور ہر شخص اپنی دولت و آمدنی سے ایک حصہ آپ کی نذر کر دے گا جس کی وجہ سے آپ سب سے زیادہ مالدار ہو جائیں گے، لیکن حضور اقدس ﷺ نے اس کی طرف اصلاً التفات نہ فرمایا بلکہ انکو ٹھکرادیا اللہ تعالیٰ نے ان کو مجدد مائتہ حاضرہ، حمایت دین و نکات مفسدین کیلئے بنایا تھا۔ نہ اس لئے کہ اس سے ذاتی فائدہ اٹھائیں بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس قدر تحریر و تقریر رسائل و اشتہارات کا فائدہ کیا ہوا؟ یہ جان بوجھ کر ٹھیک نصف النہار کے وقت آفتاب عالم تاب کا انکار کرنا ہے

حدیث شریف میں ہے۔

اللہ تعالیٰ تیری وجہ سے ایک شخص کو بھی ہدایت کرے تو روئے زمین کی حکومت سے بہتر ہے۔

اور یہاں تو ہزاروں کیا لاکھوں اشخاص نے انکی تقریرات، تحریرات سے فائدہ اٹھایا اگر وہ دیندار ہوئے مذہب مستقیم ہوئے سنی صحیح العقیدہ راسخ الاعتقاد ہوئے کہ بد مذہبیت کا جھوٹا کجا، آندھی بھی انہیں اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکتی وہ ہشت دھات کی طرح اپنے عقیدوں پر پختہ اور ثابت قدم ہیں نماز کی شیخ وقتہ دعا اھد نا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم والضالین (۱) ہمیں سیدھے راستے پر جلا ان

حکم الہی کی تعمیل میں چلے تو وحی ہوئی مگر اے موسیٰ وہ ایمان نہ لایگا، انہوں نے عرض کیا کہ خداوند! پھر ہمارے جانے اور حیران ہونے کا کیا فائدہ؟ ارشاد ہوا۔

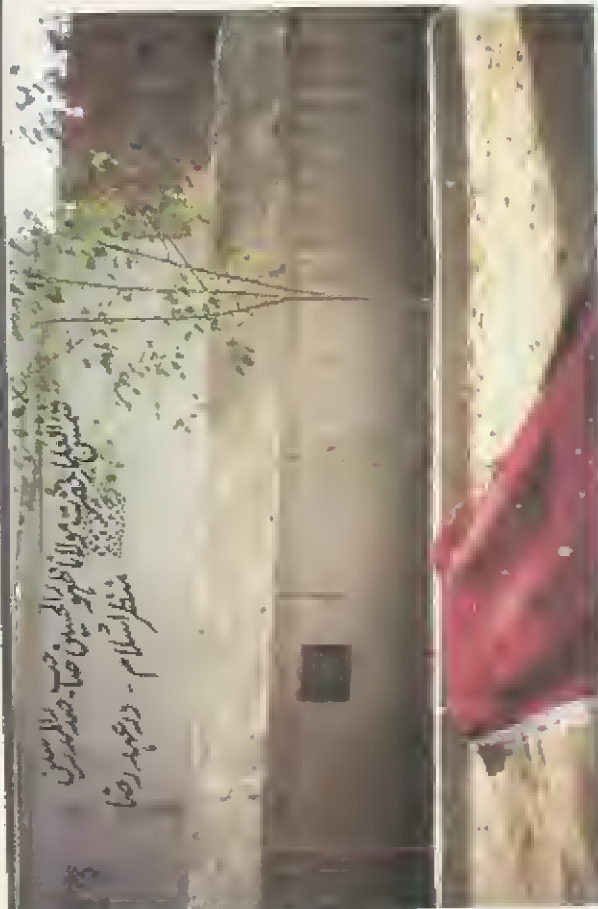
”تمہیں تبلیغ کا اجر ملے اور اس پر حجت الہی قائم ہو“ قیامت کے دن وہ یہ تو نہ کہہ سکے۔

ما جاءنا من بشير ولا نذير، ہمارے پاس کوئی بھی احکام الہی سنا کر خوشخبری دینے والا اور منہیات بتا کر ڈرسانے والا نہ آیا۔“
خود حضور اقدس ﷺ کو فرمایا گیا ان الذین کفروا سواء علیہم اأندرتھم ام لم تذرحم لا یؤمنون ”بیشک جسکی قسمت میں کفر ہے ان پر برابر ہے کہ انہیں آپ ڈر سنائے وہ ایمان لانے کے نہیں“ اس جگہ بھی سواء علیہم فرمایا یعنی ڈر سنانا اور نہ سنانا۔“
ان کے لئے برابر ہے“ یہ نہیں فرمایا سواء علیک اأندرتھم ام لم تذرحم یعنی ڈر سنانا اور نہ سنانا آپ کیلئے برابر ہے، اس لئے کہ
حضور اقدس ﷺ کو تبلیغ کا ثواب بہر حال ملے گا، وید بخت مانیں یا نہ مانیں، اسی لئے اللہ عزوجل نے انبیاء کرام کا ذمہ
بلکا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا

انک لاتھدی من احببت ولكن الله يھدی من یشاء الی صراط مستقیم
 ”یشک آپ ایصال الی المطلوب نہیں کر سکتے جس کو دوست رکھیں (۱) ہدایت کے مفہوم میں دو امور داخل ہیں (۱) لیکن
 اللہ تعالیٰ جسکو چاہے، سیدھے راستہ تک پہنچا دے“ صدق اللہ ورسولہ (پھر کسی عالم کے ذمہ کیونکر یہ کام ہو سکتا ہے کہ
 مخالف کو گمراہی سے نکال کر سیدھے راہ پر لا کر کھڑا کر دے کہ وہ تو بہر حال انبیاء کے نائب ہی ہیں، پھر اعلیٰ حضرت کے
 کارنامہ کو دیکھتے ہیں تو بلاشبہ کہنا پڑتا ہے کہ سو میں نہیں تو اسی نوے فیصدی کامیابی ہوئی، بڑے بڑے مخالف کے مقابلہ
 میں ہمیشہ صامت و ساکت رہے بلکہ اکثر کو تو اقرار کرنا پڑا کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب واقعی ٹھیک فرماتے ہیں مگر
 مصلحت وقت کا تقاضا یہ ہے حالانکہ دین و ایمان کا تقاضا بلا خوف و کومت لائم گوئی، حق جوئی ہے، ذالک فضل
 اللہ بیوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

چودھویں صدی کے مجدد کی تصدیق کرنیوالے چند مقتدر علماء کے اسماء گرامی:

اب رہی یہ بات کہ آپ کے زمانہ کے علماء و مشاہیر نے آپ کے علوم سے انفعاع دیکھ کر آپ کو مجدد مانتا تو یہ آفتاب سے زیادہ روشن ہے، اگر ان تمام حضرات کے صرف نام ہی لکھے جائیں جنہوں نے آپ کو مجدد مانتا تو اس کیلئے



شہداء حضرت مولانا محمد حسین صاحب مدظلہ العالی
منظر اسلام - درجہ رضا



رضا کوثری قریب میں قریبی عمارت کا مجموعی منظر



شیرینہ اہلسنت حضرت مولانا ہدایت رسول صاحب
خانیفہ علیہ الرحمۃ رضی اللہ عنہ

حضور صاحبہ پیچادہ کے کاشانہ اقدس کا بیرونی منظر



مہج کی اس دھوپ آری نماز کے اوقات بجا جاتے ہیں۔

دوسرا مولا علیؑ کے قبرستان کا منظر اسلام آباد

ہیں، امام احمد رضا خان قدس سرہ کا وعظ حیات اعلیٰ حضرت جلد اول مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی میں دوبارہ چھپ چکا ہے، وعظ کا عنوان ہے۔

”بیان ہدایت نشان مجدد مائتہ حاضرہ مکوید ملت طاہرہ امام علماء اہل سنت حضرت مولانا حاجی محمد احمد رضا خاں صاحب سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی دام فیضہ القوی

۶۔ وعظ خوش بیاں شیریں زباں شہید فی نصرۃ الدین حضرت مولانا شاہ عبدالقیوم صاحب قادری بدایونی

۷۔ حضرت مولانا اسدالاسد الارشد مولانا مولوی وصی احمد صاحب محدث سورتی، چلی بھیتی ۔

۸۔ حامی سنت جناب مولانا مولوی حکیم خلیل الرحمن خاں صاحب پاپی بھتی

۹۔ حضرت سلطان الواعظین مولانا مولوی شاہ عبدالاحد صاحب قادری، پبلی بھیتی

۱۰۔ حضرت ضیاء الاسلام والحق والدین مولانا ابوالمساکین محمد ضیاء الدین صاحب قادری ضیائی پبلی بھتی

۱۱۔ حضرت مولانا سراج الدین ابوالذکاء شاہ محمد مسلمان صاحب اعظمی، رام پوری

۱۲۔ حضرت مولانا شاہ ظہورالحسین صاحب فاروقی رامپوری

۱۳۰۔ حضرت شیریں اہل سنت ابوالوقت مولانا شاہ ہدایت رسول صاحب لکھنوی راہپوری

۱۳۔ حضرت سعید الاسلام جناب مولانا شاہ عبدالسلام صاحب قادری جبل پوری

۱۵۔ حضرت حامی دین و ملت مولانا محمد بشیر صاحب قادری جیل پوری

۱۶۔ حضرت مولانا برہان الحق شاہ محمد عبدالباقی صاحب جبل پوری

۱۷۔ حضرت حامی سنت، ماحی بدعت جناب حاجی منشی محمد لعل خاں صاحب قادری بدراسی

۱۱۔ حضرت استاذی مولانا مولوی شاہ عبید اللہ صاحب الہ آبادی، کانپوری

۱۔ حضرت مولانا مولوی شاہ حبیب الرحمن صاحب کانپوری

۲۔ جناب حائیسنت ماحی بدعت مولانا شاہ مشاق احمد صاحب کانپوری

۱۔ عمدۃ العاظمین شبہ غوث ماک حضرت سید شاہ علی حسین صاحب، کچھ محلہ شریف

ظاہر ہو کہ ان کے خلفاء نے مجموعی طور پر حضرت فاضل بریلوی کے پیغام کو کہاں کہاں پہنچا یا ہوگا یہی وجہ ہے کہ پاک و ہند میں کوئی ایسا شہر نہیں جہاں آپ کے معتقد اور جاں نثار موجود نہ ہوں۔

آپ کے خلفاء میں حضرت مولانا محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ (مزار مبارک مدینہ منورہ) اور حضرت علامہ مفتی ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ (مزار مبارک مدینہ منورہ) کے مریدین و معتقدین تو تقریباً تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں خصوصاً ان ممالک میں بکثرت ہیں۔ ترکی، شام، مصر، عراق، یمن، لیبیا، الجزائر، سوڈان، افریقہ اور انگلستان اس میں شک نہیں کہ حضرت فاضل بریلوی کی شہرت و مقبولیت میں ان کے میرا عقول و فضل اور روحانیت کے علاوہ ان کے خلفاء کی مساعی کا پورا پورا دخل ہے ایک بات اور قابل توجہ ہے کہ اکثر بزرگوں کے خلفاء میں چند ہی چمکتے ہیں سب کے سب نہیں چمکتے لیکن فاضل بریلوی کے بیشتر خلفاء علم و عمل کے درخشاں آفتاب نظر آتے ہیں اس سے خود فاضل بریلوی کی عظیم شخصیت کا اندازہ ہوتا ہے عظیم انسان ہی عظیم تاثیر رکھتے ہیں۔

حضرت فاضل بریلوی کی شخصیت بڑی متحرک اور فعال ہے (Dynamic) اس بلا کی حرکت اور جہد و عمل کی قوت معاصرین میں نظر نہیں آتی آپ نے ہی جذبہ عمل اپنے خلفاء میں منتقل کیا چنانچہ اکثر خلفاء علم و عمل کا روشن مینارہ نظر آتے ہیں انہوں نے پاک و ہند اور بیرونی دنیا کے گوشہ گوشہ میں اسلام کا پیغام پہنچایا اور مسلک اہل سنت و جماعت کی اشاعت کی اور ملت اسلامیہ کو رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا سچا فدائی و شیدائی بنایا انہوں نے اس مقصد کیلئے تبلیغی دورے کئے تعلیمی اور فلاحی ادارے قائم کئے اخبارات و رسائل جاری کئے جن خلفاء نے تعلیمی اور فلاحی ادارے قائم کئے ان میں سے چند ایک یہ ہیں

(۱) حضرت مولانا میر مومن علی مومن جنیدی علیہ الرحمہ

آپنے ناگپور میں علی گڑھ کے توڑ پر مدرسہ العلوم مسلمانان قائم کیا جو غالباً سی پی میں پہلا دیہی مدرسہ تھا۔

(۲) قاضی عبدالوہید عظیم آبادی علیہ الرحمہ (۱۳۳۶ھ تا ۱۹۰۸ء) اپنے عظیم آباد بہار میں مدرسہ خفیہ قائم کیا اسی مدرسہ

کے پہلے سالانہ اجلاس میں حضرت فاضل بریلوی نے شرکت فرمائی حضرت مولانا عبدالمقتدر بدایونی علیہ الرحمہ نے

اس اجلاس میں حضرت فاضل بریلوی کو مجدد مانتے حاضر و کے لقب سے پہلے پہل یاد کیا جس پر بعد میں علماء حرمین شریفین

جشن صد ساله منظر اسلام ☆ جشن صد ساله منظر اسلام ☆ جشن صد ساله منظر اسلام ☆ جشن صد ساله منظر اسلام ☆ جشن صد ساله منظر اسلام ☆

(۹) مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ ۱۳۶۷ھ ۱۹۴۸ء آپ نے ۱۹۴۸ء میں مراد آباد مدرسہ اشجمن اہل سنت و جماعت کی بنیاد رکھی ۱۳۵۲ھ میں یہ مدرسہ جامعہ نعیمیہ کے نام سے مشہور ہوا اس ادارے نے قابل ذکر خدمات انجام دیں اسی ادارے کے تربیت یافتہ پاکستان میں پھیلے ہوئے نظر آتے ہیں قیام پاکستان کے فوراً بعد ۱۹۴۸ء میں آپ نے جامعہ نعیمیہ کے نام سے لاہور میں ایک دینی مدرسے کی بنیاد رکھی جو آج پاکستان کے معروف دینی اداروں میں شمار کیا جاتا ہے اور اس وقت اس کے مہتمم و نگران حضرت علامہ مفتی محمد حسین نعیمی مدظلہ العالی ہیں (ممبر اسلامی نظریاتی کونسل)

(۱۰) مولانا شاہ محمد عبد العظیم صدیقی علیہ الرحمہ (۱۳۷۴ھ تا ۱۹۵۴ء) اپنے تقسیم ملک کے بعد کراچی میں ایک علمی و تبلیغی ادارہ قائم کیا آپ کے فرزند ارجمند علامہ شاہ احمد نورانی مدظلہ نے اس کو فروغ دیا انٹرنیشنل اسلامک مشن ریز گلڈ اور ورلڈ اسلامک مشن کی بنیاد رکھی اول الذکر کا صدر دفتر کراچی میں ہے اور موخر الذکر کا بریڈ فورڈ انگلستان میں اور شاخیں پاکستان اور دنیا کے دوسرے ممالک میں ہیں۔

حضرت علامہ عبد العظیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ کے فرزندِ نبوتی و اکمل فضل الرحمن انصاری علیہ الرحمہ (م ۱۳۹۵ھ ۱۹۷۵ء) نے جامعہ علمیہ کے نام سے کراچی میں ایک دینی ادارہ قائم کیا جو اپنی نوعیت کا واحد دینی ادارہ ہے مرحوم نے ایک ادارہ ورلڈ فیڈریشن آف اسلامک مشن کے نام سے بھی کراچی میں قائم کیا تھا۔

مفتی اعظم محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ اور جتہ الاسلام مولانا حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے مرید مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی زید مجدد نے مارشلس (افریقہ) کے شہر پورٹ لوئیس میں سنی رضوی سوسائٹی (جسکی شاخیں انگلینڈ، افریقہ اور پاکستان کے مختلف شہروں میں قائم ہیں) اور رضا اکیڈمی کے نام سے علمی ادارے قائم کئے ہیں۔

الغرض حضرت فاضل بریلوی کے خلفاء اور انکی اولاد و تلامذہ و خلفاء نے تبلیغ و اشاعت دین کیلئے انتہک کوشش و جدوجہد کی اس وقت فاضل بریلوی کے خلفاء و تلامذہ اور پھر ان کے خلفاء اور تلامذہ پاک و ہند خصوصاً پنجاب و سندھ میں بڑا کام انجام دے رہے ہیں مثلاً:-

(۳۱) رکن الاسلام جامعہ مجددیہ حیدر آباد (۳۲) دارالعلوم احسن البرکات حیدر آباد (۳۳) جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر (۳۴) جامعہ راشدیہ پیر جوگوشہ

صوبہ سرحد

(۳۵) دارالعلوم قادریہ مردان (۳۶) جامعہ غوثیہ پشاور (۳۷) مدرسہ غوثیہ محمودیہ مدین

صوبہ بلوچستان

(۳۸) مدرسہ غوثیہ رضویہ کوئٹہ (۳۹) دارالعلوم قادریہ قاسمیہ خضدار (۴۰) دارالعلوم قاسمیہ (۴۱) دارالعلوم غوثیہ رضویہ خضدار۔

آزاد کشمیر

(۴۲) مدرسہ جامعہ خفیہ بکھرہ (۴۳) سنی خفی دارالعلوم عباس پور (۴۴) دارالعلوم محمدیہ نظامیہ میرپور یہ تو صرف پاکستان کے معدود چند مدارس عربیہ کی فہرست ہے اگر اس فہرست میں پاکستان کے تمام سنی دینی مدارس اور ہندوستان و دیگر ممالک کے سنی ادارے شامل کر لئے جائیں تو یہ فہرست ایک قاموس کی شکل اختیار کر جائیگی ضرورت ہو سکے کوئی فاضل اس طرف متوجہ ہوں اور حضرت فاضل بریلوی کے زیر اثر جن مدارس نے تشکیل پائی انکی ایک جامع اور مستند تاریخ مرتب کریں۔

(۴) علمی اور تدریسی میدان کے علاوہ فاضل بریلوی کے خلفاء نے صحافتی میدان میں قابل ذکر خدمات انجام دیں خود فاضل بریلوی کی ادارت میں ماہنامہ ”الرضا“ بریلی سے جاری ہوا جس کے متعلق مولانا شبلی نعمانی (مصنف سیرت النبی ﷺ) لکھتے ہیں

”مولانا صاحب کی زیر سرپرستی ایک ماہوار رسالہ ”الرضا“ بریلی سے نکلتا ہے جس کی چند قسطیں بغور و غوض دیکھی ہیں اس میں بلند پایہ کے مضامین شائع ہوتے ہیں۔

(الندوة اکتوبر ۱۹۴۱ء ص ۱۷) بحوالہ انوار الصوفیہ (قصور) جنوری و فروری ۱۹۷۶ء ص ۳۳

(۸) ماہنامہ سلطان الہند، اجمیر شریف

(۹) پندرہ روزہ خفی سری نگر کشمیر

(۱۰) ماہنامہ سنی دنیا پری

(۱۱) ماہنامہ حجاز جدید، نئی دہلی

(۱۴) ماہنامہ حجاز، لندن

(۱۳) ماہنامہ اسلامک ٹائمز اسٹاک پورٹ

(۱۴) ماہنامہ قاری، دہلی

(۱۵) ماہنامہ فیض الرسول پراؤں شریف

مدارس عربیہ کے قیام اور اخبارات و رسائل کے اجزاء کے علاوہ فاضل بریلوی کے خلفاء نے تصنیفی میدان میں بھی اہم خدمات انجام دی ہیں۔ ”خلفائے اعلیٰ حضرت“ (مصنف محمد صادق قسوری) میں تقریباً ۶۸ تصانیف کا ذکر کیا گیا ہے ان میں بیشتر تصانیف وہ ہیں جو انجمن ترقی اردو (کراچی) کی قاموس الکتب میں شامل نہیں، اس لئے یہ تفصیلات قاموس کے لئے ایک اہم ذخیرہ ہیں۔ مزید تلاش و جستجو کیجئے تو یہ تعداد ہزار سے بھی متجاوز ہو سکتی ہے۔

(۵) حضرت فاضل بریلوی کے خلفاء نے تبلیغی تدریسی، صحافی اور تصنیفی میدانوں کے علاوہ سیاسی میدان میں بھی قابل قدر خدمات انجام دی ہیں، چنانچہ تحریک خلافت، تحریک ترک موالات، تحریک شدھی، تحریک پاکستان وغیرہ میں آپ کے صاحبزادگان اور خلفاء نے جو خدمات انجام دی ہیں ناقابل فراموش ہیں۔ ان حضرات میں قابل ذکر ہیں:-

(۱) حضرت سید محمدؑ کچھوچھوی علیہ الرحمہ

(۲) حضرت مولانا محمد حیدر رضا خان علیہ الرحمہ

(۳) حضرت مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ

(۴) برو فیسر سید سلیمان اشرف علیہ الرحمہ

(۵) مولانا شاہ احمد مختار صدیقی علیہ الرحمہ

(٦) مولانا عبد العليم صدیقی نخلیہ الرحمہ

(۷) مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ

(۸) مولانا محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ

(۹) مولانا عبدالسلام باندوی علیہ الرحمہ

(۱۰) مفتی غلام جان ہزاروی علیہ الرحمہ

(۱۱) مولانا ابوالبرکات سید احمد علیہ الرحمہ

(۱۲) سید فتح علی شاد علیہ الرحمہ

(۱۳) مفتی محمد برہان الحق جبل پوری علیہ الرحمہ

(۱۴) مولانا عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمہ

(۱۵) مولانا تقدس علی خان علیہ الرحمہ

(۱۶) مولانا عارف اللہ شاہ میرٹھی علیہ الرحمہ

(۱۷) مولانا عبدالغفور ہزاروی علیہ الرحمہ

مولانا برہان الحق نے مسلم لیگ اور پاکستان کیلئے جو خدمات انجام دیں اس کا کچھ اندازہ مکاتیب بہادر یار جنگ سے ہوتا ہے نواب بہادر یار جنگ (۱۳۶۳ھ-۱۹۴۴ء) اپنے مکتوب (محررہ ۱۲ مارچ ۱۹۴۳ء) میں مفتی برہان الحق کو لکھتے ہیں :-

”من کر خوشی ہوئی کہ آپ حضرات نے آل انڈیا اینٹینس مسلم لیگ کے اجلاس کی ذمہ داری بھی اپنے اوپر لے لی ہے۔ میں اس عنایت کے لئے سب کا ممنون ہوں۔“

فاضل بریلوی کے خلفاء نے تحریک پاکستان میں جو کارہائے نمایاں انجام دیئے اس کا آغاز خود فاضل بریلوی نے کیا تھا، چنانچہ ۱۸۹۵ء میں عظیم آباد پنڈ میں ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی جس میں آپ نے برطانوی اور ہندو سامراج کے خلاف مسلمانوں کو اتحاد اسلامی پر منظم ہونے کی ہدایت فرمائی اور دو قومی نظریہ کی وضاحت کی۔ پھر ۱۹۲۰ء

وہ نکلے اور پرکار لوگوں کیلئے بھی مشغلے سوچے جائیں۔

(ایضاً ص ۳۸)

۵۔ اگر وہ تعلیم پاتا ہے، تب بھی اس کیلئے ایسا ٹھیکہ یا تجارت تجویز کریں جس میں وقت کم صرف ہو مگر آمدنی پیدا ہو سکے، تاکہ بچے اس عمر سے تجارت یا حرفت اور کسب مال کے خوگر و عادی ہو جائیں۔ (ایضاً ص ۳۹)

ہمارے طلبہ اکثر اب بھی بے کار رہتے ہیں۔ ست غوری کی عادت بہت سے مسائل پیدا کر دیتی ہے۔ اس لئے طالب علمی کے دوران ہی کسب معاش کی فکر لازم ہے جو قوم میں بیدار ہیں۔۔۔ کچھ نہ کچھ کمائی لیتے ہیں۔ کفایت شعاری سودی قرضوں سے نجات اور بیت المال کے قیام کیلئے یہ ہدایات فرماتے ہیں۔

(و) ہمیں اپنے مصارف شب و روز کم کرنے کی فکر کرنا چاہئے۔

(ایضاً ص ۴۰)

(ن) سود لینے اور سودی قرض لینے سے بچیں اور سچی توبہ کریں کہ آئندہ خواہ کچھ بھی حال ہو مگر سودی قرض نہیں لیں گے۔

(ایضاً ص ۴۳)

(ج) اللہ تعالیٰ میسر کرے اور ایک ایسا بیت المال بن جائے تو اس سے مقروض مسلمانوں کے قرض ادا کرنے کے علاوہ نادار و غریب مسلمانوں کو زراعت یا تجارتی ضرورت کیلئے روپیہ قرض بھی دیا جاسکتا ہے تاکہ وہ ساہوکاروں کے دام حرص سے محفوظ رہیں۔ (حامد رضا خان، خطبہ صدارت ص ۴۸)

حضرت مولانا حامد رضا خان صاحب علیہ الرحمہ نے اس سلسلے میں ”ذخیرہ قرض حسن“ کے نام سے چھوٹے بیت المال کے قیام پھر ہر گاؤں میں انجمن قرض حسن کی تشکیل کا بھی ذکر کیا ہے اور اس مسئلے پر ایک ماہر معاشیات کی طرح اظہار خیال فرمایا ہے۔

جس زمانے میں یہ کانفرنس منعقد ہوئی وہ داخلی اور خارجی طور پر بڑے انتشار و اختلاف کا زمانہ تھا۔ خارجی طور پر حالات یہ تھے کہ ترکوں کو شکست ہوئی خلیفہ اسلام ممالک مغربیہ کے تحت بے اثر ہو کر رہ گیا۔ مصطفیٰ کمال نے اناطولیہ میں ایک خود مختار ترکی حکومت قائم کی اور دوسرا خلیفہ منتخب کیا، مگر ۱۹۲۴ء میں اسکو معزول کر کے ملک بدر کر دیا، واور اس طرح خلافت اسلامیہ کا خاتمہ ہو گیا۔ جس نے ساری دنیا کے مسلمانوں خصوصاً پاک و ہند کے مسلمانوں کو نفسیاتی طور پر بے حد متاثر کیا۔

جماعتی زید مجدد نے نامعلوم کئی کوشش و جانفشانی کے بعد اتنا کچھ جمع کیا ہے۔ اصل میں یہ کام سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کا کوئی عالم کرتا تو زیادہ مناسب تھا مگر مولیٰ تعالیٰ نے یہ سعادت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے مقدر میں لکھ دی تھی۔ جناب محمد صادق تصوری صاحب اس سے قبل ”اکابر تحریک پاکستان“ پیش کر چکے ہیں، جو ۱۹۷۷ء میں نہایت ہی آب و تاب سے گجرات پاکستان سے شائع ہو چکی ہے۔ اس کتاب میں بھی بعض اہم خلفاء کے حالات آگئے ہیں:-

پیش نظر کتاب ”خلفائے اعلیٰ حضرت“ میں حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے تقریباً ۸۳ خلفاء کا ذکر کیا گیا ہے جو پاک و ہند اور ممالک اسلامیہ میں پھیلے ہوئے تھے بعض کے حالات مفصل ہیں بعض کے مجمل اور بعض کے بہت ہی مجمل لیکن اگر تلاش و جستجو جاری رہی تو انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ ایڈیشن میں بہت سے اضافے متوقع ہیں پیش نظر کتاب میں ابتداء میں صرف ۵۳ خلفاء کے حالات شامل تھے اور بعد میں مولانا جلال الدین قادری زید مجدہ نے ۳۰ خلفاء کے حالات کا اضافہ کیا، فجز اھم اللہ احسن الجزاء۔

پیش نظر کتاب ”خلفائے اعلیٰ حضرت“ میں تقریباً ۸۳ خلفاء کا ذکر کیا گیا ہے، بعض کے حالات مفصل اور بعض کے بہت مجمل۔ ماسوائے چند ایک کے تمام خلفاء کا تعلق پاک و ہند سے ہے۔ اگر تمام خلفاء عرب کو بھی شامل کر لیا جاتا تو یہ کتاب ضخامت کے لحاظ سے دو گنی ہو جاتی کیوں کہ ان خلفاء کی تعداد بھی کچھ نہیں، البتہ ان کے حالات کا پاکستان میں دستیاب ہونا ذرا مشکل ہے اس کیلئے تلاش و جستجو اور محنت کی ضرورت ہے اگر حرمین شریفین کے کوئی فاضل اس طرف متوجہ ہوں تو یہ کام قدرے آسانی سے ہو سکتا ہے۔ اس کتاب میں خلفاء عرب کے علاوہ پاک و ہند کے بعض خلفاء بھی ارد گئے ہیں، مثلاً:-

ایضاً نا میر مومن علی مومن جنیدی علیہ الرحمہ۔
(سعید احمد انصاری۔ موج صبا مطبوعہ لاہور ص ۳۰۲، ۳۰۴)

۲۔ مولانا عبدالسلام یاندوی علیہ الرحمہ ۔

۳۔ مولانا سید نور الحسن ٹیکنوی علیہ الرحمہ (۱۳۹۴ھ/۱۹۷۷ء)

اگر فاضل مصنف مزید تلاش وجہتو کریں تو ان حضرات کے حالات مل سکتے ہیں۔

لیکن انہوں نے جو کچھ جمع کیا ہے وہ بھی کچھ کم نہیں۔ اس جوان صالح ہمت کو آفریں ہے کہ نہ مساعد حالات میں بھی

بسم الله الرحمن الرحيم

مولانا شمس الحق شمس صدیق بریلوی

از قلم :- پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

حضرت علامہ شمس الحسن صدیقی بریلوی ابن مولوی ماسٹر ابوالحسن صدیقی عاصی بریلوی (م ۱۹۳۷ء) ابن مولانا حکیم محمد ابراہیم بدایونی مرحوم و مغفور نیا شہر بریلی محلہ ذخیرہ کے اس مکان میں ۱۳۳۷ھ ۱۹۱۹ء میں پیدا ہوئے جس مکان میں عالم اسلام کی ایک غظیم ہستی امام احمد رضا خاں محدث بریلوی (م ۱۳۴۰ھ ۱۹۲۱ء)

حضرت شمس بریلوی خود بھی ایک علمی خانوادے سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے والد، دادا، پرودا کے علاوہ آپ کے تایا مولوی ریاض الدین صدیقی بریلوی (م ۱۹۳۳ء) صاحب تصانیف بزرگ گذرے ہیں اور روہیل کھنڈ بریلی کے مشاہیر علماء و شعراء اور ادباء میں ان حضرات کا شمار کیا جاتا ہے۔

حضرت شمس کے پردادا صاحب سیف و قلم تھے۔ آپ کی تصنیف ”تاریخ فرح بخش“ کا W. Hoey نے بعنوان ”Memories of Delhi and Faizabad“ کے نام سے انگریزی میں ترجمہ کیا تھا۔

حضرت شمس کے دادا یعنی جد امجد محترم حکیم محمد ابراہیم بدایونی مراد آباد روہیل کھنڈ میں قائم ہونے والے پہلے اسکول کے صدر مدرس (ہیڈ ماسٹر) تھے۔

حضرت شمس بریلوی کی حیات و افکار پر ان کی حیات میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا نے ایک کتاب ”جہان شمس“ کے نام سے ۱۹۹۲ء میں شائع کی تھی۔ اس کتاب کے مولف حضرت کے بھانجے سید اسلم علی رضا ترمذی مدظلہ العالی تھے اور اس کی تدوین و تزکین احقر نے کی تھی۔ اس کے علاوہ مولانا غلام یحییٰ مصباحی نے انڈیا میں اپنے Ph.D کے مقالے میں حضرت شمس بریلوی کی دینی، ادبی خدمات کا جائزہ لیا ہے لیکن ابھی تک حضرت شمس کی ادبی، دینی خدمات پر بحیثیت مترجم، مقدمہ نگار، شاعر اور تبصرہ نگار کے کسی اہل قلم نے تفصیل سے اظہار خیال نہیں فرمایا ہے جبکہ آپ ۱۰۰ سے زیادہ ضخیم تصوف کی کتابوں کے مترجم ہیں۔ ۲۰ سے زیادہ کتابوں پر کم از کم سو سو صفحات کے مقدمات تحریر کئے ہیں جو الگ تالیف کا درجہ رکھتے ہیں اس کے علاوہ بھی میں سے زیادہ کتابوں کے مصنف اور مولف ہیں جبکہ سب سے بڑا کارنامہ پانچ ہزار اشعار پر مشتمل مثنوی کے بحر میں منظوم اظہار خیال ہے جو اعلیٰ حضرت کی شخصیت اور ان کے علمی کمالات کے ساتھ ساتھ اس میں ۹۰ نعتیں ہیں جو ۹۰ مختلف عنوانات پر لکھی گئی ہیں۔

احقر جو حضرت شمس بریلیوی کا ادنیٰ شاگرد ہے اس بات کا ارادہ رکھتا ہے کہ حضرت کے ساتھ گزرے ہوئے ۱۴ سال کے لمحات کو ”ملفوظات شمس“ کے نام سے مرتب کروں۔ احقر کو حضرت نے اتنا قریب کر لیا تھا کہ اگر پندرہ بیس دن کے اندر اندر حاضر خدمت نہ ہوتا تو آپ باتو فون کر کے بلواتے یا خط میں عموماً یہ شعر لکھ کر بھیج دیتے:-

مجھ کو بھلا دے سارا زمانہ تو غم نہیں

اللہ کرے کہ تم کبھی ایسا نہ کر سکو

راقم جیسے ہی حضرت کے دولت کدہ پر پہنچتا آپ بڑی شفقت فرماتے تھے اور میرے اہل خانہ کو دعائیں دیتے اور اکثر ایک یا دو کتابیں مجھے نذر کرتے۔ آپ اپنی بیٹی عذرا انجم زوجہ سر تاج احمد خاں کے یہاں قیام کرتے تھے اکثر آپ کے گھر والے مجھ سے کہتے کہ آپ ہمارے پایا (حضرت شمس بریلوی) کی دوا ہیں کیونکہ آپ سے ملاقات کے بعد پایا میں ظاہری توانائی آ جاتی ہے اور کئی دن تک خوش رہتے ہیں لہذا آپ ضرور ضرور ۱۰-۱۵ دن میں ایک جگر لگالیا کریں۔ یہی بات محترم سر تاج صاحب نے کئی مرتبہ محترم سید وجاہت رسول قادری صاحب (صدر ادارہ) سے کہی۔

حضرت شمس بریلوی سے احقر کی پہلی ملاقات ۱۹۸۳ء کے کسی مہینے میں ہوئی تھی جو مجھے یانہیں اور اس کے بعد مہینے دو

(۴) انساب کا علم۔

(۵) حسب ضرورت یہود و نصاریٰ اور مجوسی کی زبانوں اور ان کے مذاہب کا مطالعہ۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی نے نہ صرف عبرانی سیکھی تھی بلکہ تورات کا مطالعہ کر کے ان کے اعتراضات کا دفاع کرنے اور حسب ضرورت جوابی اعتراض و اقدام کرنے کی صلاحیت بھی پیدا کی تھی۔ گروہ صحابہ میں کتنے ہی افراد فارسی، رومی، حبشی وغیرہ زبانیں جانتے تھے۔ اور ان ممالک سے تعلقات میں معاون و مترجم کی خدمت انجام دیتے تھے۔

(۶) کچھ لوگوں کو حسب دلچسپی علم الادب و علم النفس میں مہارت حاصل کر نیکی ترغیب بھی دی جاتی تھی۔ یہی لوگ طبیب و معالج کی خدمت انجام دیتے تھے۔

(۷) ملٹری سائنس یا فنون حرب کی تعلیم تقریباً لازمی تھی۔ گھوڑ سواری، تلوار بازی، نیزہ بازی، حیر اندازی، اور تیراکی پر بطور خاص زور دیا جاتا تھا۔ آپ نے نہ صرف ان فنون کے حصول کی تاکید فرمائی بلکہ انہیں تفریح و دل بستگی کے مشغلے بھی قرار دیا۔

پہلی صدی ہجری کے اسلامی مدارس میں تقریباً یہی نظام و نصاب رائج رہا۔ دوسری صدی ہجری میں عباسیوں کے عہد عروج میں یونانی اور رومی علوم کی ترویج و اشاعت نے نصاب تعلیم کے تقاضے بدل دیئے۔

اسی لئے علمائے عصر نے منطق و فلسفہ اور علم کلام کو نصاب تعلیم کا ایک اہم جز قرار دیا اور انہیں کی مدد سے علوم اسلامی اور عقائد اسلامی کو مضبوط اساس فراہم کی۔

یونانی اور رومی علوم نے نفع و نقصان دونوں پہنچائے۔ ان کا سب سے بڑا نقصان تو یہ ہوا کہ علماء کی توجہ قرآن و حدیث اور فقہ سے ہٹ کر منطق و فلسفہ اور علم کلام کی طرف زیادہ ہو گئی۔ علوم کو علوم عقلیہ اور علوم نقلیہ میں منقسم کر دیا گیا۔ قرآن و حدیث وغیرہ کے علوم کو علوم نقلیہ قرار دیا گیا۔ ان کے مقابلہ میں علوم عقلیہ منطق و فلسفہ وغیرہ کی اہمیت اور قدر دانی بڑھ گئی اسی لئے علوم عقلیہ کے عالم خود کو برتر سمجھنے لگے۔

صدیوں تک یہی تقسیم اور یہی علوم داخل نصاب رہے۔ مدارس کا مشہور و معروف درس نظامیہ تقریباً اسی اساس پر قائم ہوا۔ لیکن اب ایک عرصہ سے یہ ضرورت محسوس کی جا رہی ہے کہ اس نصاب تعلیم میں عصری تقاضوں کے پیش نظر انقلابی

کیونکہ ۱۲۷۸ھ شاید پنجاب بھر میں دس وہابی عقیدہ کے مسلمان بھی موجود نہ تھے اور اب ۱۲۹۲ھ میں دیکھتا ہوں کہ کوئی گاؤں اور شہر ایسا نہیں بیکہ جہاں کے مسلمانوں میں کم سے کم چار حصہ وہابی معتقد محمد اسماعیل کے نہ ہوں۔ یہ شہادتیں تو قدیم ہیں۔ آج حالت دیکھئے کیا ہے۔ آپ اکثر شہروں میں متصلب سنی چند ہی پائیں گے۔ سنی مساجد اور سنی امام کو تلاش ہی کرتے پھریں گے۔ عوام کی اکثریت خواہ اپنے عقائد و اعمال میں سنی ہی ہو مگر وہ رہنمائی دیوبندی علماء سے حاصل کر رہی ہے اور انہیں کی اقتدا میں بے تکلف نماز ادا کر رہی ہے۔ آج مساجد تو کجا مقابر اور خانقاہوں پر بھی انہیں کابضہ ہے۔ وقف بورڈ ان کے زیرِ تسلط ہے۔ ذرائع ابلاغ ان کے ہاتھ میں ہے۔ پولیس کی طاقت وہ طاقت ہے کہ جو بڑے سے بڑے جھوٹ کو سچ ثابت کر سکتی ہے اور کر رہی ہے۔ اسی طاقت سے انہوں نے اہل سنت کو عام مسلمانوں کی نگاہ میں بدعتی، گمراہ، پیٹ کے بچاری، فسادی اور جھگڑالوں بنا دیا ہے۔ انہوں نے جو کچھ کیا اپنے مفاد کیلئے کیا۔ سوال یہ ہے کہ ہم نے ایسا کیوں ہونے دیا۔ اسی کی طرف ایک نظر ہمیں اپنی کمزوریوں اور فی زمانہ پسپائی کے اسباب و عوامل پر ڈالنی چاہئے۔ اس میں شک نہیں کہ اعلیٰ حضرت اور دیگر علمائے اہل سنت نے وہابیہ کے خلاف تردیدی لیز پچر کی شکل میں اسلحہ اور گولہ بارود کے انبار لگا دیئے۔ لیکن ان اسلحہ کو استعمال کرنے والے تربیت یافتہ سپاہیوں کی تیاری کی طرف خاطر خواہ توجہ نہیں دی جاسکی۔ جب کہ اغیار نے جگہ جگہ مدارس قائم کر کے اپنا دفع کرنے والوں کی افواج کھڑی کر دیں۔ مساجد پر قبضہ کر کے اور تبلیغی سرگرمیوں میں دن رات ایک کر کے عوام کو اپنا ہمنوا بنا لیا۔ جن لوگوں کی حقائق پر نظر ہے وہ جانتے ہیں کہ کل وہ دفاعی پوزیشن میں تھے اور آج ہم اپنے قلعوں کی حفاظت کی طرف سے فکر مند ہیں۔ جن میں جگہ جگہ شگاف پڑ چکے ہیں اور جن پر ہر طرف سے انبار کی یلغار ہے۔ یہ نہ صرف ایک فکریہ ہے بلکہ مؤثر تدابیر کیلئے ہمہ تن جدوجہد ہونا بھی ضروری ہے۔

اہل سنت کے گردنگ ہوتے ہوئے اس حصار کو توڑنا آج ہر سنی کا فرض ہے۔ خصوصاً امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے اہل خاندان اور ان کے قائم کردہ منظر اسلام پر بطور خاص یہ فرض عائد ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں درج ذیل امور کو اختیار کیا جائے تو انشاء اللہ اس بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکا جاسکتا ہے۔

(۱) اہل سنت کے متعلق گمراہ کن پروپیگنڈے کا سد باب مؤثر طریقے سے کیا جائے۔

(۲) اشعار کی منتخب و مستند کتب سے ان کے عقائد اخذ کر کے اشتہاروں، کتابچوں، پمفلٹوں اور ہینڈ بل وغیرہ کی شکل میں شائع کر کے مفت عوام تک پہنچائے جائیں۔

(۳) ان جملوں کو بطور خاص عوام تک پہنچایا جائے۔ جن سے صریح توہین رسالت ہوتی ہے۔

(۴) آجکل مزارات اور خانقاہوں میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب اہل سنت کے ہی کھاتے میں لکھا جاتا ہے۔

اور اہل سنت کو بھی ان حرکات کا مرتکب گردانا جاتا ہے۔ اس غلط فہمی کو دور کیا جائے۔ بدعات و خرافات کا بھر پور اور واضح رد کر کے ان سے برأت کا اظہار کیا جائے۔

(۵) اپنی مساجد، مقابر اور خانقاہوں کے تحفظ کیلئے بھرپور جدوجہد کی جائے۔ وقف بورڈوں میں مسلک کا واضح اندراج کرایا جائے۔ اور اس سلسلہ میں حکومتی سطح پر کوشش کی جائے۔

(۶) مبلغین کی ایسی جماعتیں تشکیل دی جائیں جو مختلف علاقوں میں جا کر غلط فہمیوں کا ازالہ اور صحیح عقائد کی ترویج و اشاعت کا فریضہ انجام دیں۔ ان کا طریقہ کار اغیار کے طریقہ کار سے قطعاً مختلف ہونا چاہئے۔

اگر ان انسدادی تدابیر پر عمل کیا جائے تو انشاء اللہ بڑھتے ہوئے سیلاب بلا کا رخ موڑا جاسکتا ہے۔ بشرطیکہ ہم اہل سنت خواب خرگوش سے جاگ جائیں۔ اپنے فرض کو سمجھیں اور جہد و عمل کو اپنا شعار بنائیں۔

وما علینا الا البلاغ وما توفیقی الا باللہ



بسم الله الرحمن الرحيم

زینب سجادہ عالیہ رضویہ حضرت مولانا سید محمد رضا خاں صاحب مدظلہ العالی

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

منزاج شریف!

آپ کے مکتوب گرامی اور مابینامہ اعلیٰ حضرت کے ذریعہ یہ معلوم کر کے دلی مسرت ہوئی کہ آپ بریلی شریف میں ۲۵ صفر کو اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز کے عرس سراپا قدس کے موقع پر جامعہ منظر اسلام بریلی شریف کا صد سالہ جشن منارہے ہیں۔ مبارک صد ہزار مبارک۔

دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف صرف ایک ادارہ اور محض ایک مدرسہ نہیں بلکہ مجدد اسلام امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی وہ ایمانی تحریک ہے جس نے کروڑوں دلوں کو نور ایمان سے منور کیا۔ جس نے اللہ تعالیٰ کے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت کی چاندنی چار داگ عالم میں پھیلا دی۔ جس نے بے دینی اور بد مذہبی کی طاغوتی شورشوں کا رخ موڑ دیا۔ جس نے ایسے ایسے جانباز مجاہدین اسلام تیار کئے کہ ان کا ایک ایک فرد پورے پورے ملک کیلئے کافی تھا۔

یہ وہ مرکز ہے جس کی سرپرستی حسان زمانہ مولانا حسن رضا بریلوی، حجت الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی نے کی۔ جس میں حضرت مولانا ظہورالحسین فاروقی مجددی، حضرت مولانا رحم الہی اور صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی (مصنف بہار شریعت) رحمہم اللہ تعالیٰ اور دیگر نادر روزگار اساتذہ علم و عرفان کے جواہر لٹاتے رہے۔ جس کے پہلے طالب علم ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری اور مولانا عبد الرشید تھے جو بعد میں علم و حکمت کے آسمان پر آفتاب و اجتاب بن کر چلے۔ جس کی کشش مولانا علامہ محمد سرور احمد چشتی قادری اور مولانا علامہ محمد عبد الغنی

اختیار کر لے۔ پس آپ کی شبانہ روز کی انتھک جہد مستمر، سچی اخلاص اور جگر کاوی کے سبب ہی منظر اسلام علم و فن کی درس و تدریس، کتب کی تالیف و تصنیف، عقائد کی تفتیح و تشریح، عشق مصطفوی کی تبلیغ و ترویج میں برصغیر پاک و ہند تو کیا بلکہ دنیا کے اسلام کے افق پر آفتاب نصف النہار کی طرح منور ہوا اور ہے اور رہے گا۔ بفضل خدا عز و جل در سولہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس مادر علمی نے بہتر و ایتر حالات میں بھی اپنے دینی اور مسلکی تہلب کے مقصد اہم اور عزم اعظم پر گرفت کی گرہ ڈھیلی نہ ہونے دی۔ اور گردش زمانہ کی پیہم تند و تیز عاصف و قاصف اور صرصر و عقیم ہواؤں میں بھی اپنے پائے ثبات کو متزلزل نہ ہونے دیا۔ بلکہ اپنے صد سالہ عظیم دور حیات میں اساتذہ، طلباء اور عامۃ الناس کو عقائد مسلک اہل سنت کی سلک میں پرو دیا۔ بے سروسامانی اور تنہائی کے عالم میں منظر اسلام نے عرصہ قلیل میں نقش دوام کی صورت میں تاریخ کے اوراق پر جو انمٹ نقوش ثبت کئے وہ دیگر مدارس کیلئے مشعل راہ ہیں۔

کلمات مذکورہ سے راقم کا مقصود دہر العلوم منظر اسلام کے تعارفی عقیدت نامہ کی گرہ کشائی تھا۔ ہمارا موضوع قلم کو حد و قیود میں مسدود کر کے پاکستان میں منظر اسلام کے دینی علمی فیضان کی طرف کشاں کشاں سرکانے کی سعی حاصل میں کامیاب ہونا نظر آ رہا ہے۔ اس امر و عنوان کے تحت بے بضاعتی کے عالم میں کچھ نقوش منحنی ذیلی سطور میں ملفوظ ہیں ملک عزیز اسلامی جمہوریہ پاکستان میں منظر اسلام کے دینی علمی فیضان کو محبت و عقیدت کے الفاظ و کلمات کے موازین میں تاپنے یا تولنے کے عمل کو کم علمی و کج فہمی سے تعبیر کیا جائے۔ تو بے جا نہ ہوگا۔ لیکن پھر بھی اپنے جذبات و احساسات عقیدت کو لسان قلم پر لا کر جو ہر محبت کی مالا بنا کر محبوبین کے سینے پر آویزاں کرنے کی سعادت سے مسعد ہو رہا ہوں۔

یاد رہے، یہ بات حسن تعمیر کی ہو تعریف کا مرجع معمار ہی ہوگا۔ تعریف تصویر کی ہو تو صیف ہقیقتا مصور کی ہی متصور ہوگی بات کلام کے حسن کی ہو مدح مشکلم کی ہی کہلائے گی۔ انداز تحریر میں رنگ حسن بھردیا جائے۔ تو داد تحسین کا استحقاق محرر کو ہی حاصل ہوگا قابلیت و اہلیت اگر تلمیذ کی بیان کی جائے۔ تو حقیقت میں تعریف و توصیف اس کے معلم اور مادر علمی کی ہی ہوگی۔ جو مادر علمی کو پہلے تہذیب تدرب کا سانچہ بناتا ہے۔ پھر اپنے تلمیذ کو علم کی آنچ دیکر تیشہ عمل سے تراش تراش کر اس سانچے کے مطابق ڈھال دیتا ہے۔

میں سمجھتا ہوں تری عشق گری کو ساقی ☆ کام کرتی ہے نظر نام ہے پیمانے کا

اس سلسلہ میں مظفر اسلام بریلی شریف سے اکتساب فیض کرنیوالی ان نادرا وجود شخصیات کے تذکرہ خیر کے جرمہ کفایت سے ہم مکلفی ہوں گے۔ جو دین مصطفویٰ اور عشق مرتضوی کی امین ہو کر ارض پاکستان میں جوتلیغ ہوئیں۔

تجربہ کی بات ہو یا بزمِ مے کا نام آئے

لبیوں بہ تذکرہ یار آئی جاتا ہے

ویسے بھی اگر ہم پاکستان کے دینی افق کا طائرانہ نگاہ سے عمومی مشاہدہ کریں تو اس حقیقت کی تیسیم ہوتی ہے کہ لفظ ”رضا“ کا اسم نسبت مذکر یا تانیث (رضویٰ / رضویہ) کی صورت میں اکثر مدارس و جامعات کے اسماء میں اکتلیل عروس کا سماں باندھتا ہے۔ یہ فیضان رضا اور جامعہ منظر اسلام کی علیٰ یادگار کا محبت بھرا مین ثبوت ہے۔ چونکہ بانی جامعہ رضویہ منظر اسلام قبلہ سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو سادات کرام سے غایت درجہ انس و پیار تھا۔ ان کے اسی گوشہ محبت کو معمول میں لاتے ہوئے ہم سید السادات امام المحدثین علامہ مولانا سید محمد دیدار علی شاہ قدس سرہ العزیز کی خدمات نبیلہ کو مسنداً عنوان بناتے ہیں اگرچہ آپ نے دیگر اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے مراحل علم کی تکمیل جلیل کی مگر اعلیٰ حضرت کی نظر کیمیا و سیما کرنے سونے پر سہاگے کا کام کیا۔ آپ کو امانت خلافت کی عطا سے سلسلہ قادریہ رضویہ کا امین بھی بنادیا اور فقہ حنفیہ کی تمام کتب کی اجازت روایت بھی مرحمت فرمائی۔ اعلیٰ حضرت کی صحبت کے شب و روز میں منظر اسلام کی علمی اور فنی خدمات و تعلیمات کے عمیق مشاہدہ نے آپ کے دل میں منظر اسلام کی منہج پر دینی ادارہ کی تاسیس و تعمیر کی قلعی کھول دی۔ ۱۹۲۵ء میں شہر لاہور میں آپ نے ”حزب الاحناف“ کے نام پر دارالعلوم کی خشت تاسیس اپنے دست کرامت سے رکھی۔

مزید تقدیر کی اتم درجہ موافقت کا اظہار یوں ہوا کہ آپ کے جگر گوشہ علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری علیہ الرحمہ آپ کے خلف ارشد ثابت ہوئے آپ اپنے والد گرامی محدث الوری اور حضرت صدر الافاضل کی سگت و معیت میں بارگاہ اعلیٰ حضرت میں حاضر ہوئے فقہ کی جزئیات، تقابل ادیان اور دیگر علوم پر مہارت تامہ حاصل کی دوسرے علماء کے ساتھ خدمت افتاء نویسی بھی انجام دی جس کی نگرانی خود قبلہ اعلیٰ حضرت فرمایا کرتے تھے۔ جس کا اثر بایں طریق ظاہر ہوا کہ پاکستان میں ہزاروں فتاویٰ آپ کی نوک قلم سے مترشح ہوئے فتاویٰ رضویہ کی جلد اول اور بہار شریعت کے ابتدائی حصے

آپ کے زیر نظر مرحلہ طباعت و اشاعت سے گزرے اور حزب الاحناف میں سلسلہ درس و تدریس کی صورت میں روایت اسلاف کو بھی جاری رکھا۔ الحاصل یہ پدر و ولد دونوں کی کاوشوں نے ”حزب الاحناف“ کی خیمہ زنی کر کے تاریخِ غنیمت میں فیضانِ رضا کے مثالی نقوش منقش کر دیئے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کو تختہ وصال پر غسل دینے کی سعادت کا شرف بھی آپ کو حاصل ہے۔ قبلہ سیدی اعلیٰ حضرت نے علامہ ابوالبرکات علیہ الرحمہ کو بھی تمام علوم اسلامیہ، قرآن و حدیث، فقہ اور سلاسلِ طریقت کی خصوصی سداپنے دست مبارک سے لکھ کر عطا فرمائی۔ علامہ محدث الوری قدس سرہ العزیز کے صاحبزادے اور علامہ ابوالبرکات علیہ الرحمہ کے برادر اصغر علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری قدس سرہ نے اپنے والد گرامی اور دیگر اساتذہ سے کتب پر پڑھیں۔ قبلہ سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی، صدرالافاضل علامہ محمد نعیم الدین مراد آبادی سے بھی مستفیض و مستتیر ہوئے۔ مسجد و زیرِ خاں لاہور میں منصبِ امامت سنبھالا۔ پاک و ہند کی ہر تحریک میں عدیم الشال فعال کردار ادا کیا۔ متعدد بار جیل کی سلاخوں کے پیچھے آپ کو محصور کیا گیا۔ مگر آپ کے پائے ثبات کو خراش تک نہ پہنچی۔ جیل میں ہی آپ نے علمی گوہرِ فشانوں سے اوراقِ جڑے تو وہ ”تفسیر ابوالحسنات“ کے نام سے موسوم ہوئے۔ اعلیٰ حضرت کے ساتھ آپ کی قلبی محبت و عقیدت کا حد درجہ احساس آپ کی ششہ گفتگو سے ہوتا تھا۔

فقہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی زندہ ترین تصویر مولانا ابویوسف محمد شریف قدس سرہ تھے۔ آپ مقلب بہ فقیہ اعظم اور محدث کوٹلوی ہیں آپ سلسلہ خرقہ خلافت میں اعلیٰ حضرت کی طرف سے مآذون تھے۔ فقیہ اعظم کا لقب بھی فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کا عطا کردہ ہے۔ آپ نے علم کدہ رضویت پہنچ کر اکتساب فیض کیا۔ واپس سیالکوٹ کے قصبہ کوٹلی لوہاراں آ کر فقہ حنفیت پر مثالی کام کیا۔ سراج الامت امام اعظم ابوحنیفہ کے مسلک فقہ پر حافظ ابن ابی شیبہ کے وہ اعتراضات جن میں امام اعظم علیہ الرحمہ کے بعض مسائل کو خلاف حدیث گردانا گیا۔ جب انہی اعتراضات کو آڑ بنا کر غیر مقلدین نے عوام کو بہکانا چاہا تو آپ نے کتاب تائید الامام باحادیث خیر الانام تصنیف کی اس میں ابن ابی شیبہ کے اعتراضات کا مسکت رد تحریر فرمایا اس کتاب کے مطالعہ پر حضرت صدرالافاضل کے یہ الفاظ تھے۔ ”حافظ ابن ابی شیبہ اگر آج ہوتے تو ضرور اس تحریر کی قدر کرتے اور اس کو اپنی مصنف کا جزو بناتے۔“ یا کتاب الرد“ کو مصنف سے خارج کرتے۔“

کے دورہ حدیث شریف کو حاصل تھی جب کہ دورہ قرآن کریم علامہ عبدالغفور ہزاروی علیہ الرحمہ کا مشہور تھا۔

فیضانِ رضا کی تقدیس و تنویر میں مقدس و منور ہو کر شہر و مضافات کو نورِ علم میں بسا گئے۔ وہ فقیہ العصر حضرت مولانا تقدس علی خاں قدس سرہ جن کی شخصیت کے تعارف میں یہی امر کفایت کرتا ہے کہ آپ مجدد اسلام کے تلمیذ رشید اور خلیفہ اجل ہونے کے ساتھ ساتھ نسبی لحاظ سے نواسے بھی تھے۔ منظر اسلام کے مہتمم بھی رہے۔ جامعہ راشدیہ پیر جو گوٹھ سندھ کے شیخ الجامعہ تھے، اور حضرت حجتہ الاسلام سے شرف و امدادی بھی آپ کو حاصل تھا، نابغہ روزگار شخصیات آپ کے خرمین تلامذہ کے زمرہ میں شامل ہیں فکرِ اعلیٰ حضرت کی جیتی جاگتی تصویر تھے آپ کی لسان ہو یا قلمدان دونوں ہمہ وقت فکرِ رضا اور خدمتِ مسلک اہل سنت میں ہمہ تن مصروف رہے۔

دین و ملت کے وقار علامہ وقار الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسلک رضا کے زبردست مؤید و عامل تھے۔ ابتدائی تعلیم منظر اسلام سے حاصل کی قبلہ سیدی اعلیٰ حضرت کے دست کرم پر بیعت کی ۱۹۳۸ء تا ۱۹۴۱ء منظر اسلام میں مسند تد ریس پر فائز رہے بعد ازاں چٹاگانگ مشرقی پاکستان میں جامعہ احمدیہ سنیہ میں شعبہ تد ریس سے مسلک رہے پھر روشنیوں کے شہر کراچی میں مرکزی دارالعلوم امجدیہ کے طلباء آپ کے بحر و خا علم سے سیراب ہوتے رہے آپ ناظم تعلیمات، شیخ الافتاء اور شیخ الحدیث کی مسانید پر بھی تمکین نشین رہے۔ آپ دوس و تد ریس، تحریر و تقریر، گفت و شنید کے خاکوں میں فکر رضا کا رنگ بھرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ ہونے دیتے تھے۔

دور افتادہ میں حافظ العلوم علامہ جلال الدین قدس سرہ کی خدمات بھی قابل صد تحسین ہیں اگرچہ ظاہری بصارت سے محروم تھے۔ لیکن خدائے لم یزل نے اس کے نعم البدل بصیرت قلبی سے خوب خوب نوازا تھا۔ ۱۹۴۶ء میں بریلی شریف میں دورہ حدیث شریف کی تکمیل فرمائی محدث اعظم پاکستان مفتی اعظم ہند اور حضرت صدر الافاضل مراد آبادی علیہ الرحمہ سے اکتساب علم کیا۔ آپ کو قبلہ مفتی اعظم ہند کی طرف سے اجازت روایت حدیث بھی تھی۔ منقولات و معقولات کتب کی تکمیل کے بعد وطن مالوف واپس آکر جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ کے نام کو سنگ و خشت کا لبادہ عطا فرمایا ۱۹۶۲ء سے تا دم وصال دورہ حدیث شریف پڑھاتے رہے مسلک رضا پر نہایت مصہبانہ گرفت رکھتے تھے۔ پیغامات رضا کے ابلاغ میں آپ کے دارالعلوم کی انجام کردہ خدمات کیلئے ایک دفتر درکار ہے۔

شریعت مصطفوی کی اسی راہ ارشاد ابلاغ پر حضرت علامہ مولانا مفتی غلام جان ہزاروی رحمہ اللہ لاہوری علیہ الرحمہ بھی اعلیٰ حضرت سے مستفید ہوئے مختلف مدارس میں تعلیم حاصل کی۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے شہرہ علم کی شنید سے بریلی شریف پہنچے درس نظامی کی کتب اخیرہ اور دورہ حدیث شریف کی تکمیل کی قبلہ اعلیٰ حضرت نے آپ کی دستار بندی فرمائی اور سلاسل طریقت کی اجازت سے بھی ماذون فرمایا۔ دارالعلوم منظر اسلام میں مدرس اور مسجد بی بی جی میں امام و خطیب مقرر ہوئے۔ پاکستان صوبہ پنجاب کے ضلع ہزارہ میں آپ کو عہدہ قضا پر حکومت نے مامور کیا۔ مگر دستبردار ہو گئے۔ اور جامعہ نعمانیہ لاہور میں صدر مدرس اور شیخ الاقواء کی مسند پر جلوہ گر ہوئے اپنی تصانیف و تالیفات کی صورت میں اعلیٰ حضرت کے فیضان کو خواص و عوام تک پہنچا دیا۔ فتاویٰ غلامیہ، نور العینین فی سفر الحرمین، سیف الرحمانی علی راس القادریانی، دیوان غلامیہ، نغمہ شہادت (غیر مطبوعہ) القول المختار فی جواز الحلیۃ والاسقاط، رسالہ اذان علی القبر و تعداد الجمعة فی مساجد المصر آپ کے علمی و قلمی شہ پارے ہیں۔

فرق باطلہ کے خلاف تقریری و تحریری طور پر جہاد کرنے میں خلفائے اعلیٰ حضرت میں سے مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا امام الدین قادری رضوی سیالکوٹی علیہ الرحمہ بھی نمایاں وعیاں ہیں میدان تصنیف و تالیف کے شہ زور تھے۔ صاحب تصانیف عدیدہ ہیں۔ جن میں اکثر زیور طباعت سے آراستہ نہ ہو سکیں۔ لیکن نصرۃ الحق، احتیاط الظہر، ہدایۃ الشیعۃ، الذکر المحمود فی بیان المولد المسعود منظر عام پر آئیں جو کہ آپ کے زور قلم اور ذور علم پر دال ہیں۔

سیالکوٹ کے خانوادہ سادات کے درویش صفت عالم مولانا صوفی قلندری علی سحروردی علیہ الرحمہ نے بھی منظر اسلام بریلی شریف میں اڑھائی سال کی اقامت کے دوران اعلیٰ حضرت کے علم کے بحر تلاطم سے خوب سیرابی حاصل کی سند خلافت سے سرفراز ہوئے۔ بعد ازاں دیار داتا علی ہجویری لاہور میں جامع مسجد حضرت شاہ ابوالمعالی قادری علیہ الرحمہ اور مسجد چوہدریاں قلعہ گوجر سنگھ میں خطیب رہے۔ آپ قلم کے دھنی تھے۔ جمال الہی، سیاح لامکاں، میلاد الرسول، رسالہ علم غیب، حلیۃ النبی ﷺ و اصحابہ، تذکرہ سحروردی، الفقر خجری، انوار سحروردیہ، پردہ نسواں آپ کے قلمی شاہکار ہیں۔

شیخ المشائخ حضرت مولانا سید فتح علی شاہ قادری قدس سرہ کی عملی شخصیت کی کاوش کشمیر و جہوں میں عیسوی دینی اثرات

مرتب کرنے میں فعال رہی۔ آپ کھروٹہ سیداں ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ مختلف مدارس میں کتب درس نظامی پڑھنے کے بعد دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں دورہ حدیث شریف کی تکمیل پر قمر طاس فراغت حاصل کیا۔ اعلیٰ حضرت کے دست اقدس پر بیعت کی اور خلف رشید بھی بنے۔ سیالکوٹ کے نواحی علاقوں اور جموں و کشمیر میں مسلسل تبلیغی دورے فرماتے رہے۔ عوام و خواص کو مسلک اہل سنت اور اسلامی تعلیمات سے روشناس کروایا۔ تصانیف میں معیار صداقت، چہل حدیث، سچا ایمان، مجموعہ وعظ (تین حصے) اور مجموعہ اشعار یادگار ہیں۔

کشمیر کی وادیوں، گھاٹیوں اور پہاڑوں کی چوٹیوں تک پیغام رضا کی ترسیل و تبلیغ میں حافظ علامہ پیر محمد فاضل تاجدار ڈھانگری قدس سرہ العزیز نے بھی خون و عرق ایک کر دیا درس دورہ حدیث شریف کے دوران قبلہ محدث اعظم علیہ الرحمہ سے اکتساب فیض کیا۔ بعد ازاں ڈھانگری شریف کشمیر میں اپنے تدریسی ذوق کی تکمیل کیلئے مدرسہ کی بنیاد رکھی جو کہ پورے کشمیر کا منفرد و یکتا فکر رضا کا حامل ادارہ ہے۔ آزاد کشمیر میں آپ کے فسخ ولایت کی بدولت مسلک اہل سنت کی بہار پروان چڑھی اور اسکی چوٹیاں نعمات رضا کی بازگشت سے گونج اٹھیں۔

منظر اسلام کے دینی تبلیغی فیضان کے سلسلہ میں علامہ مفتی مختار احمد قدس سرہ العزیز کا اسم گرامی بھی مرتبط و منضبط ہے بریلی شریف میں دورہ حدیث شریف قبلہ سیدی محدث اعظم سے کیا۔ آپ بہت شریف الطبع، نہایت کم گو با عمل عالم دین تھے۔ آپ کو علم الفقہ اور علم الحیراث پر یدِ طولیٰ حاصل تھا جامعہ قادریہ رضویہ میں تدریس فرماتے رہے۔ فتاویٰ نویسی میں کمال درک حاصل تھا۔

فخر المحدثین پروردہ فیضان رضا بحر العلوم علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری علیہ الرحمہ کی خدمات جلیلہ بھی قابل کتابت و زبر ہیں۔ آپ نے اجیر مقدس اور بریلی شریف میں قبلہ محدث اعظم سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ اپنے والد گرامی صدر الشریعہ علامہ امجد علی صاحب قدس سرہ سے بھی درسی کتابوں کے سلسلہ میں استفادہ کیا۔ آپ کا ذوق علمی آپ کو جامعہ اہر مصر اور مدرسہ حافظیہ سعیدیہ دادوں علی گڑھ لے گیا۔ انڈیا میں جامعہ اشرفیہ مبارک پور، دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف اور پاکستان میں جامعہ محمدی شریف جھنگ، جامعہ رضویہ منظر اسلام ہارون آباد، اور دارالعلوم امجدیہ کراچی میں تدریسی مناصب پر فائز ہو کر یادگار اسلاف بن کر تعلیمات اسلاف سے طلباء کو بہرہ مند فرماتے رہے۔

بعد دورۂ حدیث حضرت محدث اعظم سے کیا۔ راولپنڈی کے علاقہ گوجر خاں میں سلسلہ تدریس جاری فرمایا۔ بعد ازاں ۱۹۶۲ء تک ساہیوال میں ذوق معنی پورا فرماتے رہے۔ پھر نعمات و پیغامات رضا کی تشہیر و تبلیغ کیلئے بیرون ملک سدھارے آپ کی کاوشوں سے ہی سنی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل کا قیام عمل میں آیا۔

مفتی اعظم ہند نے آپکو خرقہ و خلافت سے نوازا۔

دور حاضر میں یا دیگر اسلاف کی صورت میں شیخ الحدیث حافظ عبدالرشید رضوی زید مجہد کا وجود مسعود بھی نعمت ہے آپ جلیل القدر مدرس، محقق، بے مثل مناظر اور ماہر علم الکلام ہیں۔ درس دورہ حدیث شریف کیلئے دیوبند جانا چاہتے تھے کہ آپ کے والد علامہ محمد قطب الدین علیہ الرحمہ نے امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمہ کی وساطت سے آپ کو صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی کی خدمت میں بھیجا۔ حضرت صدر الافاضل ان دنوں آل انڈیا سنی کانفرنس کے سلسلے میں بہت مصروف تھے۔ انہوں نے آپ کو بریلی شریف قبلہ محدث اعظم کے پاس پہنچا دیا۔ سند فراغت کے حصول کے بعد جامعہ نقشبندیہ علی پور سیدال میں صدر مدرس مقرر ہوئے۔ بعد ازاں اپنے آبائی گاؤں ضلع جھنگ میں جامعہ قطبیہ رضویہ قائم کیا۔ ان دنوں آپ حضرت محدث اعظم کے آستانہ عالیہ سے ملحق مرکزی سنی رضوی جامع مسجد کے خطیب ہیں۔ آپ چراغ رضویت کی بھیلی کی مثل ہیں۔

ان علماء وفضلاء، مفسرین و محدثین جن کا ہم نے مذکورہ سطور میں اجمالی سا خاکہ نقش کیا ہے کے علاوہ اور بھی سیکڑوں ایسے جواہر، بکتوں ہیں۔ جنہوں نے فیضانِ رضا کے امین ہو کر اپنی زندگیوں کے شب و روز دینِ مصطفوی کیلئے وقف کر دیئے۔ منظرِ اسلام کے مدرسین اور فارغ التحصیل طلباء کی کسی بھی میدان میں انجام کردہ خدمات نبیلہ کو قلمبند کرنا انجمِ شاری کے مترادف ہے جو کہ جوئے شیر لانے کے مترادف ہے کیونکہ اس امر کیلئے لاتعداد صفحات پر مشتمل سیکڑوں دفتر درکار ہیں۔ اور ان علماء کے عدم تذکرہ پر ہمارا موضوع شکوہ تشنگی میں لب کشائی رہیگا۔ لیکن طوالت مضمون کے پیش نظر بطورِ مشقت ازخروارے بقیہ علماء کے صرف اسمائے گرامی پر اکتفا کے سوا کوئی ہمیں اور سبیل سمجھاتی نہیں دیتی۔ آفتابِ علم و حکمت کے ان تابندہ و درخشندہ ستاروں میں سے مولانا غلام یزدانی، سخی ہزاروی، مولانا مختار الحق صدیقی ٹوبہ ٹیک سنگھ، مولانا سید محمد یعقوب شاہ گجراتی، مفتی محمد نواب الدین فیصل آبادی، مولانا ولی التبی، سخی تورڈ شریف مردان

فرماتے ہیں۔

میں نے جب پڑھنے سے فراغت پائی اور میرا نام فارغ التحصیل علماء میں شمار ہونے لگا اور یہ واقعہ نصف شعبان ۱۲۸۶ھ کا ہے اس وقت میں ۳۰ سال دس ماہ پانچ دن کا تھا اسی روز مجھ پر نماز فرض ہوئی تھی اور میری طرف شرعی احکام متوجہ ہوئے تھے (۵)

امام احمد رضا نے اپنے رسالہ اجازت الرضویہ مکمل مکتہ المہدیہ میں جن کثیر علوم و فنون کا ذکر کیا ہے ان میں سے اکثر میں ان کو تبحر حاصل تھا جس کا اندازہ ان علوم و فنون سے مزین اور ان کی کثیر تعداد میں مطبوعہ غیر مطبوعہ تصانیف سے ہوتا ہے۔

امام احمد رضا کے کتب و رسائل کی تعداد ہزار سے بھی متجاوز ہے مگر افسوس کہ ان میں اکثر مفتقر و ہیں اور مزید یہ کہ ان کی کوئی مستند و جامع فہرست بھی دستیاب نہیں۔

ڈاکٹر حسن رضا خان اعظمی نے اپنے ڈاکٹریٹ (P.H.D) کے مقالے فقہ اسلام میں امام احمد رضا کی چھ سو چھیاسٹھ کتب و رسائل (مطبوعہ و غیر مطبوعہ) کا ذکر کیا ہے جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے فاضل علامہ عبدالمبین نعمانی فاضل بریلوی کی فہرست کتب مرتب فرما رہے ہیں و وغالباً (۸۲۰) آٹھ سو بیس رسائل تک مرتب فرما چکے ہیں (۶)

مولانا سید ریاست علی قادری مرحوم (بانی ادارہ تحقیقات امام احمد رضا پاکستان) نے تقریباً سو سے متجاوز فہرست تیار کی تھی مگر افسوس کہ ان کے ساتھ ارتحال کے بعد ان کے خاندان کی اسلام آباد سے کراچی منتقلی میں کہیں گم ہو گئی اس وقت بین الاقوامی ریسرچ انسٹیٹیوٹ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کی مرکزی لائبریری گوشتیہ محققین میں تقریباً تین سو ساٹھ مطبوعہ کتب و رسائل اور ایک سو پچاس کے قریب عکسی خطوط کا ذخیرہ موجود ہے۔

الغرض کسی کا کثیر التصانیف ہونائی نفسہ کوئی خوبی نہیں جیتک یہ معلوم نہ ہو کہ مصنف کا اسلوب تحریر و تحقیق کیا ہے و در طب نابس بیان کرنے کا تو عادی نہیں۔

امام احمد رضا کے اسلوب و تحقیق اور قوت فیصلہ سے متعلق علامہ ڈاکٹر محمد اقبال اظہار خیال کرتے ہوئے فرماتے ہیں مولانا ایک دفعہ جو رائے قائم کر لیتے ہیں اس پر مضبوطی سے قائم رہتے ہیں یقیناً وہ اپنی رائے کا اظہار بہت غور و فکر کے

بعد کرتے ہیں انہیں اپنے شرعی فیصلوں اور فتاویٰ میں کبھی کسی تبدیلی یا رجوع کی ضرورت نہیں پڑتی (۷)

ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ علامہ ابوالحسن علی ندوی امام احمد رضا کی قوت استدلال پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرماتے ہیں

انہوں نے ایک کتاب بنام الزبدۃ الزکیۃ التحریم جود الخیر تصنیف کی یہ کتاب اپنی جامعیت کے ساتھ ان کے وفور علم اور قوت استدلال پر دل ہے (۸)

فاضل بریلوی کے فتاویٰ میں اسلوب تحقیق اور معیار پر اظہار خیال کرتے ہوئے پاکستان کے ممتاز ادیب و دانشور حکیم محمد سعید بلوی فرماتے ہیں۔

میرے نزدیک ان کے فتاویٰ کی اہمیت اس لئے نہیں کہ وہ کثیر در کثیر فقہی جزیات کے مجموعے ہیں بلکہ ان کا خاص

امتیاز یہ ہے کہ ان میں تحقیق کا وہ اسلوب و معیار نظر آتا ہے جس کی جھلکیاں ہمیں صرف قدیم فقہاء میں نظر آتی ہیں (۹)

فتاویٰ رضویہ امام احمد رضا کے اسلوب تحقیق کا عظیم شاہکار ہے اور آپ کی وسعت علمی و فقہی جزیات پر عمیق نظر

کا درخشان باب ہے اس کے مطالعہ سے ان کے تحقیقی جوہر کھل کر سامنے آتے ہیں اور یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ وہ فتویٰ نویسی

کے تمام اصول و قواعد سے بخوبی آگاہ ہیں ان کے فتاویٰ میں فتویٰ نویسی کے تمام اجزاء پائے جاتے ہیں یعنی مستفتی کا نام و

پتہ تاریخ استفتاء صورت مسئلہ اور پیش آمدہ واقعات کے ضروری جزیات اور اہم تفصیل

امام احمد رضا سے جب بھی کوئی مسئلہ پوچھا گیا یا فتویٰ طلب کیا گیا تو آپ نے سب سے پہلے قرآن مجید کی طرف

رجوع کیا پھر حدیث نبوی سے استفادہ کرنے کی کوشش کی بعد ازاں آثار سیر اور فقہاء احناف سے استفادہ کیا (۱۰) جس

کی بدولت فقہ حنفی کو برصغیر میں وسعت اور قبول عام کا درجہ حاصل ہوا۔

امام احمد رضا کے فتاویٰ میں ایک اصول نمایاں نظر آتا ہے کہ آپ نے جن ماخذ و مصادر سے فتاویٰ میں استدلال کیا ان

کا کھلے دل سے اعتراف کیا ہے جو کہ آپ کی وسعت مطالعہ علمی و دیانت اسلاف احناف سے اتفاق و عقیدت اور روایت

کے تسلسل کی درخشان دلیل ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کے اسلوب و تحقیق کی نمایاں خصوصیات ہے۔

امام احمد رضا کا اسلوب تحقیق بلند ہی نہیں بلکہ بہت بلند ہے انہوں نے جو کچھ تحریر فرمایا اس میں نادر و نایاب تحقیقات

پیش کر کے ہر دور کے اہل علم و فن کو ششدر کیا

(پروفیسر کلیت الشریعہ محمد بن سعود یونیورسٹی ریاض سعودی عرب) جو عربی زبان و ادب کے ممتاز ادیب و دانشور اور تقریباً پچاس سے زائد کتابوں کے مصنف ہیں فرماتے ہیں۔

میں نے جلدی جلدی میں امام احمد رضا کا ایک عربی فتویٰ مطالعہ کیا عبارت کی روانی اور کتاب و سنت و اقوال سلف سے دلائل کے انبار دیکھ کر میں حیران و ششدر رہ گیا اور اس ایک فتویٰ کے مطالعہ کے بعد میں نے یہ رائے قائم کر لی کہ یہ شخص کوئی بڑا عالم اور اپنے وقت کا زبردست فقیہ ہے (۲۴)

یورپی مشرقی کیلیفورنیا یونیورسٹی (امریکہ) کے شعبہ تاریخ کی فاضلہ ڈاکٹر باربرا ڈی مکاف لکھتی ہیں
احمد رضا کی نگارشات کا انداز مدلل تھا جس میں بی شمار حوالوں کے ڈھیر ہوتے تھے جس سے ان کی علمی اور عقلی فضیلت کا اندازہ ہوتا ہے (۲۵)

۱۳۳۹ھ میں دانا پور (ہندوستان) کے محمد حنیف خان نامی شخص نے امام احمد رضا سے ایک مسئلہ دریافت کیا تھا جس کے جواب میں انہوں نے ایک رسالہ حجب العوارض عن مخدوم بہار تحریر فرمایا تھا اس رسالے کے شروع میں امام احمد رضا نے اسلوب تحقیق کے تمام جزئیات پر تفصیلی بحث کی ہے جو کہ محققین کیلئے لائق دید اور قابل مطالعہ ہے
امام احمد رضا کی علمی شخصیت کا تقاضہ تھا کہ بین الاقوامی تحقیقی اداروں اور عالمی جامعات میں ان پر تحقیقی کام ہو چنانچہ عالمی جامعات نے اپنا رخ امام احمد رضا کے سمت کیا ہے فاضل بریلوی کے حوالے سے تحقیقاتی کام ہوا ہے اور مزید ہو رہا ہے جس کی تفصیلات ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے سالانہ مجلہ میں ہر سال شائع ہو رہی ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ اسکول و کالج اور جامعات کے تعلیمی نصاب میں امام احمد رضا کے حوالے سے اسباق شامل کئے جائیں تاکہ نئی نسل اپنے اسلاف کے علمی کارناموں اور ان کے اسالیب تحقیق سے معترف و مستفیض ہو سکے

اس ضمن میں ان محققین علماء دانشور حضرات کی زیادہ ذمہ داری ہے جو امام احمد رضا سے عقیدت و محبت کا رشتہ بھی رکھتے ہیں کہ وہ جس منصب مقام پر فائز ہیں جہاں بھی ہیں وہاں اپنے اثر و رسوخ کو استعمال کرتے ہوئے اس سمت میں پیش قدمی کریں امام احمد رضا اور دیگر اسلاف کرام کی شخصیات اور کارناموں کو ہر سطح پر داخل نصاب کرانے کیلئے تحریری انداز میں جدوجہد کریں اور ارباب حل و عقد کی توجہ مبذول کرانے کیلئے تحریر و تقریر کے دیگر میڈیا کے تمام ذرائع سے کام لیں

حواشی و حوالے

- (۱) قاضی عبدالقادر ڈاکٹر تصنیف و تحقیق کے اصول مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۹۲ء ص ۳
(۲) مسلم شریف جلد اول مطبوعہ مصر ص ۳۷ مطبوعہ کراچی ص ۸
(۳) قاضی عبدالقادر ڈاکٹر تصنیف و تحقیق کے اصول مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۹۲ء ص ۵۴
(۴) ظفر الدین بہاری مولانا حیات اعلیٰ حضرت جلد اول مطبوعہ بریلی
(۵) احمد رضا خان مولانا دارالاجازۃ الرضویہ کتب خانہ مکتبہ البھیہ بشمول رسائل رضویہ (مرتب علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری)
جلد دوم مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء ص ۳۰۹
(۶) یاسین اختر مصباحی مولانا، امام احمد رضا ارباب و علم و دانش کی نظر میں مطبوعہ کراچی ۱۹۷۸ء ص ۳۸
(۷) مقالات یوم رضا حصہ سوئم مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء ص ۱۰
(۸) ابوالحسن علی ندوی مولانا۔ مدحہ الخواطر بیچہ المسامح والنواظر جز ثامن مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۹۷۰ء ص ۴۱
(۹) محمد سعید ہلوی حکیم فاضل بریلوی کی طبی بصیرت مشمولہ سال نامہ معارف رضا شمارہ نمبر ۱۹۸۹ء مطبوعہ کراچی ص ۹۹
(۱۰) محمد طفیل حافظ ڈاکٹر قرآن حکیم فتاویٰ رضویہ کا اولین ماخذ بشمولہ سالنامہ معارف رضا شمارہ ۱۹۹۴ء مطبوعہ کراچی ص ۵۷

ہجری کے بعد شروع ہوا۔ اور سب سے پہلا مدرسہ ”المدرسة البیہقیة“ کے نام سے نیشاپور میں قائم کیا گیا۔

نظام الملک کے اسلامی مدارس کی بنیاد ڈالتے ہی جنگل کی آگ کی طرح عالم اسلام میں اسلامی مدارس کا رواج پھیل گیا۔ شروع زمانہ میں تو ہر فن کے الگ الگ مدرسے قائم ہوئے۔ اور ان میں ہر فن کے باضابطہ الگ الگ مدرسے رکھے جاتے۔ تمام فنون سے بہتر علماء فقہ کی طرف زیادہ توجہ دیتے تھے طلبہ کی لمبی تعداد فقہ ہی سے متعلق ہوا کرتی تھی۔ فقہ حنفی، فقہ شافعی، فقہ مالکی، فقہ حنبلی، کی الگ الگ تعلیم دی جاتی تھی۔ تمام گروہوں کے علیحدہ مدرسے ہوتے۔ ٹھیک یہی حال دوسرے فرقوں کا تھا۔

بنو امیہ کے زمانے تک موجودہ درس و تدریس کا انداز نہ تھا۔ بلکہ استاذ زبانی تقریر کرتا۔ طلبہ اسے قلم بند کرتے۔ یہ سلسلہ عباسی دور میں بھی عرصہ تک جاری رہا۔ پھر بعد میں آہستہ آہستہ کتابوں کا درس شروع ہوا۔ مگر پرانا طریقہ یکسر ختم نہ ہوا۔ دسویں صدی ہجری کے آغاز تک یہ سلسلہ چلنے کے بعد علامہ جلال الدین السیوطی کے وفات پاتے ہی ختم ہو گیا۔

اس وقت میں علوم عقلیہ کے علاوہ تمام فنون کو لوگ دلچسپی سے پڑھتے۔ معقولات کو نصاب سے خارج سمجھنے کے علاوہ نفرت و بیزاری کا اظہار بھی کرتے۔ مگر بعد کے زمانے میں علوم عقلیہ پورے نصاب درس پر چھا گیا۔ اور ابھی تک اس کا تسلط بعض مدارس میں برقرار ہے۔

وہ اسلامی مدارس جہاں ان فنون کی تعلیم دی جاتی تھی بیشتر اسلامی ممالک میں قائم ہو چکے تھے۔ امراء، رؤساء، سیاسی تدبیر و تفکر کے علاوہ علوم و فنون سے بھی شغف رکھا کرتے تھے۔ جبکہ لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ شاہی محلات، سرائے اور دیگر تاریخی عمارتوں کی تعمیر کے ساتھ ساتھ وہ مدارس کی بھی تعمیر کراتے اور اسے اپنے نام کی طرف منسوب کرتے۔ ایسے مدارس کی ایک طویل فہرست ہے ذیل میں مختصر تعارف کیساتھ ان کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

(۱) مدرسہ فاضلیہ : یہ مدرسہ قاہرہ میں ورب ملحوظا میں واقع تھا۔ اس کو القاضی الفاضل عبدالرحیم بن علی البیسانی نے اپنے مکان سے متصل ۵۸۰ھ میں قائم کیا تھا (المقری زی۔ المخطوط ۲۶۶/۲)۔

(۲) مدرسہ ناصریہ: اس مدرسہ کو ذین الدین کعبو المصوری نے قیہ منصور یہ سے متصل شوال ۹۶۷ھ میں تعمیر کرانا شروع کیا تھا جسکی تکمیل قلاؤن ناصر کے ہاتھوں ۷۰۳ھ میں ہوئی (الخط ۲/۲۰۸)

جامعہ رضویہ منظر اسلام کی نئی عمارت تعمیر ہوئی اور الحمد للہ اس مرکزی جامعہ کے ملک بھر کے علاوہ بیرون ملک بھی لا تعداد الحاق شدہ دارالعلوم کام کر رہے ہیں۔ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے بعد اس کے نظم کو چلانے کیلئے حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں قادری، مفتی اعظم ہند قبلہ مولانا مصطفیٰ رضا خاں قادری، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ ابراہیم رضا خاں قادری، مبلغ اسلام علامہ مفتی ربیعان رضا خاں رحمانی میاں، بحسن و خوبی کام کرتے رہے اور ترقی کی منازل طے کرتے رہے۔ اچکل شیخ الاسلام علامہ مفتی محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں جامعہ رضویہ منظر اسلام کے نظم و نسق کو چلا رہے ہیں۔ آپ نے نوجوانی میں اپنے والد محترم قبلہ ربیعان ملت رحمانی میاں کی اچانک رحلت کے بعد اس اہم ذمہ داری کو سنبھالا۔ یہ اس دور کی بات ہے جب خانقاہ کی مرکزی عمارت بوسیدہ ہو چکی تھی۔ مسجد رضا تعمیر مکمل کئے جانے کی جانب توجہ دلا رہی تھی۔ جامعہ رضویہ منظر اسلام طلباء کی کثیر تعداد ہونے کی وجہ سے اپنی تنگ عمارت ہونے کا شکوہ کر رہا تھا۔ اس موقع پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کی وصیت کے تسلسل کی روشنی میں مرشدی ربیعان ملت کی وصیت کی مطابق سیدی مرشدی ربیعان ملت کے چہلم شریف کی تقریب میں شہنشاہ مارہرہ شریف (سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف) سیدی مصطفیٰ حیدر حسن میاں مدظلہ العالی اور قبلہ ربیعان ملت علیہ الرحمہ کے برادر اصغر علامہ مولانا مفتی اختر رضا ازہری دامت برکاتہم العالیہ نے لاکھوں کے ٹھانٹھیں مارتے ہوئے عوام کے مجمع میں خانقاہ رضویہ بریلی شریف کے سجادہ نشین کی ذمہ داری اور جامعہ رضویہ منظر اسلام کے نظم و نسق کی بھاری ذمہ داری شیخ الاسلام علامہ مفتی محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں دامت برکاتہم العالیہ کے جوان کاندھوں پر رکھ دی۔ آپ نے رات دن جاگ کر مسجد رضا کی تعمیر کو مکمل کروایا خانقاہ کی مرکزی عمارت کو از سر نو تعمیر کر کے سنیوں کا ایک نہ مٹنے والا تاج محل تعمیر کرادیا آج خانقاہ کی عمارت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی شایان شان نظر آتی ہے۔ اس کے بعد جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف کی عمارت کی توسیع کا کام کرایا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس سے قبل ناظمین جامعہ منظر اسلام نے ان توسیعی کاموں کی جانب توجہ کیوں نہیں دی؟ جناب اس کا ایک جواب تو یہ ہو سکتا ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے بعد تمام شہزادگان نے اپنے اپنے دو میں ترقیاتی کام کر لئے تھے اور کام ہوئے لیکن دوسرا جواب یہ بھی ہو سکتا ہے اقبلہ ربیعان ملت کے دور میں خاندان کے کچھ افراد کی جانب سے کچھ نئے ادارے قائم کئے جانے سے مرکزی اعانت میں کمی آگئی تھی۔ اس کے

مشہور ریاضی دان ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد نے پہلی ہی ملاقات کے بعد جو تاثر پیش کیا وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔
ڈاکٹر سر ضیاء الدین فرماتے ہیں۔

”حقیقت میں یہ ہستی نو بل پرانہ کی مستحق ہے۔“ (۶) اکرام امام احمد رضاؒ تالیف ڈاکٹر محمد مسعود احمد مطبوعہ مرکزی مجلس رضا لاہور تعلیم سے فارغ ہو کر امام احمد رضا قدس سرہ نے تدریس کے فرائض سرانجام دیئے آپ کے اکثر تلامذہ آسمان علم و فضل کے نیر درخشاں بن کر چمکے (۷) امام احمد رضا قدس سرہ کی ذات مرجع العلماء تھی، دور دور سے طلباء استفادہ کیلئے حاضر ہوتے تھے، یہاں تک کہ سہارنپور اور دیوبند کے چند طلباء بھی حدیث و فقہ کے درس کیلئے حاضر ہوئے ملاحظہ ہو۔

پچھلے سو برسوں کے مجدد، مطبوعہ مکتبہ رضویہ لاہور ص ۸۵

فاضل بریلوی تلامذہ کی طویل فہرست میں چند ایک کے نام یہ ہیں۔

- (۱) مولانا حسن رضا خان
(۲) مولانا محمد رضا خان
(۳) مولانا حامد رضا خان
(۴) مولانا سید اشرف اشرفی
(۵) مولانا سید محمد محدث کچھوچھو
(۶) مولانا ظفر الدین بہاری
(۷) مولانا عبد الواحد پبلی بھتی
(۸) مولانا حسین رضا خاں (۹) مولانا سلطان احمد خان
(۱۰) مولانا سید امیر احمد (۱۱) مولانا حافظ یقین الدین
(۱۲) مولانا حافظ عبد الکریم (۱۳) مولانا سید نور احمد چانگامی
(۱۴) مولانا منور حسین (۱۵) مولانا واعظ الدین
(۱۶) مولانا عبد الرشید (۱۷) مولانا شاہ غلام محمد بہاری

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے وصال کے بعد ”جماعت رضائے مصطفیٰ“ کو کافی دھکا لگا۔ لیکن آپ کے خلفاء، تلامذہ اور ہم مسلک علماء نیز منطری حضرات نے اس تحریک کو آگے بڑھایا۔ اسی زمانے میں آریہ سماج کے بانی شردھانند نے آگرہ، مٹھرا، بلند شہر، میرٹھ، بھرت پور، علی گڑھ، وغیرہ اضلاع نیز راجپوتانہ میں مسلمانوں کی جبری شدھی کرنے کی تحریک چلائی۔ اس تحریک کو توڑنے اور لاکھوں مسلمانوں کو ایمان کے تحفظ نیز غیر مسلموں کو آغوش اسلام سے ہمکنار کرنے میں حسب ذیل حضرات نے اہم کردار کیا۔

(۱) حجت الاسلام علامہ محمد حامد رضا خاں (۲) مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں (۳) امیر ملت پیر سید جماعت علی (۴) صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی (۵) صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی (۶) علامہ غلام قطب الدین برہمپوری (۷) مبلغ اسلام علامہ عبد العظیم میرٹھی (۸) علامہ ابوالبرکات سید احمد رضوی (۹) علامہ ابوالحسنات قادری (۱۰) علامہ احمد مختار صدیقی میرٹھی (۱۱) علامہ ثار احمد کانپوری (۱۲) علامہ مشتاق احمد کانپوری (۱۳) محدث اعظم ہند علامہ سید محمد کچھوچھوی (۱۴) شیر بیشہ اہل سنت علامہ حشمت علی خاں وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم مندرجہ بالا حضرات میں نمبر ۱، ۲، ۸، ۱۳، ۱۴، منطری ہیں۔

ان صاحبانِ علم و فضل کے علاوہ دیگر علماء بھی اس مہم میں شریک تھے۔ علی گڑھ یونیورسٹی کے اغاظم اور شیر وانی خاندان کے افراد نے بھی اس مہم میں حصہ لیا علاوہ ان کے مختلف انجمنوں اور وفود نے بھی اس میں اپنا اپنا کردار ادا کیا۔ انہیں وفود میں ایک وفد۔ ”وفد منظر اسلام آگرہ“ کے نام سے بھی تھا اور اس میں منظر اسلام کے فارغین شامل تھے۔ (ملخصاً و بدیہ مسکندری رام پور ۱۹۲۳ء کے مختلف شمارے)

آل انڈیائی کانفرنس اور وابستگان منظر اسلام

(۱) آل انڈیائی کانفرنس کا تاسیسی اجلاس ۲۰ تا ۲۳ شعبان المعظم ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۶ تا ۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء مراد آباد میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس کے داعی صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ تھے۔ خصوصی شرکاء میں حسب ذیل حضرات کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

حضرت اشرفی علیاں کچھوچھوی، علامہ سید احمد شرف، محدث اعظم ہند، قبل پیر جماعت علی شاہ، حجت الاسلام مولوی، علامہ

منعقدہ ۲۰/۱۹ شوال ۱۳۵۸ھ ۱۲/۱۳ اکتوبر ۱۹۳۹ء یہ کانفرنس حضور حجۃ الاسلام کی صدارت میں ہوئی تھی۔ اس میں حسب ذیل مشاہیر نے شرکت فرمائی۔

- (۱) مفتی اعظم ہند بریلوی (۲) صدر الشریعہ (۳) مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم میرٹھی (۴) علامہ محمد عارف اللہ قادری (۵) صدر العلماء علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی، (۶) محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد (۷) علامہ احمد یار خاں نعیمی (۸) علامہ مفتی محمد اجمل نعیمی (۹) علامہ محمد ابراہیم سستی پوری (۱۰) علامہ رضوان الرحمن رحمۃ اللہ علیہم

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ اتفاق رائے سے یوپی کیلئے صدر چنے گئے۔ (وقت روزہ الفقہ امرتسر ۲۱ تا ۲۸ جولائی ۱۹۳۵ء ص ۱۲)

مندرجہ بالا فہرست میں وابستگان منظر کی تعداد چھ ہے۔

(۳) آل انڈیا سنی کانفرنس مبارکپور

۲۰ نومبر ۱۹۳۵ء کو دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور میں ایک اجلاس حضور حافظ ملت علامہ عبدالعزیز مراد آبادی علیہ الرحمہ کی صدارت میں ہوا۔ اس میں حضور حافظ ملت کو اتفاق رائے سے صدر منتخب کیا گیا اور حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری قدس سرہ کو نائب صدر یہ دونوں حضرات منظرِ تہی ہیں (دبدبہ سکندری ۵ دسمبر ۱۹۳۵ء)

(۴) آل انڈیائی کانفرنس بنارس (مقامی)

۱۱ اکتوبر ۱۹۳۵ء بمقام پہلی کونسل زیر صدارت حضور محدث اعظم ہند کچھوچھوی علیہ الرحمہ اس کانفرنس میں حضور حافظ ملت منظرِ قدس سرہ نے جو تقریر فرمائی اس سے مجمع از حد متاثر ہوا اور حضور صدر الافاضل قدس سرہ نے اسے بہت سراہا۔ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے سنی کانفرنس کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا اور اس سلسلہ میں متعدد سفر بھی کئے (ملخصاً دہلیہ سکندری ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۵ء)

آل انڈمانی کانفرنس میں پوری، منعقدہ ۳۱ تا ۲۵ نومبر ۱۹۳۵ء

شرکاء کانفرنس :- صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی، حضور محدث اعظم ہند، حضور صدر الشریعہ، حضرت مفسر اعظم ہند، حضرت علامہ عارف اللہ میرٹھی، حضرت علامہ مصباح الحسن پھیوہندوی، علامہ احمد یار نعیمی، مفتی آگرہ علامہ عبد

(۱) حضرت محدث اعظم ہند (منظر اسلام) (۲) حضرت صدر الافاضل (منظر اسلام) (۳) حضرت مفتی اعظم ہند (منظر اسلام) (۴) حضرت علامہ عبدالحامد بدایونی (۵) حضرت ملک العلماء (منظر اسلام) (۶) حضور صدر الشریعہ (منظر اسلام) (۷) حضرت علامہ عبد العلیم میرٹھی (۸) حضرت علامہ سید الشاہ دیوان آل رسول اجمیری (۹) حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد لاہوری (منظر اسلام) (۱۰) حضرت علامہ قمر الدین سیالوی (۱۱) حضرت علامہ سید زین الحسنات ماکی شریف (۱۲) حضرت علامہ سید ابوالحسنات سید محمد احمد لاہوری (۱۳) خاں بہادر حاجی بخش مصطفیٰ علی مد راسی (۱۴) حضرت علامہ صبیحہ اللہ شہید انصاری فرنگی بھلی (۱۵) شیر بنگال حضرت علامہ عزیز الحق (۱۶) حضرت مفتی عبدالقادر بدایونی (۱۷) حضرت علامہ محمد ابراہیم مستی پوری (منظر اسلام) (۱۸) حضرت مفتی مظہر اللہ دہلوی (۱۹) حضرت مجاہد ملت (منظر اسلام) (۲۰) حضرت مفتی آگرہ (۲۱) حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی وغیرہ صاحبان رحمۃ اللہ علیہم۔ اس کانفرنس میں حضرت علامہ سید پیر جماعت علی شاہ صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کو امیر ملت تسلیم کیا۔

نوٹ :- آل انڈیا سنی کانفرنس کے اہم ارکان اور شرکاء میں وابستگان منظر اسلام سے حسب ذیل حضرات کے اسماء بھی قابل ذکر ہیں۔

حضرت مفتی تقدس علی خاں، علامہ غلام جیلانی اعظمی، حضرت علامہ شمس الدین جوہوری، حضرت علامہ غلام جیلانی میرٹھی، حضرت علامہ سردار احمد گورداس پوری، حضرت علامہ سردار علی، حضرت علامہ محمد اجمل سنہلی، حضرت مفتی وقار الدین، حضرت علامہ عبد الغفور، حضرت علامہ فضل غنی، حضرت علامہ احسان علی وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم۔ (تاریخ آل انڈیائی کانفرنس از علامہ جلال الدین قادری)

آل انڈیائی جمہیت العوام

۱۹۴۷ء کے بعد ملک تقسیم ہو گیا۔ علماء بھی تقسیم ہو گئے۔ ہندو پاک میں سنیوں کی متعدد تنظیمیں اور کانفرنسیں تشکیل پائیں۔ بھارت میں بھی فروغ سمیت کیلئے بھانت بھانت کی تنظیمیں قائم ہوتی رہیں۔ الجامعۃ الاشرفیہ تحریک، آل انڈیا سنی جمعیت العلماء وغیرہ نے اہل سنت و جماعت کی فلاح و صلاح میں اہم کردار ادا کیا۔

۱۹۶۳ء میں سرکارِ مفتی اعظم ہند نے جماعتِ رضائے مصطفیٰ کی نشاطِ ثانیہ فرمائی۔ آپ ہی کی سرپرستی میں حسب ذیل سیمینار

منظر اسلام کی تاسیس اور اس کا

یس منظر

از قلم :- حسن منظر قدیری کشن گنج (بہار)

امام احمد رضا قدس سرہ کا دور فتنہ و شر کا دور، ایک بولتی کتاب ہے جس کے ورق ورق میں حق و باطل کی معرکہ آرائی کا بیان ہے۔ باطل کی شرانگیزی اور حق کے دفاع کا تذکرہ ہے۔ صحرائے نجد سے رسول دشمنی کا جو طوفان اٹھا تو سیدھے یوہند کی دھرتی پر رکا۔ پھر ملک کے دوسرے خطہ میں بلائے ناگہانی کی طرح پھیل گیا۔ اس طوفان کی زد میں آنے والے سادہ لوح مسلمان تذبذب کے شکار ہو گئے۔ پھر تو ایسی قیامت کا منظر سامنے آیا اور ایمان و عقیدہ میں ایسا شگاف کہ مسلمان بریلوی و دیوبندی و مکتبہ فکر میں تقسیم ہو گئے۔ دین و ایمان کے پرسکون ماحول پر یہ پھوٹ اس واسطے پڑی کہ سمندر پار سے آئے ہوئے انگریز ہندوستان پر حکمران تھے اور ان کی گندی سیاست یہ تھی کہ مسلمانوں میں پھوٹ ڈال کر لمبے عرصے تک ان پر حکومت کی جائے چنانچہ انگریزوں کے اشارے پر مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی خاندانی روایت سے بغاوت کر کے تقویۃ الایمان، صراط مستقیم، جیسی زہریلی اور ایمان سوز کتابیں لکھیں۔ اور پورے ملک میں آگ کے شعلے بھڑکا دیے۔ یہ آتش طوفان دین و ایمان کے خاکستر کرنے کیلئے کچھ کم نہ تھا کہ مولوی اسماعیل دہلوی کے ناپاک تحریروں کی روشنی میں علمائے دیوبند نے دو دورتی، سہ دورتی ایسے رسالے تصنیف کئے جن سے الوہیت کا تقدس مجروح ہوا۔ اور امان رسالت پر بھی حرف آیا ان رسالوں میں کہیں تو رسالت مآب ﷺ کے علم غیب کا ایسا خون کیا کہ آج بھی لہو آستین کا پکار رہا ہے۔ کہیں پر ختم نبوت کی ایسی شیخ کنی کی کہ غلام احمد قادیانی اپنی نبوت کا پرچم لہرانے لگا۔ اور کہیں پر ذات الہی پر امکان کذب کا بہتان رکھا۔ غرض کہ اس طرح سے علمائے دیوبند نے ہزاروں ایسے گمراہ کن مسائل پیش کئے جو خالص اسلامی عقائد و نظریات سے منہضام ہو رہے تھے اور مسلمان بیچارے جو سلف صالحین کے مسلک سے جڑے ہوئے تھے وقت کے ان طوفانوں میں تنکے کی طرح ہچکچو لے کھا رہے تھے۔ اس سیاسی کشمکش، اور مذہبی اضطراب میں

بریلی کی دھرتی پر ایک امام احمد رضا قدس سرہ کی شخصیت تھی۔ وہ ایسے امام اور مجاہد تھے جو ہندی مسلمانوں کی سچی قیادت کر رہے تھے ایک طرف وہ انگریزی حکومت سے باغیانہ ذہن رکھتے تھے دوسری طرف اہل ایمان کی ملی کشمکش میں حوصلہ افزائی کر رہے تھے اور باطل کی سرکوبی اور ایمان و عقیدہ کی صحیح ترجمانی اپنی باطل شکن تحریروں سے کر رہے تھے۔

فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی ذات ماضی، حال اور مستقبل تینوں زمانوں کی تماسدگی کر رہی تھی ماضی پر ان کی عمیق نگاہ تھی وہ اگر سرمایہ ماضی سے اخذ کر رہے تھے تو اس کی پونجی میں اضافہ بھی کر رہے تھے۔ زمانہ حال پر ان کی نظریں مرکوز تھیں اپنے علم و فن سے دامن حال کو لالہ زار بنا رہے تھے۔ اور مستقبل کو اپنے آئینہ احساس میں دیکھ رہے تھے کہ رسول و شہنشاہ کا جو شعلہ بھڑک اٹھا ہے وہ اب سرد نہ ہوگا۔ بلکہ شب و روز اس کی لوا اور تیز ہوگی۔ اور واوی و کھسار اس کی زد میں آتے رہیں گے اور یہ حیات مستعار اس لمحہ کی منتظر ہے۔ جس میں دھڑکنوں کو ابدی سکون مل جاتا ہے اب سوال یہ تھا کہ عظمت مصطفیٰ ﷺ کی خالص ترجمانی کون کرے گا۔ اور اس بدعتیہ کی طوفان کو کون روکے گا۔ حالات کے اس موڑ پر ان کی دور رس نگاہوں میں ایک نہایت ہی حسین خواب جھلک رہا تھا۔ جس کی تعبیر ایک اعلیٰ پیمانے کی دانش گاہ تھی اس عظیم دانش گاہ میں مناظر، محدث، اور فقیہ اور باصلاحیت علماء کی ایسی جماعت تیار ہوئی جو ہر محاذ پر اپنے ایمان و عقیدہ کی حفاظت اہل اسلام کی قیادت اپنے مکتبہ فکر کی تبلیغ و اشاعت اور باطل فرقہ کی تردید کرتی رہے۔

مجدد اعظم رضی اللہ عنہ کی نگاہوں میں ہندوستان کا قدیم نقشہ تھا جو جغرافیائی اعتبار سے مختلف صوبے اضلاع اور قبضوں کے خانوں میں بنا تھا۔ اور ہر صوبہ و ضلع قصبہ و دیہات میں اگرچہ مذہبی تعلیم کیلئے مکاتیب و مدارس قائم تھے۔ لیکن ان میں اعلیٰ تعلیم کا بندوبست نہیں تھا۔ معیاری تعلیم کیلئے جن درسگاہوں کی ضرورت تھی ان کا وجود خال خال نظر آتا تھا۔ آج اگرچہ ہر کوچہ و بازار میں مکاتیب و مدارس کی بھرمار ہے لیکن میں اس عہد غلامی کی بات کر رہا ہوں جو ہندی اقوام کی تعلیمی و معاشرتی تباہی و بربادی کی خونچکاں داستان بنا رہا ہے اس عہد میں یہ آزادانہ ماحول تھا کہاں؟ کہ ملک کی کھلی فضاؤں میں اپنی مذہبی روایت برقرار رہے ایسے تنگ و تاریک ماحول میں بھی مذہبی تعلیم کا احساس امام احمد رضا قدس سرہ کے مقدس سینے میں موجزن تھا۔ انہیں مذہب کا درد بھی تھا۔ اور شریعت مطہرہ کا پاس بھی وہ ایک مخلص ہمدرد تھے وہ اس حقیقت کو خوب سمجھ رہے تھے کہ اگر مسلمان علم دین سے نا آشنا ہو کر جہل و ناخواندگی کے اندھیروں میں سرگرداں رہے

توان کا وجود صفی بہت و بود سے مٹ جائے گا۔ یہ احساس بھی ایک عظیم ادارہ کی تشکیل کی غمازی کر رہا تھا۔

امام احمد رضا رضی اللہ عنہ ایک انجمن علم فن کا نام ہے۔ یعنی ہر فن کے وہ مسلم انبوت امام تھے۔ چاہے فقہی مسائل ہوں یا دینی علوم، فکری ابحاث ہوں یا نظری دلائل ہر ایک علم فن میں وہ یکتائے روزگار دکھائی دیتے ہیں۔ علم ریاضی و ہندسہ میں کمال، علم اقلیدس کے اشکال پر انہیں عبور، اور ہیئت اور توقیت پر انہیں پہناہ قدرت حاصل تھی غرض کہ وہ ”جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں“ کا دعویٰ تعلیٰ نہیں بیان حقیقت ہے گویا پچاس سے زیادہ علوم و فنون کی ایک ضخیم کتاب کی شکل، ارباب فکر و نظر کو دعوت علم فن دے رہے تھے۔ سیاسی و اقلیدس کی جلوہ گری لئے، ہیئت و توقیت کے نقش و نگار لئے، جس کے ورق و ورق میں قرآن کریم و حدیث پاک مصطفیٰ ﷺ کا عطر بسا ہوا تھا اور ان کا سینہ عشق رسول سے لالہ زار بنا ہوا تھا۔ یہ تھی امام احمد رضا کے سنج خموی کی علمی وسعت

اب سوال یہ تھا کہ اس صحیفہ زبان و قلم کو کون سمجھے اور کس طرح سمجھائے۔ جس میں علم ریاضی کا مسئلہ، علم اقلیدس کے اشکال، علم ہیئت کا ذکر اور علم توقیت کے اصول تھے۔ بات ظاہر تھی کہ جسے ان فنون پر عبور و کمال نہیں اس کیلئے امام احمد رضا خاں کا مطالعہ بے سود تھا، ان دوسرے فنون کو رہنے دیجئے صرف ان کا فقہی سرمایہ ”فتاویٰ رضویہ“ کا سرسری جائزہ لیجئے۔

امام احمد رضا قدس سرہ کا صحیفہ فقہ ہمارے سامنے ہے۔ جس کے ورق و ورق میں علمی خزانے ہیں کہیں وہ ماہر فلکیات کی شکل بن کر نظر آتے ہیں کہیں وہ طبعیات کی صورت رنگ آب کی تحقیق کرتے دکھائی دے رہے ہیں اور اوصاف آب پر بحث کر کے پانی کے سیکڑوں اقسام نکالتے ہیں۔ کہیں وہ علم ریاضی سے کام لیتے ہیں کبھی علم مثلث کی گفتگو چھیڑ دیتے ہیں اور کبھی علم اقلیدس کے ذریعہ مسئلہ فقہ حل فرماتے ہیں۔ گویا کہ ایک جلوہ ہزار رنگ ایک آئینہ لاکھوں عکوس۔

پانی سے بھر احوض کے بارے میں فقہاء کرام نے ایک ضابطہ پیش کیا ہے جو علم المساحت کا اصول ہے کہ اگر پانی سو ہاتھ کے رقبہ میں پھیلا ہوا ہو تو وقوع نجاست سے وہ پانی ناپاک نہ ہوگا۔ اب اگر یہ موضع آب مربع و مستطیل کی شکل میں ہے تو طول و عرض کی باہمی ضرب سے اس کا رقبہ دریافت ہو سکتا ہے مربع جس کے چاروں اضلاع مساوی ہوتے ہیں مان لیجئے کہ اس کا ہر ضلع دس دس ہاتھ کا ہے تو کبھی دو ضلع کی آپسی سے حاصل ضرب سو ہاتھ کا رقبہ ہوگا۔ جسے وہ درودہ ۱۰×۱۰ احوض کہا جاتا ہے۔ مستطیل جس کے چاروں اضلاع مساوی نہ ہو بلکہ عرض سے طول کچھ زیادہ ہو مان لیجئے کہ اگر

میں ایک اعلیٰ معیاری درس گاہ، عظیم تربیت گاہ کی تاسیس ناگزیر تھی۔ چنانچہ ”منظر اسلام“ کا قیام انہیں بنیادی مقاصد پر عمل میں آیا۔ بہر حال امام اہل سنت نے اپنے مقدس ہاتھوں سے جس منظر اسلام کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔ اب ایک صدی گزر چکے ہیں اس طویل مدت میں ”منظر اسلام“ سے سیکڑوں، ہزاروں اور لاکھوں مسلمان علم و فن کی برکتوں سے مالا مال ہوئے اور ایسے باصلاحیت عالم و فاضل، محدث، مناظر اور فقیہ نکلے جو آسمان ہدایت کے خورشید اور علم و فن کے ماہتاب بن کر چمکے اور بریلی علم و فن کا ایسا دلکش مرکز بن گیا کہ اسکی نظیر نہیں اور یہ سب کچھ امام اہل سنت کے فیضان علم و فن کا نتیجہ ہے۔

دارالعلوم منظر اسلام کی تقریباً ساٹھ بہاریں گزر چکی تھیں کہ راقم السطور اس کا علمی شہرہ سن کر شہر عشق و محبت اور مرکز علم و فن بریلی شریف ۱۹۶۲ء میں پہنچا تھا۔ حال سے ماضی تک لگ بھگ چالیس سال کی ایک طویل مدت بکھری ہوئی ہے اتنا لمبا عرصہ آج بھی مرے تصورات میں سمٹا ہوا ایک پل کی طرح خوابیدہ ہے اس علمی سفر پر نکلنے سے قبل میرے دل و دماغ میں صرف بریلی کا تصور تھا۔ یہ بات تو اس مقدس دھرتی پر قدم رکھنے کے بعد معلوم ہوئی کہ یہاں دو تعلیمی چشمے رواں دواں ہیں منظر اسلام جس کے موسس امام احمد رضا قدس سرہ اور مظہر اسلام جو تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے منسوب ہے۔ کوئی فطری جذبہ تھا یا کہ نادیدہ کشش میں نے منظر اسلام میں اپنا داخلہ کر لیا۔ یہ ادارہ اس وقت چند بوسیدہ و قدیم عمارتوں پر مشتمل تھا انہیں عمارتوں میں علم و فن کا گلستاں سجا ہوا تھا۔ جس کے باغبانوں میں رازی و غزالی، بخاری و مسلم اور شامی و ابن ہمام جیسا علمی دبدبہ و فنی کمال رکھنے والے اساتذہ تھے۔ سیدنا و استاذنا بحر العلوم علامہ مفتی سید محمد افضل حسین موگیل رحمة اللہ علیہ استاذنا علامہ مولانا محدث احسان علی رحمة اللہ علیہ اور استاذنا علامہ مولانا محمد احمد جہانگیر رحمة اللہ علیہ جیسے باکمال اساتذہ فن جن کے علوم و فنون کا فلق سارے ہندوستان میں تھا۔ یہ سب گلستان رضا کی آبیاری کر رہے تھے۔

اس وقت تعلیمی معیار اس قدر بلند تھا کہ جو منظر اسلام سے سند فراغت حاصل کر لیتا وہ اپنے وقت کا مناظر، محدث اور فقیہ کہلاتا تو کیا نصاب کی تکمیل بہترین فنی مہارت کی ضمانت تھی۔ ملا جلال، میرزا، حمد اللہ، قاضی مبارک، شمس باغ، تصریح شرح چمنی اور مسلم الثبوت جیسی مختلف فنون کی کتابیں داخل نصاب تھیں نیز علم ریاضی پر مشتمل ساتھ ہی ساتھ علم اقلیدس بھی نصاب کی زینت بنا ہوا تھا اس اعلیٰ معیاری نصاب کی تکمیل فکر و نظر کی بہترین بالیدگی کی دلیل تھی۔ منظر اسلام کے اس نصاب کو دل و دماغ میں اتارنے والا شخص، جہاں بڑی آسانی سے گمراہ فرقوں کا رد و استیصال کر سکتا تھا۔ وہیں امام احمد رضا کے قلبی شاگردوں کو سمجھنا اور دوسروں کو سمجھانا اس کے لئے بڑا اہل تھا۔ اور یہی منظر اسلام کا مقصد تاسیس تھا۔

متوسطات تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد حضرت قاضی عبدالوحید فردوسی مرحوم رئیس لودی کٹرہ پٹنہ شی التوفی ۱۳۲۶ھ کے قائم کردہ دارالعلوم خفیہ بخش محلہ پٹنہ میں داخل ہوئے اس وقت شیخ الحدیث حضرت مولانا شاہ وحسی احمد محدث سورتی قدس سرہ التوفی ۱۳۲۳ھ صدارت مدرسہ کی مسند پر رونق افروز تھے محدث سورتی علیہ الرحمہ امام الحدیث حضرت مومن احمد علی محدث سہارنپوری التوفی ۱۳۹۷ھ استاذ العلماء مولانا لطف اللہ علی گڑھی التوفی ۱۳۱۳ھ کے نامور شاگرد تھے۔ حضرت فضل الرحمن گنج مراد آبادی التوفی ۱۳۱۳ھ سے اجازت و خلافت بھی حاصل تھی مولانا ظفر الدین بہاری ۱۳۱۷ھ تک یہاں مصروف تعلیم رہے آپ پٹنہ سے حصول تعلیم کیلئے کانپور پہونچے اور استاذ زمن حضرت مولانا احمد حسن کانپوری قدس سرہ التوفی ۱۳۱۲ھ سے علوم و فنون کی امہات الکتاب کا درس لیا۔ حضرت مولانا شاہ عبداللہ کانپوری التوفی ۱۳۲۳ھ سے ہدایہ آخرین تحقیق سے پڑھی اور مولانا قاضی عبدالرزاق کانپوری علیہ الرحمہ التوفی ۱۳۲۶ھ سے کتب حدیث میں استفادہ کیا۔

کانپور سے پھر اپنے مشفق استاذ حضرت محدث سورتی کی خدمت میں چلی، بحیثیت پہونچے جہاں وہ پٹنہ سے پہلے ہی جا چکے تھے، امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی جن کا محدث سورتی اپنے درس کے دوران بار بار ذکر کرتے جس سے آپ کا اشتیاق بڑھا اور ۱۳۲۲ھ ہی میں فاضل بریلوی کی خدمت میں بریلی پہونچے۔ فاضل بریلوی کی تصنیفی مصروفیات اور افتاء وغیرہ کے شدید بار کیوجہ سے کچھ دنوں کیلئے مدرسہ اشاعت العلوم بریلی میں رہنا پڑا اور دارالافتاء رضویہ میں حاضر ہو کر مشق افتاء کرتے رہے آپ کے ساتھ آپ کے ہم وطن حضرت مولانا سید شاہ عبدالرشید عظیم آبادی علیہ الرحمہ والرضوان بھی تھے۔ کچھ دنوں کے بعد آپ مستقل طور پر فاضل بریلوی کی خدمت میں حاضر ہو کر کس فیض کرنے لگے اپنی اس نسبت پر فخر کرتے ہوئے لکھتے ہیں اور پھر ان تمام نعمتوں کے علاوہ سونے پر سہاگہ یہ کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد مائتہ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ مولانا مولوی حافظ قاری شاہ احمد رضا خان صاحب قادری برکاتی بریلوی نے بیعت و کمند و ارشاد و خلافت کے شرف سے مشرف فرمایا جو شریعت مطہرہ و طریقت منورہ کی علمی تصویر تھے۔ جو شریعت کا رہنما جن کا ہر فعل احکام الہی کی اتباع جنہوں نے بلا خوف لومۃ لانہ مسائل شرعیہ و مسائل فہمیہ کی تعلیم و تبلیغ فرمائی اور عمر بھر تالیف و تصنیف افتاء و تدریس کے ذریعہ لوگوں کی ہدایت و رہنمائی فرمائی (۱) دیباچہ حیات اعلیٰ

اور مدرس اول منتخب کیا گیا۔

حضرت سید شاہ ولیح الدین کبیری سجادہ نشین خانقاہ کبیریہ بہرام جو فاضل بریلوی کے مخلصوں میں سے تھے، انہوں نے حضرت مولانا شاہ حفیظ الدین صدر مدرس مدرسہ خانقاہ کبیریہ کے انتقال کے بعد فاضل بریلوی سے فاضل بہاری کی مانگ کی، منظوری کے بعد انہوں نے فاضل بہاری کو بہرام کی دعوت دی۔ اور منظوری کی فاضل بریلوی کو اطلاع بھی دی چنانچہ ۱۳۳۳ھ کے آخر میں آپ بہرام بحیثیت صدر مدرس تشریف لے گئے

مولانا محمود احمد قادری شمس الہدی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یکم جنوری ۱۹۲۰ء میں مدرسہ حکومت کے زیر اثر آ گیا۔ سر دگی وقت مدرسہ اسلامیہ شمس الہدی میں نو مدرس تھے نئے انتظام کے بعد پرنسپل کے علاوہ پندرہ مدرسین کر دیئے گئے اس وقت مدرسہ کی نیک نامی کیلئے مرحوم جج صاحب نے حضرت الاستاذ ملک العلماء کو بلا نا بہت ضروری سمجھا چنانچہ حضرت الاستاذ دوبارہ ۱۳۳۸ھ کو بہرام سے منتقل ہو کر شمس الہدی آ گئے، اور فنون کی اعلیٰ کتابوں کی تدریس میں مشغول ہو گئے۔ فقہ و حدیث اور بیعت میں ان کا درس دور دور مشہور ہوا ۱۶ جولائی ۱۹۲۸ء میں جامعہ کے شیخ اور پرنسپل ہو گئے۔ ۲۲ نومبر ۱۹۳۵ء سے ۱۸ اکتوبر ۱۹۵۰ء تک خرابی صحت کی وجہ سے فرصت لے کر آرام فرمایا۔ ۱۹ اکتوبر ۱۹۵۰ء کو ایک طویل مدت کی علمی خدمت کے بعد پنشن پر ریٹائر ہوئے (۱) ماہنامہ اشرفیہ ص ۲۱، جلد ۲ شمارہ ۱۸ جولائی ۱۹۵۰ء) ۱۳۶۷ھ سے ۱۳۷۰ھ تک ظفر منزل شاہ گنج پٹنہ میں مقیم رہے، حضرت سید شاہ شاہد حسین سجادہ نشین تکیہ حضرت شاہ رکن الدین عشق پٹنہ التوفی ۱۳۰۳ھ قدس سرہ کی استاد عا پر ۲۹ اشوال المکرم ۱۳۱۵ھ میں کشمیر میں جامعہ لطیفیہ بحر العلوم کا افتتاح کیا، اور اس کے صدر مدرس کے عہدہ کو رونق بخشی ۱۳۸۰ھ میں علالت کی وجہ سے ظفر منزل آ گئے۔ ۱۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۹۶۲ء شب دو شنبہ سپیدہ سحر نمودار ہونے سے پہلے ذکر اللہ اللہ کرتے کرتے جان جاں آفریں کے سپرد کر کے واصل الی اللہ ہوئے،

حضرت شاہ ایوب ابدالی شاہدی رشیدی اسلام پوری نے جنازہ کی نماز پڑھا، حضرت ملک العلماء کا مزار پاک محلہ شاہ گنج پٹنہ ۶ میں ہے۔



دنوں بعد تعمیری دنیا کی طرف ایک شاندار کروٹ لی۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے۔ عربی یونیورسٹی دارالعلوم منظر اسلام اور مسجد نبوی شریف کو خراج عقیدت پیش کرنے والی رضا مسجد، اور افریقی ہاسٹل، اور امام اعظم کے نورانی دارالافتاء کی یادگار مرکزی رضوی دارالافتاء کی ایسی حسین دیدہ زیب عمارت تعمیر کروائی کہ اہل سنت کا دل باغ باغ ہو گیا۔

اب مرکزی شایان شان عمارتیں وجود میں آئیں۔ سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کو یہ تعمیر و ترقی ریحان ملت کے ہاتھوں منظور تھی۔

حضور ریحان ملت ہرفن میں یدِ طولیٰ کے مالک تھے۔ اپنی آنکھوں دیکھا سینئر مدرسین کی عدم موجودگی میں کلاس کے

طلباء کو علمی فیضان سے سیراب کرنے کیلئے جب زینت درگاہ بنتے تو حضور صدر الشریعہ، حضور صدر العلماء کی یاد تازہ

فرما دیتے۔ کبھی حضرت علامہ مفتی قاضی عبدالرحیم صاحب قبلہ اپنے وطن تشریف لے جاتے یا طبیعت ناساز ہوتی

تو مرکزی دارالافتاء میں مسند افتاء پر اپنے جد کریم ابن کریم حضور سیدی مرشدی مفتی اعظم کی شان افتاء کے مظہر نظر

آتے۔ سلام عرض کرتا تو ایسی نوری مسکراہٹ کی فضاء میں جواب عنایت فرماتے۔ کے بے قراری کو قرار آ جاتا۔ مضمحل

دل مسکرا اٹھتا فیضان ولایت سے دل روشن ہو جاتا کچھ لمحے تک نوری مسکراہٹ لیوں پر رقص کرتی رہتی۔ اور رضوی قلم

فیضان افتاء کو قمر طاس انیض پر بکھیرتا رہتا۔

اور وہ رحمانی مسکراہٹ میرے استعجاب کو یہ صدا دیتی۔ ع:

مت اہل ہمیں جانو!

میں صرف جامعہ کا مہتمم ہی نہیں ہوں فیضان حضور مفتی اعظم کا ہرفن میں مظہر ہوں۔ یعنی اپنے وقت کا لا جواب شیخ الحدیث

ہوں۔ عمدہ مفسر ہوں، سند الدرسین بھی ہوں، رئیس الفقہاء بھی ہوں، استاذ العلماء بھی ہوں، شیع بزم خطابت بھی

ہوں، اور فن نعت کی مقدس بزم کا استاذ الشعراء بھی ہوں، اور خانقاہ عالیہ رضویہ کا صاحب سجادہ بھی ہوں۔ اور حکومت

ہند کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر حق بات کہنے والا ایم، ایل، سی، بھی ہوں۔

حضور ریحان ملت نے سرکار محی کافرنس پوکھریا شریف ضلع سیٹامڑھی کی دعوت پر جو ہر سال بموقع عرس رحمانی

خانقاہ عالیہ رحمانیہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ اپنے نورانی خطاب سے فیضیاب فرمانے کیلئے دعوت قبول فرمائی۔ جہاں

خانوادہ رضویہ کے جملہ اکابرین تشریف لاتے رہے حضرت کو کافرنس کی پہلی شب میں تشریف لانا تھا۔ مگر ٹرین تاخیر

☆ چشمه‌های خالص سلام ☆ چشمه‌های خالص سلام ☆ چشمه‌های خالص سلام ☆ چشمه‌های خالص سلام ☆ چشمه‌های خالص سلام ☆

[illegible][illegible]

שְׁמֵי שָׁמַיִם וְעַד הַאָּרֶץ

کچھ تر:۔ پتہ: حضرت محمد (ص) کی قبر، قبرستانِ باغِ ابراہیم، لاہور۔

١٢٣٤٥٦٧٨٩١٠١١١٢١٣١٤١٥١٦١٧١٨١٩٢٠٢١٢٢٢٣٢٤٢٥٢٦٢٧٢٨٢٩٣٠٣١٣٢٣٣٣٤٣٥٣٦٣٧٣٨٣٩٤٠٤١٤٢٤٣٤٤٤٥٤٦٤٧٤٨٤٩٥٠٥١٥٢٥٣٥٤٥٥٥٦٥٧٥٨٥٩٦٠٦١٦٢٦٣٦٤٦٥٦٦٦٧٦٨٦٩٧٠٧١٧٢٧٣٧٤٧٥٧٦٧٧٧٨٧٩٨٠٨١٨٢٨٣٨٤٨٥٨٦٨٧٨٨٨٩٩٠٩١٩٢٩٣٩٤٩٥٩٦٩٧٩٨٩٩١٠١١١٢١٣١٤١٥١٦١٧١٨١٩٢٠٢١٢٢٢٣٢٤٢٥٢٦٢٧٢٨٢٩٣٠٣١٣٢٣٣٣٤٣٥٣٦٣٧٣٨٣٩٤٠٤١٤٢٤٣٤٤٤٥٤٦٤٧٤٨٤٩٥٠٥١٥٢٥٣٥٤٥٥٥٦٥٧٥٨٥٩٦٠٦١٦٢٦٣٦٤٦٥٦٦٦٧٦٨٦٩٧٠٧١٧٢٧٣٧٤٧٥٧٦٧٧٧٨٧٩٨٠٨١٨٢٨٣٨٤٨٥٨٦٨٧٨٨٨٩٩٠٩١٩٢٩٣٩٤٩٥٩٦٩٧٩٨٩٩

جشن صد ساله منظر اسلام در جشن صد ساله منظر اسلام در جشن صد ساله منظر اسلام در جشن صد ساله منظر اسلام در جشن صد ساله منظر اسلام در

ॐ नमो भगवते वासुदेवाय ॥

21

1. *Chlorophyll* (green pigment)

ڈھونڈتی ہیں اور لب بلیں تو یہی پکار گونجتی ہے۔

دین میں زباں تمہارے لئے بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے انھیں بھی وہاں تمہارے لئے

یہ پکار زوال امت کے اندھیروں میں ابدی اجالے کی نوید ہے دیکھو اس عہد انحطاط میں ہر آنکھ احیائے امت کا خو
اب دیکھ رہی ہے۔ ہر دین عروج اسلام کے منصوبے بنا رہا ہے ہر شخص بحالی ملت کیلئے کام کر رہا ہے۔ کہیں خدمت دین
کے دلولے ہیں۔ اور کہیں تعمیر ملت کے زمزمے۔۔۔ پر اس سارے ہجوم میں ایک آواز سب سے الگ تھلگ سنائی دے
رہی ہے۔ اور اہل ایمان کی سانسوں میں اتر رہی ہے۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا، نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

بظاہر یہ ایک تنہا شخص کی پکار ہے مگر ذرا گوش دل سے سنئے تو ساری کائنات اس کی ہمنوا ہے۔ یہ نغمہ ہندی ہے۔۔۔ پر
اس کی لئے جاززی ہے اس کا آہنگ بشری ہے۔۔۔ پر اس میں روح قرآنی ہے۔ یہ صدا سوز دل سے اٹھی ہے اور صحرائے
حیات پر چھا گئی ہے یہ تاریخ کے سب سے نازک لمحے میں ابھری ہے اور روح عصر کی اجتماعی پکار بن گئی ہے دیکھو یہ
وقت کا کون سا لمحہ ہے جب عالم یہ ہے کہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے معاصر حکیم مشرق علامہ اقبال کے الفاظ ہیں۔

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے

مسلمان نہیں راہ کا ڈھیر ہے

اور جس عشق کی آگ حکیم مشرق کو بجھی ہوئی محسوس ہو رہی ہے وہ عشق کونسا ہے خود علامہ اقبال کے الفاظ ہیں۔

عصر ماہ مارا زما بیگانہ کرد

از جمال مصطفیٰ ﷺ بیگانہ کرد

جمال مصطفیٰ ﷺ سے اہل ایمان کو بیگانہ کرنے کی سازش کہاں سے پھوٹی اور کیسے پروان چڑھی یہ عالم آشکار ہے میں
تو صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اسلام دشمن قوتیں جب تاریخ کے مختلف ادوار میں دین حق کو مٹانے کیلئے اپنے حربے آز

چکیں لیکن اسلام مننے کی بجائے مزید ابھرتا گیا سکنے کی بجائے اور پھیلتا گیا دین کی بجائے سب پر حاوی ہوتا گیا دیکھو دعیان نبوت ابھرے اور دم توڑ گئے مرتدین بھاگے اور مٹ گئے سبائی فتنے لیکر اٹھے اور خود بھی فتنوں سمیت محدود ہو گئے خارجی بگڑے اور لڑکر ختم ہو گئے یورپ کے صلیبی لشکرنا چتے ہوئے آئے اور صدیوں تک آتے رہے لیکن مجاہدین اسلام کے گھوڑوں کی اڑائی ہوئی گرد میں ڈوب گئے، تاری صحرائے گوبی سے اٹھے اور آندھی بگولے کی طرح ہر سو چھا گئے مگر جب اہل اسلام کی کھوپڑیوں کے مینار بنا چکے تو ایک دم پلٹے اور سب کے سب حلقہ بگوش اسلام ہو کر کعبہ کی دہلیز پر جھک گئے پھر اسی اقبال سے سنئے

ہے عیاں یو رش تاتا ر کے افسانے سے
پاساں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

تاریخ کے یہ سب ادوار جب دشمن دیکھ اور جنگ لڑ چکا تو اس نے فیصلہ کیا کہ اب اپنے ترکش کا آخری تیر چلا دینا چاہیے اور یہ تیر کونسا تھا اس کا رمز شناس بھی احمد رضا کا ہم عصر اقبال ہے وہ ہمیں ابلیس کا اپنے فرزندوں کے نام سے سب سے بڑا حکم سنوار رہا ہے۔

یہ فائدہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا

روح محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو

اور پھر شیطان کی ذریت اس آخری مشن کی تکمیل میں لگ گئی اس مشن کی ایک جھلک دیکھنی ہو تو اس کیلئے دور جانے کی ضرورت نہیں دور احمد رضا کے برطانوی جاسوس ہمنگرے کے اعترافات پڑھ لو پھر احمد رضا کے معاصر چند مولویوں کی کتاب اٹھاؤ ورق پلٹو، اور دیکھو کہ ان میں کیسی کیسی دریدہ دہنی کی گئی ہے معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد کوئی خدا کے محبوب ﷺ کو اپنے جیسا بتا رہا ہے، حالانکہ خود محبوب خدا ﷺ نے فرمایا ایک مثالی (کون تم میں مجھ جیسا؟) کوئی کہتا ہے معاذ اللہ آپ ﷺ مرکز مٹی میں مل گئے حالانکہ آپ ﷺ خود فرماتے ہیں ان اللہ حرم علی الارض ان تا کل اجساد الانبیاء (یعنی خدا نے مٹی پر انبیاء کے جسموں کو نقصان پہونچانا حرام کر دیا ہے) کوئی بولتا ہے تو رسول خدا ﷺ کے علم کو معاذ اللہ جانوروں کے علم جیسا ٹھہراتا ہے حالانکہ خدا اپنے محبوب کے علم نا پیدا کننا رک کی وسعت یوں آشکار کرتا ہے عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احد الا من ارتضیٰ من رسول (یعنی خدا کے پاس علم غیب ہے اور وہ اپنے

غیب کا علم کسی کو تفویض نہیں کرتا سوائے اپنے اس برگزیدہ رسول کے جس کی رضا و دعا چاہتا ہے (کوئی اور آگے بڑھتا ہے تو دین میں رسول خدا ﷺ کے اختیار کی نفی کرتا ہے حالانکہ خدا کا اپنا کلام ڈنکے کی چوٹ اعلان کر رہا ہے یحیٰیٰ لہم الطیبات و یحرم علیہم الخبائث : یعنی رسول ﷺ ان کیلئے پاکیزہ چیزیں حلال کرتے اور خبیث چیزیں حرام کرتے) اور ما اتکم الرسول فخذوه وما نہکم عنہ فانتھوا (یعنی جو کچھ تمہیں رسول دیدیں اسے لے لو اور جس سے وہ روک دیں اس سے رک جاؤ) کیا دین اس کے علاوہ کسی اور چیز کا نام ہے ہرگز نہیں۔

میں تو بس دین کا مفہوم یہی سمجھا ہوں
اپنے ہر کام میں آقا ﷺ کی رضا کو دیکھو

یہ اہلیسی ترکش کے وہ چند تیر تھے جن کا ہدف ناموس رسالت ہے پر احمد رضا ان تیروں کے آگے سینہ تان کر کھڑے ہو گئے ہیں وہ بد زبان مولویوں کو لکار کر کہتے ہیں خدارا میرے آقا ﷺ کی توہین کرنا چھوڑ دو اور ان کے بجائے مجھے گالیاں دیتے رہو۔ میرا حساس یہ بیکہ ادھر اہلیس نے اپنے ترکش کا آخری تیر چلایا اور ادھر مشیت الہی نے احمد رضا کو عشق رسول ﷺ کا پیکر بنا کر سامنے کھڑا کر دیا احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ تیری خوش نصیبی پر زمانہ ناز کرے گا۔

خدا نے جس کام کیلئے تجھے چنا ہے اس سے بڑا کوئی کام اس دھرتی کے سینے پر کسی امتی سے ممکن نہیں تو گستاخان رسول ﷺ کے سروں پر لٹکی ہوئی تگوار ہے تو مصطفیٰ کا نقیب ہے اور ناموس رسالت کا پاسباں تو اٹھا تو امت مسلمہ کوئی اٹھان ملی تو چلا تو سارا زمانہ تیری راہ پر چلا تو نے دنیا کو وفا کا درس دیا اپنے آقا ﷺ سے وفا کا درس تو نے لیا شعور دیں بانٹا تیرا شعور دیں یہ کہ

بجدا خدا کا بھی ہے در نہیں اور کوئی مقرر مقرر
جو وہاں سے ہو سیں آکے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

یہ شعور دین پھیلایا تو گستاخان رسول جان ہارنے لگے کہیں علم الدین شہید عازی بن کر اٹھا کہیں مرید حسین اور عبدالقیوم شہادت رسول ﷺ کی وہ تحریک جو کلمہ گو مولویوں کی جسارت سے کفار میں پھیل رہی تھی سو دیکھتے ہی دیکھتے دم توڑ گئی احمد رضا کا پیغام بر صغیر کی پوری فضا میں گونج رہا تھا اور شیخ رسالت کے پروانوں کو گر مار رہا تھا اس حرارت ایمانی کے فیض سے جگہ جگہ پروانے اپنے آقا ﷺ کی ناموس پر جان نچھا دو کر رہے تھے ایک طرف جاں نثاری کا یہ حسین منظر

ہے اور دوسری جانب علم و عرفان کی وادیوں میں عشق مصطفیٰ ﷺ کے گزار ممکنہ لگے ہیں کہیں فروغ سیرت کا مشن برپا ہے شاہ عبدالعلیم صدیقی کو جاننے کہیں تفسیر قرآن کے جواہر نکھر رہے ہیں۔ نعیم الدین مراد آبادی کو دیکھنے کہیں احکام شریعت کی بہار اپنا جو بن دکھا رہی ہے۔ امجد علی اعظمی کو پڑھئے اور کہیں محبت رسول ﷺ کا پیکر اس سمندرِ رٹھائیں مار رہا ہے حکیم مشرق ڈاکٹر اقبال کی پکار سنئے۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
وہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کر دے

مجھے تو عشق رسول ﷺ کی ان سب موجوں میں ایک ہی برقی رونق نظر آتی ہے اور اس برقی رو کا سرا احمد رضا کے سینے میں ابھر رہا ہے یہ وہ سینہ ہے جس میں گداز عشق کی بجلیاں بھری ہیں اور وہ ان بجلیوں کی حرارت ہر سو بانٹ رہا ہے کبھی کنز الایمان کی صورت میں، کبھی الدولۃ المکیہ کے روپ میں، کبھی فتاویٰ رضویہ کے رنگ میں اور کبھی حدائقِ بخشش کے آہنگ میں کیا آپ نہیں دیکھتے دنیا کے گوشے گوشے میں جہاں بھی کوئی اپنے آقا ﷺ کو یاد کرتا ہے اور ان کی بارگاہ میں ہدیہ درود و سلام نچھاور کرتا ہے احمد رضا کے لہجے سے ہمکنار ہو جاتا ہے احمد رضا نے اپنے آقا ﷺ کے حضور کچھ ایسے جذبول کا نذرانہ پیش کیا ہے کہ آج بحر و بر، دشت و جبل میں ہر سو اس کی گونج سنائی دے رہی ہے۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام ☆ شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

مجھے یقین ہے کہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا یہ سلام کچھ اس شان سے مقبول ہوا کہ اسے محبت رسول ﷺ کا عالمگیر تحفہ بنا دیا گیا ہے اب جو بھی چاہتا ہے کہ اسے بارگاہ رسول ﷺ میں پذیرائی ملے وہ اپنی دھڑکنوں میں احمد رضا کے جذبے سمو لیتا ہے اور اپنی زبان پر احمد رضا کے شعر سجالتا ہے۔

یہی کہتی ہے بلبلِ باغِ جنان کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں و اصف شاہ ہدیٰ مجھے شوخی طبع رضا کی قسم

یہ ہے اس احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی ایک جھلک جسے دنیا ”امام اہل سنت“ کہتی ہے اور اعلیٰ حضرت کے لقب سے یاد کرتی ہے جو علم و فکر کے ہر میدان میں یکتا ہے اور بیان و اظہار کے ہر اسلوب پر حاوی ہے جو فہم و ادراک کے ہر گوشے میں سب پر

فائق ہے، اور جذبہ احساس کی ہر منزل میں سب سے آگے، جس کا وجود ہمارے لئے ہمت کا استعارہ ہے۔ اور جس کی شخصیت ہمارے لئے رہنمائی کا خزانہ جس کا باطن عشق رسول ﷺ سے پر نور لوگ اسے اپنے عہد کا مجدد کہتے ہیں، اور میں اسے آنے والے ہر دور کیلئے اپنے رسول ﷺ کا معجزہ سمجھتا ہوں اور لوگ اسے فاضل بریلوی پکارتے ہیں اور میں اسے ”آیت الہی“ دیکھتا ہوں لوگ اسے عالم وفقیہ ٹھہراتے ہیں اور میں اسے ”فہم دین میں حجت“ گردانتا ہوں۔ اور صرف اس لئے گردانتا ہوں کہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے فہم دین کی اساس عشق رسول ﷺ پر اٹھائی ہے اور تعبیر شریعت کا محور نسبت مصطفیٰ ﷺ کو بنایا ہے اور یہی خدا کی منشا ہے۔۔۔ سارے قرآن کا جو ہر یہی ہے اور علم و عرفان کا حاصل یہی۔

مجھے یقین ہے کہ کوئی شخص عالم دین ہی نہیں بن سکتا جب تک اسکے علم کا ہر نقطہ ذات رسول ﷺ کا طواف نہ کرے۔۔۔ اور سچ یہ ہے کہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ ایسے ہی عالم ہیں۔۔۔ میرے نزدیک تجدید دین صرف اس کا نام ہے کہ دین کی ہر تعبیر نسبت رسول ﷺ سے جوڑ دی جائے۔ اور حق یہ ہے کہ امام احمد رضا ایسے ہی مجدد ہیں۔۔۔ میرا ایمان یہ ہے کہ صاحب عمل صرف وہی ہے جس کا ہر عمل محبت رسول ﷺ کا آئینہ دار ہو۔۔۔ اور واقعہ یہ ہے کہ امام احمد رضا کا عمل ایسا ہی ہے میرا وجدان گواہی دیتا ہے کہ خدا کے ہاں قرب و رضا کے سب درجے ان کیلئے ہیں جو تعظیم رسول ﷺ میں بڑھتے جائیں اور کون اس بات کا انکار کر سکتا ہے کہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی تعظیم رسول ﷺ کی پاسداری میں گزری۔ میرا احساس یہ ہے کہ دنیا میں پائیدار صرف ایسے لوگوں کا نام ہے جو ذکر رسول ﷺ کا فیض لٹاتے ہیں اور امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ جب تک جسے اپنی زبان و قلم سے یہی کام کرتے رہے اور اب ان کا آستانہ یہی سوغات باغثار ہے گا تاریخ اسلام کو جتنے بھی ادوار پہ بانٹا جائے اس کا آخری دور امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ سے شروع ہوا۔ اور اب یہ دور رہتی دنیا تک جتنا بھی طویل ہو گا ہمیشہ احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا دور رہے گا یہ دور تحفظ ناموس رسالت کا دور ہے۔ اور احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ اس کا نقیب۔۔۔ یہ دور فروغ سیرت کا دور ہے اور احمد رضا اس کا علمبردار۔۔۔ یہ دور تحریک عشق مصطفیٰ ﷺ کا دور ہے۔ اور احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ اس تحریک کا کارواں سالار۔

اب رہتی دنیا تک یہ تحریک پھیلی رہے گی۔ اور احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ اس کا سرخیل و سالار رہے گا۔ ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم جس سمت آگے ہو سکے بٹھادیئے ہیں

مذکورہ عبارت سے قبل ایک جگہ مجددی صاحب مزید لکھتے ہیں کہ:-

ہر قسم کے طلباء مبتدی و متوسط و منتہی کے متعدد جلسہ امتحان میں شریک اور علوم دینیہ ضروریہ معقول و منقول خصوصاً علم تفسیر و حدیث و فقہ و سیر و اصول وغیرہا میں امتحان کی کیفیت پر مطلع ہوا الحمد للہ برکت حسن سعی مدرسین اور خوبی انتظام ناظمین اکثر طلباء علوم دین کو مستعد اور اس بشارت کے مبشر پایا (ایضاً)

مذکورہ بالا عبارت میں لفظ ناظمین کا ذکر آیا ہے جس سے ظاہر ہیکہ ناظم مدرسہ حضرت مولانا حامد رضا خان اور ناظم دفتر مولانا حسن رضا خان کی حسن سعی سے مدرسہ ترقی کی طرف گامزن رہا اور طلباء کی تعلیمی صلاحیت قابل دید رہی بہر کیف حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب کی معائنہ رپورٹ اس بات کی شہادت پیش کرتی ہے کہ جامعہ منظر اسلام مختصری مدت میں ایسی شہرت کا حامل ہو گیا کہ اقلیم ہند میں اس کی کوئی نظیر نہیں تھی مندرجہ بالا رپورٹ کی عبارت میں موصوف نے ظلمات اور کدورت کا ذکر کیا ہے ظلمات و کدورت کے معنی و مفہوم سے آپ باخبر ہیں لیکن یہاں پر خصوصیت کے ساتھ تحریر کرنے کا منشاء کیا ہے اس کی وضاحت کیلئے مناسب ہیکہ یہاں پر اختصار کے ساتھ اس وقت کے حالات کی تھوڑی سی منظر کشی کر دی جائے تاکہ جامعہ کے قیام کی افادیت اور اہمیت کا اندازہ سب کو ہو جائے اس وقت کی تاریخ کا پس منظر ملاحظہ فرمائیں جب منظر اسلام کا قیام عمل میں آیا تھا تاریخ شاہد ہیکہ اس وقت وہابیت دیوبندیت نیچریت نجد ندویت کا دور دورہ تھا یا رسول اللہ یا غوث یا خواجہ کہنے پر شرک کا گولہ داغا جا رہا تھا میلاد رسول اور بزرگان دین کے اعراس نیز فاتحہ تیجہ چالیسواں پر بدعت کا پہرہ بیٹھا دیا گیا تھا ناموس رسالت اور شان کبریائی کو کھلے عام پامال کیا جا رہا تھا اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام کی عظمت و محبت کو مسلمانوں کے سینوں سے دور کیا جا رہا تھا عقیدہ و ایمان کی دولت پر ڈاک ڈالنے کیلئے گندم نما جو فر و شون کا قافلہ دیوبند و ندوۃ العلماء لکھنؤ سے برابر نکل رہا تھا۔

ندوۃ العلماء کے مفاسد کا تذکرہ کرتے ہوئے مولانا محمد ابراہیم خوشتر صاحب رقم طراز ہیں:-

”ندوۃ العلماء کے مفاسد کا سب سے زیادہ ٹولس امام احمد رضا فاضل بریلوی اور تاج الفحول

مولانا عبد القادر بدایونی نے لیا اور اس کی تردید میں سب سے زیادہ مالی اور اشاعتی تعاون۔

مندرجہ بالا خط سے آپ کی کارکردگی اور حسن نظامت کا اندازہ بخوبی ہو گیا اس پر مزید تبصرہ کی ضرورت نہیں جامعہ کے بعد قیام جب سے آپ نے اہتمام کی عظیم ذمہ داری اپنے کندھوں پر لی تب سے تا حیات آپ ہی مہتمم رہے اور جامعہ کو فروغ دیتے رہے اپنی حیات میں جہاں آپ نے نظامت کی عظیم ذمہ داری سنبھالی وہیں پر جب کبھی بھی جامعہ کو مدرس یا صدر المدرسین کی ضرورت درپیش ہوئی تو آپ نے تدریسی خدمات اور صدر المدرسین کے فرائض بھی انجام دیے حضرت محمد ابراہیم خوشتر صاحب رقمطراز ہیں

دارالعلوم منظر اسلام کے نہ صرف آپ مہتمم رہے بلکہ مولانا رحمہ الہی کے ۱۹۳۶ء تا ۱۳۵۴ھ میں میرٹھ چلے جانے کے بعد شیخ الحدیث اور صدر المدرسین کا منصب بھی آپ نے سنبھالا حدیث و تفسیر خصوصاً بیضاوی شریف پڑھانے کا انداز تبادلہ نشین تھا کہ علماء و دروہ سے آپ کے درس میں شرکت کیلئے خذ رحال کرتے اور سفر و حضر میں آپ سے استفادہ کرتے (تذکرہ جمیل ص ۱۷۳)

مندرجہ بالا تحریر اس بات کی مکمل شہادت پیش کر رہی ہے کہ حضور حجۃ الاسلام بیک وقت (مہتمم شیخ الحدیث اور صدر المدر سین) تینوں اہم عہدوں پر اپنی خداداد صلاحیت کا اظہار کر رہے تھے آپ کے تلامذہ کی ایک لمبی فہرست ہے مگر یہ چند نام خصوصیت کے حامل ہیں۔

سرفہرست حضور مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب حضرت مولانا حسین رضا خاں صاحب بریلوی حضرت مولانا شاہ عبدالکریم صاحب ناگپوری حضرت مولانا مفتی ابراہیم صاحب تلہری محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سرور احمد صاحب حضور مفسر اعظم ہند حضرت مولانا ابراہیم رضا خاں صاحب حضرت مولانا احسان علی صاحب مظفر پوری شیخ الحدیث مظفر اسلام حضرت مولانا شاہ رفاقت حسین مفتی اعظم کانیپور جامع معقول و منقول مولانا غلام جیلانی صاحب اعظمی حضرت مولانا تقدس علی خاں صاحب پاکستان یہ حضرات آپ کے مشہور شاگردوں میں تھے اور آپ کے بعد اہل سنت و جماعت کے امیر کارواں کی صف میں شمار کئے جاتے تھے آپ کی دینی ملی سیاسی خدمات کو احاطہ تحریر میں لانا مجھ جیسے کم علم کے بس کی بات نہیں بہر کیف آپ نے تدریس، تصنیف، تالیفی، خدمات کے ساتھ ساتھ ۱۹۰۴ء سے ۱۹۴۳ء تک

تقریباً ۳۹ سال بحیثیت مہتمم جامعہ کی خدمت انجام دی آپ کی فیابت میں امام احمد رضا کے ہم شیر زادے جناب حکیم علی احمد خاں صاحب زندگی بھر دارالعلوم منظر اسلام کی دیکھ رکھے اور حساب و کتاب کا فریضہ انجام دیتے رہے حضرت مولانا خواجہ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

آپ کی نیابت میں امام احمد رضا کے ہم شیر زادے حکیم علی احمد خان صاحب اپنی زندگی بھر دارالعلوم منظر اسلام کا کام کرتے اور نائب مہتمم رہے (تذکرہ جمیل ص ۱۷۳)

اسی طرح حضرت مولانا تقدس علی خاں صاحب بھی جامعہ کے نائب مہتمم رہے اور کافی دنوں تک اسی عہدے پر اپنی کارگزاری پیش کرتے رہے مولانا ابراہیم صاحب اس بات کی تصدیق کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

دارالعلوم منظر اسلام بریلی سے فراغت کے بعد اسی دارالعلوم کے نائب مہتمم رہے اور اسی سے اپنی تدریس کا آغاز کیا اور آپ کا یہ سال تدریس تاریخی (تدریس تقدس علی ۱۳۲۸ھ) قرار پایا اگرچہ آپ نائب مہتمم تھے مگر دارالعلوم عرس قادری وغیرہ کا سارا اہتمام آپ کے ذمہ تھا اور نائب صاحب کے لقب سے مشہور ہوئے۔

(تذکرہ جمیل ص ۲۲۸)

حضور حجۃ الاسلام کے بعد وصال جامعہ رضویہ منظر اسلام ایک اختلافی دور سے بھی دوچار ہوا وہ دور تاریخی اعتبار سے بھی بڑا پر فتن اور پر آشوب تھا جنگ آزادی کا معرکہ شباب پر تھا قتل و غارت گری لوٹ کھسوٹ افراتفری ہر طرف پھیلی ہوئی تھی نفسی نفسی کا عالم تھا بڑی جدوجہد کے بعد ۱۹۴۷ء میں ہندوستان آزاد ہوا آزادی کے بعد ہندوستان پاکستان کی تقسیم کا مسئلہ فریقین کیلئے در در سر ہو گیا بحث و مباحثہ اور قتل و قاتل کے بعد بالآخر دونوں فریق باہم راضی ہو گئے پاکستان کا وجود عمل میں آیا قرارداد طے ہوتے ہی عمل درآمد کا سلسلہ شروع ہوا کچھ لوگ پاکستان سے ہندوستان آئے کچھ لوگ ہندوستان سے پاکستان گئے یہ سلسلہ بڑا ہی بھیانک نقصان دہ ثابت ہوا اس افراتفری کے عالم میں نائب صاحب یعنی حضرت مولانا تقدس علی خاں صاحب جب تک ہندوستان میں رہے تو انہیں کے ہاتھ میں منظر اسلام کا انتظام رہا لیکن جب وہ پاکستان چلے گئے تو حقیقی وارث کے ہوتے ہوئے اہتمام دوسرے کے ہاتھوں چلا گیا غیروں کا تسلط ہو گیا اس

حضرت مولانا مفتی افضل حسین صاحب قبلہ نے باقاعدہ ذمہ داری قبول کر لی تب آپ کو اس منصب سے گلو خواہی حاصل ہوئی (راوی حضرت مفتی غلام نبھی اشرفی صاحب) اس سلسلے میں مزید کچھ لکھنا آفتاب کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے یوں تو اس خاندان اور خانقاہ سے عالم اسلام کو اہل سنت و جماعت کا پیغام تفسیفات و تالیفات کے ذریعے برابر ملتا رہا نیز مہذب اور مسلک حق کی اشاعت بھی ہوتی رہی یہ زریں سلسلہ اعلیٰ حضرت کے جد امجد مولانا شاہ رضا علی خاں سے شروع ہوا تھا جو آج تک جاری و ساری ہے۔

یعنی ۱۸۳۱ء سے تادم تحریر (ایک سوستر سال) بدستور جاری ہے خدا کرے تا قیامت جاری رہے تصنیفات و تالیفات کی کتابت و طباعت میں کافی صرفہ آتا ہے اور ہر فرد بشر کو ان کتابوں کا مطالعہ کرنا آسان بھی نہیں ہے اس لئے پرانے لوگوں نے اور ہمارے سلف صالحین نے ایک آسان راستہ نکالا کہ بڑی بڑی کتابوں کے مفہام کو مضامین کی شکل دے کر اشتہار اخبار رسائل وغیرہم کے ذریعے عام سے عام تر کر دیا تاکہ بھی استفادہ کر سکیں اس نظریے کو لوگوں نے پسند کیا جس سے رسائل وغیرہ کی اہمیت عوام میں بڑھ گئی اس نظریے کے تحت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی خواہش کے مطابق یادگار رضا بریلی سے جاری ہوا اس سے قبل الرضا بھی نکل چکا تھا جس کی تعریف و توصیف مولوی محمد شبلی نعمانی نے بھی کی تھی انہوں نے رسالہ مندوہ میں لکھا تھا کہ :-

”مولانا صاحب (اعلیٰ حضرت) کی زیر سرپرستی ماہوار رسالہ الرضا بریلی سے نکلتا ہے جس کی چند قسطیں بغور و غوض دیکھی ہیں جس میں بلند پایہ مضامین شائع ہوتے ہیں“ اسی طرح کا تاثر یادگار رضا کیلئے بھی لوگوں نے پیش کیا تھا حضرت مولانا ابراہیم خوشتر صاحب رقمطراز ہیں:-

یہ ماہنامہ مذہبی تھا اور اخلاقی بھی تمدنی بھی تھا اور تاریخی بھی علمی تھا اور ادبی بھی اس کے مضامین گواہ ہیں اس نے اپنے دور کے ہر چیلنج کا مقابلہ کیا اور مقدس مذہب اسلام کا ہر حملہ اور فتنے سے دفع کیا (تذکرہ جیل ص ۲۱۰)

وقت کب کسی کا ساتھ دیتا ہے آتا ہے اور گزر جاتا ہے اسی آمد و رفت کا شکار یادگار رضا بھی ہو گیا حضور حجۃ الاسلام

سے ڈرو اس لئے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے ایک ولی کامل کی نگاہ حق آگاہ جس حسین مستقبل کو دیکھ رہی تھی وہ آج ہمارے سامنے ماہنامہ اعلیٰ حضرت اور جامعہ رضویہ منظر اسلام کی صورت میں ہر ابھرا مسکراتا نظر آ رہا ہے۔

حضور مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد اپنے جدا مجد مولانا حامد رضا خان کی وصیت کے عین مطابق حضور
ریحان ملت علیہ الرحمہ خاتون عالیہ رضویہ کے متولی اور جامعہ رضویہ منظر اسلام کے مہتمم سوئم قرار پائے آپ کے اہتمام
کا ابتدائی دور بڑا کھٹن اور مشکل دور تھا دارالعلوم منظر اسلام مالی بحران کا شکار تھا جیسا کہ آپ نے گزشتہ اوراق میں حضور مفسر
اعظم ہند کے دور کا مطالعہ فرمایا کہ مدرسین کی بروقت تنخواہ کیلئے گھر کے زیورات تک رہن رکھ دیئے جاتے یہ مالی پریشانی
تو تھی ہی اس کے علاوہ آپسی چیچکاش کی وجہ سے ان کو اطمینان و سکون بھی حاصل نہیں تھا ایسے حالات میں انہوں نے حد
درجہ صبر و تحمل کا ثبوت پیش کیا رفتہ رفتہ حالات بدلتے گئے اور آپ کی جدوجہد رنگ لائی تبلیغی دورے پر آپ کا قدم گھر کی
چہار دیواری سے باہر نکلا ملک و بیرون ملک کا آپ نے سفر کیا جامعہ کی ترقی اور بقاء کیلئے عقیدہ تمند و دار و اتمند کی توجہ مبذول
کرائی آپ کی تقریر پر تنویر لوگوں کے دلوں میں اترتی چلی گئی مالی بحران دور ہوا جامعہ کی قدیم عمارت از سر نو تعمیر کے مراحل
سے گزر کر نئی بلڈنگ میں تبدیل ہو گئی۔

در سگاہوں کی توسیع ہوئی طلباء کی اقامت کیلئے چند رہ کمروں کا سہ منزلہ رضوی افریقی ہاسٹل تیار ہو کر دعوتِ نظارہ دینے لگا۔ رضا مسجد جو کافی دنوں سے خستہ اور چھوٹی سی تھی سہ منزلہ تعمیر ہو کر اپنی مثال آپ بن گئی۔ آپ کے دور میں تعمیراتی و ترقیاتی امور بڑی تیزی کے ساتھ پائے تکمیل کو پہنچنے لگے۔

جامعہ کا نظام تعلیم بہتر کرنے کیلئے آپ نے ایک دستور العمل ترتیب دیا جس میں اساتذہ و طلباء کیلئے ہدایات تحریر کی گئیں۔ طلباء کی تعلیمی لیاقت مضبوط اور استعداد میں مزید چار چاند لگانے کیلئے آپ نے جامعہ کے پرانے تجربہ کار شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد احمد جہانگیر صاحب علیہ الرحمہ کو دوبارہ منصب تدریس پر بحال کیا اور وہ اساتذہ جنکی مدت ملازمت ختم ہوگئی تھی یا صحت و توانائی کے اعتبار سے نحیف و لاغر ہو گئے تھے انکی جگہ پر جوان سال باصلاحیت اساتذہ کا آپ نے تقرر کیا وقت کی اہم ضرورت اور حالات کے پیش نظر علمائے کرام کی سفارش پر آپ نے ۱۹۸۳ء میں بہار مدرسہ ایجوکیشن بورڈ پٹنہ سے منظر اسلام کی درس نظامی والی سند منظور کرائی۔ یہی وجہ ہے کہ آج منظر اسلام کے ہزاروں

کرتے ہیں۔ لیکن حضور ربیعان ملت کی خدمات کے دوران کچھ ایسے بھی طلباء دورہ حدیث میں داخل ہوئے جو اردو زبان کی اچھی طرح سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے انہیں سری لنکا کے حضرت مولانا بدرالدین صاحب اور حضرت مولانا مخدوم صاحب ایسے خوش نصیب تلامذہ میں سے ہیں جنکو حضور ربیعان ملت نے عربی (عربی میڈیم) سے بخاری شریف پڑھائی۔ یہ وفات سے تقریباً ڈیڑھ سال پہلے کی بات ہے یہ دونوں حضرات حضور ربیعان ملت کے پڑھانے اور سمجھانے کے دلکش اور پیارے انداز سے بہت خوش تھے اور انتہائی مسرت و شادمانی کے ساتھ بیان کرتے تھے۔ حضور ربیعان ملت سے جو فیض علمی و روحانی ہم کو ملا وہ کہیں نہیں ملا، (ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا سہ ماہی نمبر ص ۲۲۵)

یہ تعریف و توصیف کی بات نہیں بلکہ اظہار حقیقت ہے کہ آپ کے دورِ اہتمام میں غیر ملکی طلباء منظرِ اسلام میں کثرت سے داخل ہوئے اور سند فراغت حاصل کر کے اپنے اپنے ممالک میں مذہب و ملت بالخصوص مسلکِ اعلیٰ حضرت کی خدمت انجام دیتے رہے آپ نے اپنے دورِ اہتمام میں دین کی خدمت اور اہل سنت کی ترویج و اشاعت کیلئے رضا برقی پریس کا انتظام کیا اور اشتہار چھاپ کر آپ نے یہ اعلان کر دیا کہ رضا برقی پریس سے صرف اہل سنت و جماعت کے لیٹرچر اور کتب و رسائلِ اشتہار وغیرہ شائع ہونگے بد مذہب بد دین یہاں پر برائے اشاعت آنے کی کوشش نہ کریں۔ یہ تھی انکی بے باکی اور حق پسندی خدا کے فضل سے آج بھی رضا برقی پریس قوم و ملت کی خدمت کا فریضہ انجام دے رہا ہے بہر کیف آپ نے از ابتدا تا انتہا اہتمام کی تمام ذمہ داریاں بحسن و خوبی پاسیہ تکمیل کو پہنچائیں۔ زیرِ نظر مضمون میں اس بات کی وضاحت نہایت ضروری ہے کیونکہ بعض لوگوں نے جامعہ رضویہ منظرِ اسلام کے بانی اور مہتممین کے بارے میں کچھ اختلاف رائے کا اظہار کیا ہے جس سے بعض لوگوں کو بدگمانی ہوئی اور آئندہ بھی ہو سکتی ہے اس لئے بروقت اس کی وضاحت ضروری ہے مزید اس لئے بھی کہ یہ مضمون ”یادگاری مجلہ“ کیلئے قلمبند ہو رہا ہے جو ہر اعتبار سے تاریخی اور معلوماتی ہوگا لہذا اس حیثیت سے بھی یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے۔ حالانکہ

(۱) جامعہ میں داخلہ۔ ارشوال سے ۳۰ رزی الحجہ تک ہوگا۔ دورہ حدیث میں داخلہ کیلئے تحریری امتحان بطور ٹیسٹ ہوگا۔ دورہ حدیث کے علاوہ دیگر تمام درجات کا ٹیسٹ تقریری ہوگا (۲) جامعہ کی تاریخ داخلہ ختم ہونے کے بعد کسی کی کوئی سفارش داخلہ کیلئے مسموع نہیں ہوگی۔ (۳) جامعہ کے مطلوبہ درجہ میں داخلہ کیلئے امتحان داخلہ میں کامیاب ہونا ضروری ہوگا ورنہ جس درجہ کے لائق ہوگا اسی درجہ میں داخلہ کیا جائیگا (۴) دورہ حدیث میں شریک ہونے والے طلبہ کیلئے مشکوٰۃ آخر، توضیح تلویح، المستفاد المستفاد، ملاجلال، مختصر المعانی، میبذی وغیرہم پڑھنے کا تصدیق نامہ کسی سنی صحیح العقیدہ ادارے سے یا درجہ عالم الہ آباد بورڈ، درجہ عالم پٹنہ بورڈ، نائٹیل کلکتہ بورڈ کی مارکیٹ یا سند کی مصدقہ کاپی درخواست کے ساتھ منسلک کرنا لازمی ہوگا (۵) جامعہ سے فاضل درس نظامی کی سند ۱۸ سال سے کم عمر والے امیدوار کو نہیں دی جائیگی (۶) جامعہ کے اصول و ضوابط جو فارم داخلہ میں مرقوم ہیں ان پر عمل کرنا لازمی ہوگا (۷) جامعہ میں داخلہ ہونے والے طلبہ کو منسلک اعلیٰ حضرت کی روشنی میں اپنا عقیدہ رکھنا ہوگا (۸) جامعہ سے سند حاصل کرنے کے بعد بھی اگر منسلک اعلیٰ حضرت کی روشنی میں بد مذہب اور بد عقیدہ ہو یا کثوث فراہم ہوا تو سند منسوخ کر دی جائیگی (۹) جامعہ کے مفاد کو نقصان پہونچانے کیلئے کسی طالب علم نے شخصی یا اجتماعی طور پر کوئی حرکت کی تو اس کو جامعہ سے فوراً خارج کر دیا جائیگا (۱۰) جامعہ کے مہتمم اور اساتذہ کا احترام کرنا بہر صورت لازم ہوگا۔

طريقه امتحان :-

(۱) جامعہ کے تمام درجات کا سالانہ امتحان ماہ شعبان میں تحریری و تقریری دونوں ہوگا (۲) جامعہ کا شمالی امتحان ماہ ربیع الاول کے پہلے عشرہ میں ہوگا (۳) جامعہ کے دورہ حدیث کا امتحان سالانہ جمادی الاولیٰ کے پہلے عشرہ میں ہوا کریگا (۴) دورہ حدیث کے طلبہ کا سالانہ امتحان صحیحین (بخاری شریف و مسلم شریف) کا تقریری اور دیگر کتب کا تحریری ہوگا (۵) جامعہ کے فاضل درس نظامی کی سند کا وہی امیدوار مستحق ہوگا جو سالانہ امتحان میں کامیاب ہوگا ناکام امیدوار کو اسی داخلہ کی بنیاد پر دوسرے سال سالانہ امتحان میں شرکت کی اجازت ہوگی۔ (۶) ناکام امیدوار کو کسی درجے میں کسی صورت ترقی نہیں ملے گی (۷) امتحانات عربی و فارسی اتر پردیش میں شریک ہونا ہوگا (۸) جامعہ یا بورڈ کے کسی امتحان میں بلا عذر غیر حاضر رہنا شدید جرم ہوگا۔

مذکورہ تمام امور پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے جامعہ کا تعلیمی معیار بلند سے بلند تر ہو گیا ہے اور ہندوستان کے مختلف جامعات (یونیورسٹی) نے اپنے اپنے امتحانات کیلئے ”فاضل ورکس نظامی“ کو بی، اے اور ایم، اے کے مساوی قرار دینا ہے۔ جامعہ اردو علی گڑھ کے جناب رجسٹرار صاحب رقمطراز ہیں۔

”مکرمی تسلیم! آپ کے ادارہ کے امتحان ”فاضل درس نظامی“ کو جامعہ اردو نے اپنے امتحان ”ادیب کامل“ میں شرکت کیلئے منظور کر لیا ہے، اطلاعات تحریر ہے امید کہ مزاج بخیر ہوئے،، مخلص

سید انور سعید، رجسٹرار جامعہ اردو علی گڑھ

اسی طرح سے جامعہ ہمدرد دہلی کے وائس چانسلر صاحب نے بھی منظوری نامہ بھیجا ہے ذیل میں ایک اقتباس پیش کیا جا رہا ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

”جامعہ ہمدرد کی مجلس تعلیمی نے ہندوستان کے کچھ اہم مدارس جہاں ابتدائی درجات سے لیکر فضیلت تک معیاری تعلیم کا بندوبست ہے وہاں کے فاضل کی اسناد کو پری طب (طبیہ کالج) اور ایم، اے (اسلامک اسٹڈیز) میں داخلہ کیلئے منظور کر لیا ہے یہ اطلاع دیتے ہوئے مجھے خوشی ہو رہی ہے کہ منظور شدہ مدارس کی فہرست میں آپ کے ادارہ کا نام ”جامعہ منظر اسلام بریلی“ بھی شامل ہے۔

اسی طرح سے آزاد نیشنل یونیورسٹی حیدرآباد کے وائس چانسلر صاحب سے جامعہ کی سند کو منظور کرانے کیلئے خط و کتابت کا سلسلہ جاری ہے ان کے مطالبہ کے مطابق ضروری کاغذات بھیج دیئے گئے ہیں توقع ہے کہ مستقبل قریب میں منظوری نامہ آجائے گا مذکورہ تینوں جامعات سے رابطہ کرنے اور منظوری نامہ کے حصول میں راقم الحروف کی کوشش اور مشورہ شامل ہے۔

حضرت سبحانی میاں صاحب قبلہ جامعہ کی ترقی اور طلباء کا تعلیمی معیار بلند سے بلند تر کرنے کیلئے ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں تمام تعلیمی اداروں میں اساتذہ و طلباء کیلئے جو اصول و ضوابط ہیں وہ اپنی جگہ ہیں اس کے علاوہ آپ نے اپنی طرف سے کچھ مخصوص ہدایات قلم بند کرا کے تمام درس گاہوں میں آویزاں کرا دی ہیں والد گرامی کے طریقہ کار پر عمل کرتے ہوئے جامعہ کے سابق پرنسپل حضرت علامہ مفتی غلام مجتبیٰ اشرفی صاحب قبلہ دام ظلکم کا آپ نے شیخ الحدیث کے منصب پر دوبارہ

تقرر کیا اسی طرح وہ اساتذہ جو ضابطہ ملازمت کے مطابق معیار پوری کر کے اپنے آپ عہدوں سے سبکدوش ہو گئے ان کی خالی جگہوں پر نئے تجربہ کار اساتذہ کا آپ نے تقرر کیا سر دست شمس العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی غلام مجتبیٰ اشرفی صاحب قبلہ شیخ الحدیث کشن گنج، گرامی درج ذیل ہیں سر فرست شمس العلماء حضرت علامہ مولانا محمد نعیم اللہ خاں صاحب قبلہ پرنسپل ہستی، شہزادہ صدر الشریعہ حضرت علامہ مولانا جامع معقول و منقول حضرت علامہ مولانا محمد نعیم اللہ خاں صاحب قبلہ پرنسپل ہستی، شہزادہ صدر الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج محمد بہاء المصطفیٰ صاحب قبلہ، اسم بامسمیٰ عالم نبیل فاضل جلیل حضرت علامہ مولانا مفتی محمد صالح صاحب قبلہ بریلی، خطیب شعلہ بار عالم ذی وقار حضرت علامہ مولانا الحاج عبدالخالق صاحب قبلہ نائب شیخ الحدیث پورنیہ، صاحب علم و فن حضرت علامہ مولانا محمد انور علی صاحب قبلہ بہرائچ، ماہر درسیات حضرت علامہ مولانا محمد ایوب عالم صاحب قبلہ اتر دینا چپور، صاحب فکر و فن حضرت علامہ مولانا سید شاہ علی صاحب قبلہ رامپور، شیر قادریہ خطیب اہل سنت حضرت علامہ مولانا قاری عبدالرحمن صاحب قبلہ بریلی، شیخ القراء حضرت قاری عبدالکیم صاحب قبلہ رامپور، استاذ الخفاہ حضرت حافظ محمد انوار صاحب قبلہ بریلی، جناب ماسٹر نبی رضا عرف شاہد صاحب قبلہ بریلی، جناب ماسٹر عرفان صاحب قبلہ بریلی، راقم الحروف بھی نائب صدر المدرسین کے منصب پر تدریسی خدمات انجام دے رہا ہے حضرت مولانا محمد احتشام الدین صاحب نوادہ بہار، حضرت مولانا محمد ظہور الاسلام صاحب نوری دینا چپور بنگال یہ دونوں معین المدرسین کی حیثیت سے تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں رضوی دارالافتاء بحیثیت صدر مفتی حضرت علامہ مولانا مفتی محمد قاروق قادری صاحب قبلہ بریلی حضرت مولانا سید کفیل احمد صاحب قبلہ ہزاری باغ بہار یہ دونوں حضرات فتویٰ نویسی کا کام انجام دے رہے ہیں مدرسین و مفتیان کرام کے علاوہ کچھ ملازمین دفتری حضرات بھی جامعہ کی خدمت پر مامور ہیں۔

حضرت سبحانی میاں صاحب قبلہ کے دورِ اہتمام میں تعمیرِ کام بھی بہت ہوا ہے اس سلسلے میں راقم الحروف نے ایک مکمل مضمون بعنوان ”خاتفاہ عالیہ قادریہ کی تعمیرات جدید اور ترقیاتی امور پر ایک نظر“ تحریر کیا ہے جو ماہنامہ اعلیٰ حضرت کے شمارہ ماہ ستمبر ۱۹۹۸ء میں شائع ہو چکا ہے میری اپنی معلومات کے مطابق آپ کے دورِ اہتمام میں تعمیرِ کام سب سے زیادہ ہوا ہے خدا کرے یہ سلسلہ قائم و دائم رہے اور منظرِ اسلام سابقہ روایات کے مطابق منزل منزل ترقی کرتا رہے امین

بجاء سید المرسلین۔ ﴿

اندھیرا دیکھا منظر اسلام کے چراغ نے وہیں ایک ”دیا“ جلادیا۔ اس طرح آج دنیائے سنیت کے گوشے گوشے میں منظر اسلام کے چراغ کی روشنی ہے منظر اسلام کے فیضان کا نور ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک چراغ سے ہزاروں لاکھوں چراغ جلائے جلا سکتے ہیں۔ مگر اصل چراغ کی روشنی میں نہ کوئی فرق پڑتا ہے نہ کمی آتی ہے۔ اسی طرح منظر اسلام کے روشن چراغ نے بھی ہزاروں چراغ اپنی روشن لو۔ سے روشن کئے مگر اس اصل چراغ منظر اسلام کی روشنی اور ”لو“ میں کوئی کمی نہیں آئی اور نہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ آئے۔ منظر اسلام کا چراغ یونہی اپنا علمی نور بکھیرتا رہے گا۔ اور جو اس چراغ علم منظر اسلام کو بجھانا چاہتے ہیں۔ یا بجھانا چاہیں گے وہ خود ظلمتوں کا شکار ہوتے رہیں گے۔ اور اندھیروں میں بھٹکتے رہیں گے۔ مگر منظر اسلام کی روشنی مدھم نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ اس چراغ علم و حکمت ”منظر اسلام“ میں اعلیٰ حضرت کے ایثار، حجت الاسلام کی خدمات، جیلانی میاں کے عزم و حوصلہ اور ریحان ملت کے جہد مسلسل کا روغن جل رہا ہے۔ اور اسی کی روشنی دنیائے علم و عقیدت کو تاباں کر رہی ہے۔

منظر اسلام نے قوم و ملت کو جہاں ہزاروں علماء فقہاء، محدثین و مفسرین، فصحاء و بلغاء، مقررین و مبلغین، شعراء وادباء اور معلمین و مدرسین عطا کئے ہیں۔ وہیں سیکڑوں مدارس و مکاتب، ہزاروں کتب و تصانیف اور لاکھوں تحقیقی فتاویٰ بھی عطا کئے۔ منظر اسلام کے فارغین و مستفیدین نے ملک و بیرون ملک میں جو دیہی مدارس قائم کئے۔ وہ بھی بالواسطہ منظر اسلام کی دین ہیں۔ اور منظر اسلام کے فارغین علماء نے جو تصانیف جلیلہ اس قوم کو عطا فرمائیں وہ بھی بالواسطہ منظر اسلام کی دین ہیں۔ اور مفتیان منظر اسلام یا فارغین منظر اسلام نے جو فتاویٰ تحریر کئے وہ بھی بالواسطہ منظر اسلام کی دین ہیں۔ منظر اسلام کے سن قیام ۱۳۲۲ھ سے لیکر آج تک منظر اسلام کے دارالافتاء سے لاکھوں فتاویٰ نافذ کئے گئے۔ اور فارغین نے بھی اپنی اپنی علمی قیام گاہوں سے لاکھوں فتاویٰ نافذ کئے۔ وہ سب بالواسطہ منظر اسلام کی دین ہیں۔

ملک العلماء ہند، مفتی غلام جان محمد ہزاروی، صدر الشریعہ، محدث اعظم، برہان الملت و دیگر اکابرین امت علیہم الرحمہ کے لاکھوں لاکھ فتاویٰ بالواسطہ منظر اسلام کی دین ہے۔ اسلئے کہ یہ علماء ذوی الاحترام

اعلیٰ حضرت کا ایک گمنام شاگرد

مولانا سید احمد عالم قادری رجہتی

از: سید بدر عالم رضوی، نوری رجحیتی بکار و تھریل (حجہ گار گھنڈ)

آج جب دنیا کے نشیب و فراز پر ہم نظر ڈالتے ہیں تو دنیا میں میٹھا ایسی ہستیاں رونما ہوتی ہیں جو اپنی یادوں کے نقوش منقش کر جاتی ہیں۔ جن کے ذکر جمیل سے ہم اپنے کو مشرف کرتے ہیں۔ دھرتی کے سینے پر نہ جانے کیسے کیسے محبوبانِ خدا تشریف لائے جن کے وجود مسعود سے زمین کیف و سرور کے نغمے سناتی ہے۔ مرجھاتی ہوئی کلیاں اہلہائے لگتی ہیں کیف و نشاط کا سماں بندھ جاتا ہے۔ کلیاں مسکرانے لگتی ہیں۔ بھنورے گنگنلانے لگتے ہیں۔ جن کے وجود کی خوشبو سے ایک جہاں کی مشام جاں معطر ہو جاتی ہے۔ جن کے افعال و کردار جہاں والوں کے لئے مینارِ نور بن جاتے ہیں۔

انہی میں سے میرے والد گرامی آقائے نعمت مرشد برحق تلمیذ و خلیفہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان، حضرت مولانا سید احمد عالم قادری برکاتی رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان تھے۔ آپ کے وجود مسعود سے عالم کوروشنی ملی۔ وہ ہوش سنبھالتے ہی شریعت مطہر کے پاسبان و علمبردار بن کر دنیا والوں کے سامنے چمکے اور ایسا چمکے کہ دنیا کے ذہن و فکر پر چھا گئے۔ اور تاریخ کے صفحات پر جگمگانے لگے۔ حضور والد گرامی کی ذات والا صفات محتاج تعارف نہیں۔ جن کا فیضان برصغیر کے طول و عرض میں پھیلا ہوا ہے۔ حضرت کی پروقاہ شخصیت مہرتاباں کی طرح درخشندہ و تابندہ ہے۔ علم و عمل کا وہ پیکر جمیل جب اپنی تابانی کو نکھیرتا ہے اور اپنے علم و عرفان کے گوہر آبدار کو پنچھا کر کرتا ہے۔ تو ہر چہار جانب علم و عرفان کی خوشبو پھیل جاتی ہے اور یہی برحقیقت ہے حضرت کے نام سے ایوان باطل میں زلزلہ پیدا ہو جاتا باطل لرزنے لگتا وہ کبھی بھی مادی طاقتوں سے خوفزدہ نہیں ہوئے۔ بد عقیدہ لوگوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دنداں شکن جواب دیا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اپنے اس مایہ ناز شاگرد کو حق و صداقت اور معرفت و حکمت کا ایسا جام پلایا کہ اسی نشہ میں مست رہے۔ اور پوری زندگی حق و صداقت کا مظاہرہ کرتے رہے۔ اعلیٰ

حلیہ مبارک : وہ ایک عظیم شخصیت کے مالک تھے۔ گندی رنگ چہرہ بہت خوبصورت، داڑھی گھنی، دونوں ہنسیوں آپس میں ملی تھیں، کشادہ پیشانی، فراخ چہرہ جس سے نورانیت عیاں بارعب اور پروقا شخصیت کے مالک، آنکھوں میں ہر وقت سرخ ڈورے نظر آتے تھے۔ ان کے چہرے پر ایک قدرتی رعب تھا۔ دل سے بہت وسیع بالکل نرم دل، مگر تعلیمی معاملے میں بہت سخت تھے۔ نہایت ہی مفلسار، خوش خلق اور اصول پسند تھے، انداز گفتگو مثالی تھا، مختصر لفظوں میں بڑی قیمتی اور اصول بات کر جاتے تھے ادھر ادھر کی فضول باتوں سے پرہیز کرتے زیادہ تر سنجیدہ رہتے۔ بہت خوش ہوتے تو مسکرا دیتے کبھی تہقہہ لگا کر ہنستے نہیں دیکھا گیا۔

تسمیہ خواہی تعلیم و تربیت: خاندانی روایت کے مطابق چار سال کی عمر میں رسم بسم اللہ خوانی ہوئی تاظر و اردو فارسی حضرت کی والدہ محترمہ نے پڑھایا۔ جب آپ کی عمر شریف پانچ سال ہوئی تو آپ نے مشہور خلیفہ مولوی تاج الدین صاحب اور مولوی سید عباس صاحب رجعتی سے گلستاں بوستاں پڑھنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ فارسی کی بہت سی کتابیں سکندر نامہ و رفعات بہارِ عجم وغیرہ ختم کیا۔ پھر وہاں سے مدرسہ کبیریہ سہرام میں داخلہ کرایا گیا اور وہیں عربی کتابیں پڑھیں۔ پھر وہاں سے جوئیہ کی شہرہ آفاق درسگاہ مدرسہ حنفیہ میں داخلہ کرایا گیا۔ یہی وہ زمانہ تھا جب امام معقولات استاذ الاساتذہ حضرت علامہ ہدایت اللہ رام پوری رحمۃ اللہ علیہ تلمیذ رشید حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی جلالت کا ڈنکا پورے ملک میں بج رہا تھا۔ آپ نے جب جوئیہ آکر مسند مدرسہ سنبھالی۔ تو جوئیہ کو شہرستان علم و فضل بنا دیا پورے برصغیر سے تشنگانِ علوم کشاں کشاں چلے آتے اور علم کے گہر سے اپنے آپ کو بھرتے۔ علم کے بحرِ خار سے اپنے ظرف کے مطابق اپنا حصہ لیتے اور خوشی خوشی رخصت ہوتے مگر جب ۱۹۰۸ء میں جوئیہ آپ سے محروم ہو گیا تو شہرستان علم و حکمت اجڑ گیا۔ وہ دربار جہاں علم و ہنر کے دیوانے بستے تھے کھنڈر ہو گیا۔ جوئیہ میں کچھ دنوں تک تعلیم حاصل کرتے رہے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا محدث جوئیہ سے اپنے درس کے دوران بار بار ذکر سنا کرتے تھے۔ آپ کا اشتیاق بڑھا اور اپنے استاذ مکرم سے بریلی شریف جا کر امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی خدمت میں مزید تعلیم حاصل کرنے کی اجازت چاہی۔ تو حضرت محدث جوئیہ نے بخوشی اجازت دیدی اور اعلیٰ حضرت کی خدمت اقدس میں ۱۳۲۱ھ میں آپ کو سپرد کیا گیا اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سے فرمایا اپنی زندگی

کا انمول ہیرہ آپ کے نذر کر رہا ہوں (مکتوب قلمی)

فاضل بریلوی کی تصنیفی مصروفیات اور افتاء کے شدید بار کی وجہ سے کچھ دنوں آپ کو کسی دوسری جگہ رہنا پڑا اور روز دارالافتاء رضویہ میں حاضر ہو کر مشق افتاء کرتے رہے۔

آپ کے ہم وطن ملک العلماء حضرت علامہ ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ اور سید عبدالرشید عظیم آبادی بھی آپ کے ساتھ تھے۔

نوٹ: اعلیٰ حضرت نے کتب درسیہ سے فراغت کے بعد تدریسی و افتاء و تصنیف کی طرف توجہ فرمائی فاضل بریلوی چونکہ باقاعدہ کسی مدرسہ میں تعلیم نہیں دیتے تھے۔ اور کوئی مدرسہ بھی نہیں تھا۔ اس کی کوشدت سے آپ نے محسوس کیا۔ اور حجت الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا خیال ظاہر فرمایا اور ان حضرات نے باہم مشورہ کر کے حضرت مولانا سید حکیم امیر اللہ صاحب بریلوی کو فاضل بریلوی سے اس موضوع پر گفتگو کیلئے آمادہ کیا۔ قیام مدرسہ کو آپ نے مشکل سے منظور کیا۔ حضرت مولانا حسن رضا بریلوی نے (تلمیذ داغ دہلوی) اس مدرسہ کا نام ”منظر اسلام“ رکھا۔ جس سے ۱۳۲۲ھ کا استخراج ہوتا ہے۔ منظر اسلام کے سب سے پہلے صدر مدرس حضرت مولانا بشیر احمد صاحب علی گڑھی (تلمیذ مفتی لطف اللہ صاحب علی گڑھی) سے آپ نے اکتساب فیض کیا۔ مگر صحیح بخاری شریف از اول تا آخر اپنے مرشد برحق امام اہل سنت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی۔

دستار بندی: ۱۰، ۱۱، ۱۲ شعبان المعظم ۱۳۲۶ھ مطابق ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲ دسمبر ۱۹۰۸ء دو شنبہ، سہ شنبہ، چہار شنبہ کو جلسہ ہائے دستار فضیلت بمقام بی بی جی مسجد میں منعقد ہوئے۔ اعلیٰ حضرت نے نواب مرزا صاحب سابق مفتی دارالافتاء بریلی شریف اور حضرت مولانا سید احمد عالم قادری رجعتی کی دستار بندی اپنے دست حق پرست سے کی۔ اس سال یعنی ۱۹۰۸ء میں آٹھ طلباء فارغ التحصیل ہوئے جن کے اسم گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) حضرت مولانا سید احمد عالم قادری رجعتی بہار

(۲) حضرت مولانا ظہیر الدین اعظم گڑھ یوپی

(۳) حضرت مولانا حفیظ احمد صاحب اعظم گڑھ یوپی

”مولانا بڑے شیریں گفتار ہیں اعلیٰ ہے اعلیٰ مضامین یا کوئی معمولی موضوع پر گفتگو بوسب پر بڑی گفتگو کے ساتھ تقریر کرتے ہیں ان کی گفتگو میں مزاح بھی ہوتا ہے۔ ادب کا لطف بھی آتا ہے اور نئے نئے جملے محاورات ان کی گفتگو میں نگینہ بن کر چمکتے ہیں۔ علم خطابت میں ان کا درجہ ہند کے بڑے بڑے مقررین کے مقابلے میں مانا ہوا ہے۔“

حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ نے چہلم شریف کے موقع پر فرمایا۔ ”کہ سید صاحب کی تقریر ایسی والہانہ اور پر کیف ہوتی تھی کہ مجمع تو مجمع ماحول اور فضا پر بخود ہی چھا جاتی تھی۔ جب مولانا کی شدت جذبات بھری آواز درود دیوار سے ٹکراتی تھی تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ درود دیوار سے صلوٰۃ و سلام کی صدا میں آرہی ہیں۔ غرض کہ آپ کی خطابت کی دھوم پورے ملک میں تھی۔ اپنے نواسے غیر بھی آپ کی جادو بیانی کا لوہا ماننے اور آپ کی پر مغز تقریر سننے کے مشتاق ہوتے تھے۔“

جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم

دریاؤں کے دل جس سے دہل جائے وہ طوفاں

تصنیف و تالیف: آپ جہاں ایک نامور خطیب اور قادر الکلام مقرر تھے۔ وہیں ایک محقق اور صاحب قلم بھی تھے آپ نے کئی کتابیں تصنیف فرمائیں مختلف کتابوں پہ مقدمات و حواشی تحریر کئے اور کئی کتابوں کے ترجمے اردو میں کئے۔ افسوس کوئی کتاب منظر عام پر نہ آسکی کیونکہ والد گرامی کے جو بھی قلمی نسخے اور خاندانی خطوط و کشکول اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے درجنوں خطوط مہر، سند و خلافت نامہ وغیرہ تھے ۱۹۶۴ء میں بسرام پور کے مکان میں نذر آتش ہو گئے۔ مکان میں دو بجے شب کو آگ لگی اور صبح تک نہ بجھ سکی صرف جو کپڑے پہنے تھے وہی بچے اور باقی سب نذر آتش ہو گئے۔ زمین کے کاغذات نقدی زیورات وغیرہ بھی جل کر خاک ہو گئے کاش وہ سب مخطوطات صحیح حالت میں رہتے تو آج بہت کام آتے۔

تلامذہ: حضرت کے تلامذہ پورے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں مگر انسان کے ساتھ ساتھ جنات کے لڑکے بھی آپ سے پڑھتے تھے۔ یہ قصہ مشہور ہے کہ گرمی کے دنوں میں رات کو مدرسہ کے آنگن میں سیکڑوں لڑکے سوئے ہوئے تھے اور سب کی پلنگ الگ الگ تھی اور لائین بچھانے کی باری اس وقت ایک لڑکے محمد شبیر احمد کی تھی۔ شبیر احمد کا پلنگ درجنوں پلنگ کے بعد تھا لائین ایک کونے میں ٹیبل پر جل رہی تھی کہا گیا کہ شبیر لائین بجھا دو شبیر نے وہیں سے ہاتھ بڑھایا تقریباً پچیس

فٹ دور سے ہاتھ لہبا کر کے لائین کو بچھادیا سب لڑکوں میں یہ شور مچا رہے تھے کہ یہ جنات کا لڑکا ہے جب یہ خبر والد علیہ الرحمہ کو صبح کی نماز کے وقت ملی تو شبیر کو مدرسہ سے خارج کر دیا۔

جناب مسعود خاں رضوی سینئر ایڈوکیٹ گیا کورٹ جو حضرت کے شاگردوں میں ہیں رقمطراز ہیں کہ گیا کے ایک جناب نور الحسن عرف منو صاحب جنہیں حضرت کے شاگرد ہونے کا شرف حاصل ہے فرماتے ہیں کہ حضرت کا ایک جن شاگرد جن کا نام نصر اللہ تھا پتہ ٹھکانہ کسی کو معلوم نہ تھا کہ کہاں کارہنہ والا ہے جب نور الحسن صاحب اپنے ہم سبق جن سے اس کا پتہ و نشان دریافت کرتے تو حضرت استاذ مکرم نور الحسن صاحب کو منع فرماتے کہ آپ کو اسکی کیا ضرورت آپ اپنا کام کریں اور اس کو پڑھنے دیں۔

گواہات: آپکی بہت سی کراٹشیں ہیں مگر یہاں صرف انہی کرامات کو لیا گیا ہے جو آپکے وصال کے بعد صادر ہوئیں (۱) آپ کے وصال کے بعد آپ کے جسد مبارک کو مکان سے مدرسہ کے آنگن میں لایا گیا۔ اور جب غسل دیا جا رہا تھا تو سفید رنگ کا بڑا کبوتر جو آج تک کسی نے اتنا بڑا کبوتر نہیں دیکھا آکر غسل کے پانی سے اپنے پر بھگو کر اڑ جاتا تھا۔ یہاں تک کہ پانی دوبالشت بھی پھیلنے نہ پایا تھا۔ (۲) جب جنازہ مبارک کو لوگ کا ندھے پر لیکر قبرستان کی طرف رواں دواں تھے تو یک بیک کافی تعداد میں ایسے لوگ شامل ہو گئے جن کے لباس بہت ہی سفید تھے اور سب کے سب ایک ہی طرح کے سفید لباس زیب تن کئے ہوئے تھے۔ جن کو علاقائی لوگ شناخت نہیں کر پا رہے تھے۔ چہرہ پر کافی چمک دمک نورانیت تھی سب کے سب آکر جنازہ کو کا ندھا دینے لگے اور دفن کے بعد تمام لوگ ادھر ادھر منتشر ہو گئے یہ سب کے سب اجنبی تھے یا خدا بہتر جانے کون لوگ تھے۔

(۳) والد علیہ الرحمہ کے وصال کے پانچ سال بعد بڑے بھائی سید نہال عالم مرحوم کی شادی کو سماہی کوٹھی جناب سید نجم الہدیٰ صاحب مرحوم کی صاحبزادی سے طے پائی۔ شادی کی تیاری پورے زوروں پر تھی۔ صرف ایک ہفتہ رہ گیا تھا۔ بھائی جان سامان لانے شہر گیا گئے ہوئے تھے گھر میں ہم سب چھوٹے چھوٹے تھے۔ مرد کی صورت میں کوئی بھی نہیں تھا، گرمی کا موسم تھا چاندنی رات تھی ہم سبھی کو لیکر والدہ مرحومہ آنگن میں سوئی ہوئی تھی۔ کہ اتر جانب سے جہاں مدرسہ کے جانور رہا کرتے تھے دیوار پر ایک چور چڑھ کر ہمارے مکان میں کودنا چاہتا تھا کہ والدہ مرحومہ نماز تہجد کیلئے وضو بنا رہی

تھیں۔ رات کے رونچ چکے تھے۔ دیکھا کہ کوئی چور مکان میں کودنا چاہ رہا ہے۔ ابھی کچھ سوچ ہی رہی تھیں کہ شور وغل کریں دیکھا کہ مکان کے صحن میں والد علیہ الرحمہ ٹہل رہے ہیں۔ جب والدہ مرحومہ نے والد مرحوم کو دیکھا تو سکون سے تہجد پڑھنے میں مشغول ہو گئیں ادھر چور چنچ مارتا ہوا دوسری جانب بھاگ گیا اور صبح بستی میں سب لوگوں سے کہنے لگا کہ ہم سے بہت بڑی غلطی ہو گئی کہ ہم مولانا کے مکان پر چڑھ گئے تھے۔ کہ یک بیک پیچھے سے مولانا نے آکر ڈنڈے سے مارنا شروع کر دیا ابھی تمام جسم میں بہت درد ہے۔ لوگوں نے کہا کہ بی بی صلحہ سے جا کر معافی مانگ لو۔ آکر ہمارے دروازے کے باہر کھڑا ہو کر دروازہ کو معافی مانگتے لگا۔ تو والدہ مرحومہ نے معاف فرما دیا اور اسی وقت سے درد بھی ختم ہو گیا۔

(۴) والد علیہ الرحمہ کے وصال کے ایک سال بعد بستی میں طاعون آ گیا۔ اور دوسرا دمخہ ویران ہونے لگا۔ جہاں پر والد علیہ الرحمہ کا مزار ہے اس سے چند گز کی دوری پر یہ محلہ ہے۔ ایک عرصہ میں ماٹھی جو چوکیدار تھا اور حضرت کے پاس برابر آیا جایا کرتا تھا۔ اس کے گھر میں بہت زور کا طاعون پھیلا تو وہ مزار پر جا کر کہنے لگا جب تک آپ باحیات تھے اور میرے گھر میں کوئی بیماری ہوتی تھی آپ پانی پر دم کر کے دیدیتے تھے تو مریض کو شفا مل جاتی تھی آج ہمارا بیٹا جاں بلب ہے ہمارا پورا گھر طاعون کے مرض میں مبتلا ہے سرکار ہم سب کو آپ کے حوالے کر رہے ہیں یہ کہہ کر روتا ہوا اپنے گھر چلا آیا۔ اور ساتھ ہی مزار کی مٹی بھی ساتھ لایا۔ اور تمام مریضوں کے جسم پر مٹی بھگو کر رکھ دی اور تھوڑی تھوڑی کھلا دی۔ مٹی کھاتے کے ساتھ ہی تے اور دست دونوں بند ہوئے اور سب مریض خدا کے فضل و کرم سے تندرست ہو گئے۔ اسی رات مغرب کے وقت مزار سے باواز بلند اذان کی آواز آنے لگی اور لگاتار تین روز تک ایسی آواز لوگوں نے سنی۔ اور اس روز سے آج تک بسرام پورا اور اس کا پورا علاقہ اس دبا سے محفوظ ہو گیا۔

(۵) جناب لیاقت حسین صدیقی مرحوم کا ایک مقدمہ ایک غیر مسلم لالہ سے چل رہا تھا وہ بہت پریشان تھے ایک روز مزار پہ جا کر رورہ کر دعا کی اور التجا پیش کی کہ حضور میں آپ کا شاگرد ہوں اور ایک غیر مسلم مجھ کو پریشان کر رہا ہے ہم پر نظر کرم فرمائیں ہمارے پاس نہ تو رقم ہے نہ کوئی بیرونی کار۔ اگر آپ خصوصی توجہ کریں تو یہ مقدمہ میں جیت جاؤں یہ کہہ کر وہ واپس مکان آکر سو گئے دیکھا کہ حضرت آکر فرما رہے ہیں لیاقت تم گھبراؤ نہیں جب تم کو رٹ جاؤ تو فلاں دعا پڑھنا انشاء اللہ تعالیٰ مقدمہ کا فیصلہ تمہارے حق میں ہوگا۔ لیاقت حسین مرحوم کا کہنا ہے کہ میری آنکھ کھلی اس وقت رات کے بارہ بج

سے دو میل کے فاصلے پر ہے) آواز دیتا شیر مسجد کے پاس آ گیا والد علیہ الرحمہ مسجد کے صحن میں بیٹھ کر وظیفہ میں مشغول تھے۔ شیر آ کر مصلیٰ کے پاس آ دھا گھنٹہ تک بیٹھا رہا۔ والد علیہ الرحمہ شیر کو دیکھ کر مسکراتے رہے۔ خدا جانے اشاروں اشاروں میں کیا راز و نیاز کی باتیں ہوئیں۔ کہ مسجد کے صحن سے دروازے تک پیچھے قدم چل کر پھر آواز دیتا ہوا (گر جتا ہوا) حق شاہ کی ٹونگری پہاڑ کی طرف چلا گیا۔ درجنوں لوگوں نے یہ ماجرا دیکھا۔ اب ہر جمعرات کو شیر آنا مشہور ہو گیا۔ لوگ بارہ بجے شب اپنے گھروں سے نکل کر مسجد کے ارد گرد چھپ کر بیٹھنے لگے۔ جب تیسری جمعرات کو ہستی کیلوگ چھپ کر جمع ہو کر تماشا دیکھنے لگے تو شیر آیا اور تین بار خوفناک آواز میں گرج کر غائب ہو گیا۔ صبح جمعہ کو جب مدرسہ کے متولی جناب قادر خاں صاحب مرحوم نے والد علیہ الرحمہ سے پوچھا کہ حضرت کیا ماجرا ہے شیر کا۔ تو والد علیہ الرحمہ مسکرا کر خاموش ہو گئے اور اس دن سے شیر کا آنا بند ہو گیا۔

وصال کی دوسری جہمراٹ کو مزار پاک پر بارہ بجے رات کو اسی شیر کو آتے دیکھا گیا۔ اور زور زور سے تین بار آواز لگاتا ہوا غائب ہو جاتا، لگاتار تین جہمراٹ تک آتا رہا۔ قبرستان کے بغل میں غیر مسلم ہانجھی کی بستی تھی۔ ان لوگوں نے شیر کو دیکھا تو ڈر گئے اس روز سے شر کی آواز آنی بند ہو گئی۔

علم و عرفان کا آفتاب غروب ہو گیا: حضرت مولانا حافظ مسیح خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ تلمیذ استاذ العلماء علیہ الرحمہ نے قلم بند فرمایا۔ مورخہ ۱۱ صفر المظفر ۱۳۷۷ھ سیدی استاذی مولانا سید عالم علیہ الرحمہ نے فرمایا حافظ صاحب سنا ہے آپ کل رانچی جا رہے ہیں۔ آپ کل بھراپنچی نہ جائیں کل آپ کو بہت ضروری کام کرنا ہے۔ آپ کے ذمے ایک اہم کام سپرد کرونگا۔ میں نے کہا کہ حضور جو حکم فرمائیں۔ میں رانچی ایک ہفتہ کے بعد جاؤں گا اور آج شب اپنے مکان پاکر ڈیہ بھی نہ جاؤنگا۔ آج جناب بابا ایوب خاں صاحب رئیس اعظم بسرام پور کے مکان پر قیام کرونگا۔ یہ کہہ کر بابا ایوب کے مکان پر چلا گیا۔ عصر کے وقت پھر حضرت سے ملاقات ہوئی۔ نماز عصر سے مغرب تک حضرت نے قبر کی پہلی رات کے عنوان پر گفتگو کی۔ آپ کی محفل میں علم و عرفان کی بارش ہوا کرتی تھی۔ آپ ملت اسلامیہ کے قلوب کو عشق رسول ﷺ کی روشنی اور چمک سے مزین فرماتے رہے۔ جناب عثمان خاں اور دیگر رؤسائے بسرام پور مسجد میں حضرت کی تقریر کو بول بولتے رہے۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر مجھ سے کسی کو کوئی رنجش وغیرہ ہے تو مجھے معاف کر دو۔ یہ سنکر سمجھوں کی آنکھوں سے

آہنی وزم دیواروں کو پھاڑ پھاڑ کر کہیں باہر نہ آجائیں۔ میں نے اپنی آنکھیں حضرت کے قدموں پر رکھ دیں اور قدموں کو چوم لیا۔ لیکن دل میں یہ امید لئے کہ کاش چہرے کا دیدار ہو جائے تو میری قسمت کی معراج ہو جائے گی۔ اسی تمنا میں تھا کہ حضرت کے خلف اکبر نے فرمایا کہ بھائی جان چہرے کا دیدار کر لیں۔ آپ نے چہرے سے چادر ہٹائی تھی بلکہ چاند کے چہرے سے بدلی ہٹائی تھی، چودھویں کا چاند اپنی آب و تاب کے ساتھ چمک رہا تھا۔ نور کی شعاعیں پھوٹ رہی تھیں۔ جس چہرہ کو دو گھنٹہ قبل دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کی تھیں۔ اس چہرے کی شان نرالی ہے۔ آپ کا چہرہ آج صرف نور سے معمور نہیں بلکہ سراپا بقعہ نور بنا ہوا ہے۔

آنکھیں ان کی نور کی تابانی سے خیرہ تھیں۔ کثرت نور کا یہ عالم تھا کہ چہرے پر آنکھیں جم نہیں رہی تھیں، مگر پھر جی بھر کر دیکھ رہا تھا اس نورانیت سے فیضیاب ہو رہا تھا۔ ایک حسین مسکراہٹ آپ کے ہونٹوں پر پھیلی ہوئی ہے۔ اپنی حیات میں جو دلکش دل نشیں اور حسین مسکراہٹ آپ کے ہونٹوں پر نمایاں ہوا کرتی تھی۔ اس سے کئی درجہ زیادہ دلکش دل نشیں اور حسین مسکراہٹ آپ کے ہونٹوں پر محسوس ہو رہی تھی۔ وجہ یہ تھی کہ آپ اپنے نانا جان رحمۃ اللہ علیہ کا دیدار کر رہے تھے۔ اور اس دیدار کی خوشی آپ کے ہونٹ اور چہرے پر عیاں ہو رہی تھی۔ تھوڑی دیر کیلئے تو ایسا لگا کہ حضرت رخصت نہیں ہوئے ہیں بلکہ چین و سکون کی نیند میں ہیں۔ اور مبارک خواب ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

عشق احمد میں جو دنیا سے گیا ہے اس کی
تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تیری بزرگی تری عزتیں وقار ترا
جان لینے کو قضا بن کے دہن آئی ہے
تو ہے عین نور تیرا سب گھرا نہ نور کا
ہر ایک ذرہ سے ہے آشکار کیا کہنا

دارالعلوم منظر اسلام ایک مطالعہ

از قلم: محمد شمشاد حسین مفتی رضوی دارالافتاء چودہری سرائے بدایوں

لفظ: دارالعلوم، کے معنی میں، وسعت، معنویت، اور جامعیت پائی جاتی ہے۔ عربی میں اسی کو، جامعہ، اور انگریزی میں، یونیورسٹی، کا نام دیا جاتا ہے۔ منظر اسلام کا ایک جزو ولایتک، دارالعلوم، ہی ہے جہاں کہیں منظر اسلام بولا لکھا جاتا ہے، روزمرہ کی بول چال ہے یا تحریری زبان و ادب۔ گورنمنٹ کے کاغذات ہوں یا اسکے اپنے ریکارڈس پہلے دارالعلوم لکھا جاتا ہے بعد میں منظر اسلام، منظر اسلام یقیناً دارالعلوم ہے۔ کیونکہ وہ گہوارہ علم و ادب ہے۔ جن زار عشق و محبت ہے۔ یہاں زندگی کے آداب سکھائے جاتے ہیں۔ امور حیات بتائے جاتے ہیں۔ یہیں ذہن و دماغ میں انجمنائی کیفیت بیدار کی جاتی ہے۔ قوت فکر و نظر میں توانائی۔ اور زور استدلال کو نکتہ عروج دیا جاتا ہے۔ ملت کے نونہالوں میں ذمہ داری کا احساس۔ ان کے شعوری نظام میں درستگی اور بہتری لائی جاتی ہے۔ اخلاق و آداب پر آب زر چڑھایا جاتا ہے۔ تہذیب و تمدن اور سماجی خصوصیات سے بچوں کو آشنا کیا جاتا ہے۔ سچ پوچھے یہی مدارس ہیں جہاں بچوں کی شخصیت تشکیل پاتی ہے۔ اور نشو و نما کے مراحل عبور کرتی ہے۔ فیروز بختی اور سعادت تندی کا شعور عطا کیا جاتا ہے۔ ان کی تخیل کی آبلہ پائی پر حنا بندی کی جاتی ہے۔ دارالعلوم منظر اسلام اپنے یوم تائیس سے کامیاب و کامران دکھائی دیتا ہے۔ اور شاہراہ ترقی پر تیز گام نظر آتا ہے۔ منظر اسلام نے ملک و ملت کی جو خدمت انجام دی ہے اس سے انکار نہیں۔ منظر اسلام نے علماء دیئے دانشور دیئے محقق مفکر دیئے، ادیب و شاعر دیئے، ماہر زبان و ادب دیئے، محدث و مفکر دیئے، ملت کی ضرورتوں کو اس دارالعلوم نے پورا کیا۔ ملک کیلئے اس دارالعلوم نے اچھے شہری دیئے، سماجی اور قومی یکجہتی کے دفا و اردیئے، ماہر معاشیات و اقتصادیات دیئے قومی جذبہ کا صورت کس نے پھونکا؟ محبت، خلوص اور پیار کا راگ کس نے الاپا۔ دارالعلوم منظر اسلام کو تاریخی تناظر میں دیکھئے اور مطالعہ کیجئے۔ اسی ہندوستان میں بہت سے مدارس نے اپنے باغ و بہار کو نذر خزاں کر دیا، بانی کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ ان کی عظمت رفتہ قصہ پارینہ بن کر رہ گئی بہت سے ایسے بھی مدارس ہیں جو مکتب کی شکل میں زندہ ہیں۔ اور چراغ سحری کی مانند بھڑک رہے ہیں۔ مگر یہ منظر اسلام ہے سرسبز و شاداب کھیتی کی طرح لہلہاتا

سر سید کی تحریک اور ہماری مجبوری

ہماری زبانوں حالی اور شکستہ قلبی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے۔ سر سید نے اپنی تحریک کی ابتداء کی۔ اس تحریک کے کیا اسباب ہو سکتے ہیں۔ اس کے کیا محرکات ہو سکتے ہیں۔ یہی نا۔ کہ سر سید نے اپنی تحریک کے ذریعہ مسلمانوں اور مجبور ہندوستانیوں کو انگریز کے قریب کیا۔ اسکی تہذیب اور تمدن کو ہماری رگوں میں پیوست کرنے کی کوشش کی۔ اس تحریک کا مقصد مسلمانوں میں حوصلہ پیدا کرنا یا انہیں دلاسا دینا نہیں۔ بلکہ انگریزوں کو خوش کرنا تھا۔ ان کی تہذیب کو پھیلاتا تھا۔ ان کے نظریات کو شائع کرنا تھا۔ مسلمانوں کی دینی مذہبی حمیت اور پختہ عزم و ارادہ کو خاک میں ملانا تھا۔ سر سید اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔ کالجوں، اسکولوں میں طلبہ آئے، داخلہ لیا۔ اس کو کیا فائدہ ہوا؟ یہی نا۔ کہ عشق و ایمان رخصت ہوا۔ یقین کے اجالے غائب اعتقاد کی لودھم ہوئی۔ مندرجہ ذیل شعر سے ہماری تہذیب گرتی ہوئی دیوار کی مانند دکھائی پڑتی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

آیا ہے مگر اس سے عقیدوں میں تزلزل
دنیا تو ملی طائر دیں کر گیا پرواز

سر سید تحریک کا رد عمل

سر سید تحریک کے خلاف آوازیں بلند ہوئیں۔ رد عمل شروع ہوا۔ سر سید پر فتوے لگے۔ انکی تحریک کی مخالفت شروع ہو گئی۔ کیوں نہ ہو۔ کہ سر سید تحریک کے سبب مسلمانوں میں جدت پیدا ہوئی۔ جدید تہذیب اپنانے کا جذبہ بیدار ہوا۔ فیشن اور انگریزی تہذیب کو وسعت ملی۔ مسلمانوں کے درمیان روح بلالی، عشق رومی، رخصت ہوا۔ صدیق جیسا عزم و حوصلہ، فاروق جیسی جرأت، اور حسین جیسا صبر و استقامت نہیں رہا۔ یہ کامیابی نہ صرف سر سید کی تھی۔ بلکہ انگریزوں کی بھی تھی۔ یہ روشنی نہ تھی۔ بلکہ قلب و جگر کی تاریکی تھی۔ یہ اجالہ نہ تھا۔ بلکہ قلب اور دماغ کیلئے اندھیرا تھا۔

وہ اندھیرا ہی بھلا تھا کہ قدم راہ پہ تھے

روشنی لائی ہے منزل سے بہت دور ہمیں

سر سید نے جس تعلیم کا آغاز کیا تھا۔ اس سے کیا ملا۔ الحاد، نفاق، ویرانی، تہذیب عریاں،

ہم سمجھتے تھے کہ لائیگی فراغت تعلیم

کیا خبر تھی کہ چلا آئیگا الحاد بھی ساتھ

ندوۃ العلماء کا قیام بھی اسی رد عمل کا نتیجہ تھا۔ بہت سارے علماء اس تحریک میں شامل تھے۔ اس کے بعض جلسوں میں سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی بھی شریک تھے۔ اس کے قیام کا یہی مقصد تھا کہ مسلمانوں میں پہلے جیسا ہی دینی شعور بیدار کیا جائے۔ ان میں حوصلہ، جرأت اور امید کی تابش پیدا کی جائے۔ مگر شبلی نعمانی نے قوم کو دھوکہ دیا۔ دانشوروں کے ساتھ فریب کیا۔ مشرقی تہذیب اور مغربی تہذیب میں تال میل شروع کر دیا۔ صلح کلیت کی طرف رغبت پیدا کرنے کی کوشش کی۔ ملت اسلامیہ چوطرفہ مصیبتوں، آفتوں کا شکار۔ ہر طرف سے یورپیں ہو رہی تھیں۔

پہلی یورش: انگریزوں کی طرف سے تھی۔ ظلم و ستم توپ و تفنگ کا استعمال، حوصلوں کو پست کرنا مسلمانوں کو تختہ دار پر نہکانا بچوں کو یتیم کرنا عورتوں کا سہاگ لوٹنا ان کا شیوہ تھا۔ اپنے انتقام کی آگ میں مسلمانوں کو جھونکنا ان کا کارنامہ تھا۔ دوسری یورش: سرسید کی طرف سے تھی۔ جو مسلمانوں کو ترقی اور روشن خیالی کے نام پر انگریزوں کے قریب کر رہے تھے۔ اور مسلمانوں کے مابین ان کی تہذیب ان کے تمدن کو لانے کی کوشش کر رہے تھے۔ وہ انگریزی زبان کے توسط سے الحاد، کفر فساد کی تعلیم عام کر رہے تھے۔

تیسری یورش: ندوۃ العلماء کے بانیوں، یہی خواہوں کی طرف سے تھی۔ جو مغربی و مشرقی تہذیبوں کا سنگم تیار کر کے مسلمانوں کو اس پر جمع کر رہے تھے۔ یہ صلح کلیت کا پیغام تھا۔

چوتھی یورش: اسماعیل دہلوی کے وفاداروں کی طرف سے تھی۔ جو مسلمانوں کے ایمان و ایقان اور عشق و محبت پر ڈاکہ ڈالنے کے مترادف تھی۔ مزارات اولیاء اور ان کے اعراض پر شرک کے فتوے چسپاں کئے جا رہے تھے۔ بزرگوں کی محبت ہمارے دلوں سے نکال پھینکنے کی کوششیں ہو رہی تھیں۔

یہ چوطرفہ یورشیں کس پر ہو رہی تھیں۔ اسکے کون شکار ہو رہے تھے مسلمان، اور ملت اسلامیہ۔ ظاہر ہے کہ ضرورت تھی ایک ایسے شخص کی۔ جو ان یورشوں سے مسلمانوں کو بچائے۔ اور ان کی حفاظت کرے۔، اور منظم طریقہ سے ان یورشوں کا مقابلہ کرے۔ قربان جائے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کی ہمت و جرأت اور جانبازی پر۔ کہ انہوں نے کسی کا

(۳) سائنس اور مفید علوم عقلیہ کی تحصیل میں مضائقہ نہیں مگر معرفتِ اشیاء سے زیادہ خالقِ اشیاء کی معرفت کرے۔

(۴) ابتدائی سطح پر رسول اللہ ﷺ کا نقش دل پر بٹھا دیا جائے اس کے ساتھ ساتھ آل و اصحاب اور اولیاء و صلحاء کے نقوش بھی قائم کر دیئے جائیں۔

(۵) جو کچھ پڑھا جائے، وہ حقائق پر مبنی ہو جھوٹی باتیں انسانی فطرت پر برا اثر ڈالتی ہیں۔

(۶) اساتذہ کے دل میں اخلاص و محبت اور قومی تعمیر کی لگن ہو۔

(۷) طلبہ میں خود شناسی اور خود داری کا جوہر پیدا کیا جائے کہ دست سوال دراز نہ کریں۔

(۸) طلبہ میں تعلیم اور متعلقہ تعلیم کا احترام پیدا کیا جائے۔

(۹) تعلیمی اداروں کا ماحول پر سکون اور پروقار ہوتا کہ طالب علم کے دل میں وحشت اور انتشار فکر نہ ہو۔

مذکورہ تعلیمی نظریات بہت اہم ہیں۔ میں دعوت فکرمیثا ہوں۔ کہ ماہرین جدید تعلیم آئیں۔ اور ان تعلیمی نظریات کا مطالعہ کریں۔ ماہرین نے تعلیم و تربیت کے جو جدید نظریات آج پیش کئے ہیں۔ امام احمد رضا انہیں نظریات کو سو سال پہلے پیش کر چکے ہیں۔ اسکول، کالج، اور اعلیٰ تعلیمی درسگاہوں میں آج جو خصوصیات و امتیازات نظر آتے ہیں۔ امام احمد رضا اس کو بہت پہلے پیش کر چکے ہیں۔ تعجب ہے جن میں جدید تعلیمی نظریات کی تمام خوبیاں، بنیادی عناصر مثلاً تعلیم کا محور، تعلیم کا بنیادی مقصد، ذہنی تربیت، سیرت کی تشکیل، کردار سازی، بچوں کی نفسیات خود شناسی، خودداری، خوشگوار ماحول، خدا شناسی وغیرہ پائی جاتی ہیں۔ جوان کی مستقبل شناسی کا پتہ دیتی ہیں۔ اور ان کی قائدانہ صلاحیت کو اجاگر کرتی ہیں۔

دارالعلوم منظر اسلام کاقیام

پس منظر کے حالات۔ کوائف کے تناظر۔ اور تعلیمی نظریات کے پیش نظر وقت کا اہم تقاضا ادارہ کا قیام تھا۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی نے اسی تقاضہ کے تحت ۱۹۰۲ء مطابق ۱۳۲۲ھ میں ”دارالعلوم منظر اسلام“ کو قائم کیا۔ ادارہ کا قیام کسی سیاسی مصلحت یا حصول جاہ و منصب یا دولت بنور نے کیلئے نہ تھا۔ بلکہ اس کے قیام کا مقصد صرف مسلمانوں میں تعلیمی بیداری لانا۔ غفلت پسند طے کو خوشگوار بنانا تھا۔ اسلام اور دین حق کی اشاعت اس کا نصب العین تھا۔ منظر اسلام کا قیام خلوص ولہیت۔ پیار و محبت اور جذبہ بے لوث کے سبب تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان میں انقلابات آئے مختلف

انداز سے زمانے نے کروٹ لی۔ گردشِ دوراں نے اپنے تیور دکھائے۔ طوفانِ بادِ وباراں آئے۔ مگر دارالعلوم منظرِ اسلام
ٹس سے مس نہ ہوا۔ آندھیوں کی زور پر پھر اُغ جلتا رہا۔ طوفانوں نے اس فانوس کی حفاظت کی۔ اس ادارہ کا انتظام و
انصرام امام احمد رضا سال بھر تک اپنی جیب خاص سے کرتے رہے۔ سنِ ہجری کے مطابق اس ادارہ کے قیام کو سو سال
ہو چکے ہیں۔ اور عیسوی کے اعتبار سے ۲۰۰۴ء میں اس کے سو سال پورے ہوں گے۔ ۱۳۲۲ھ سے ۲۰۰۴ء تک کل مدت
تین سال ہوتی ہے اس تین سال کو جشنِ صد سالہ کے طور پر منانا بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ اور حضرت علامہ سبحان
رضا خاں صاحب کا یہ فیصلہ نہ صرف قابلِ قدر ہے بلکہ قابلِ تقلید بھی ہے۔ دارالعلوم منظرِ اسلام کو زندہ جاوید۔ اور بقائے
دوام عطا کرنے کا یہ ایک اہم ذریعہ ہے۔ میں نہایت ہی ادب و احترام اور خلوص و وفا کے ساتھ عرض گزار ہوں۔ شاید
حضرت علامہ سبحان رضا خاں سبحانی میاں صاحب قبلہ کو پسند آجائے۔ جشنِ صد سالہ منانے کا یہ فیصلہ سر آنکھوں پر ہے۔
مگر اس کو اعلیٰ پیمانے پر منایا جائے۔ تو زہے نصیب۔ یہ جشنِ صد سالہ کم از کم چار مرحلوں میں منعقد کیا جائے۔

(۱) جشن صد سالہ کے ذیلی یا تمہیدی جلسے جلوس منعقد کرائے جائیں۔ ہندوستان کے گوشے گوشے میں ہو یا بیرون ملک۔

(۲) اہل قلم حضرات پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی جائے۔ جس کی ذمہ داری دارالعلوم کے تعلق سے تمام مضامین قلم بند کرنا ہو۔ بلکہ شعوری طور پر دارالعلوم منظر اسلام کی تاریخ لکھی جائے۔

(۳) دارالعلوم منظر اسلام کے جس قدر فضلاء ہیں۔ انہیں دعوت دی جائے اور انہیں اعزازی سند عطا کی جائے۔

(۴) پھر ایک شاندار جشن صد سالہ منعقد کیا جائے۔ جس میں ہندو بیرون ہند کے اکابر علماء مدعو کئے جائیں۔

دارالعلوم منظر اسلام اور مجلس منتظمہ

مجلس منتظمہ ان افراد پر مشتمل ہوتی ہے۔ جو کسی ادارہ کو چلاتے ہیں۔ مجلس منتظمہ فل پاور اور باختیار ہوتی ہے۔ ضروری ہے کہ یہ تمام افراد بانی کے تعلیمی نظریات سے متفق ہوں۔ اور مدارس کے مقاصد پر یقین رکھتے ہوں۔ انہیں مخلص اور بے لوث ہونا چاہئے۔ اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ تمام افراد اہل علم کے قدرواں ہوں۔ ذاتی منفعت کے حصول اور جھوٹی شہرت سے دور و نفور ہوں۔ کیونکہ انکی شخصیت کی خصوصیات یا اثرات ادارہ پر مرتب ہوتے ہیں۔ مجلس منتظمہ کے فرائض مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) رقوم کی فراہمی۔ ذاتی طور پر یا بطور چندہ

(۲) عمارت کی تعمیر

(۳) طلبہ و مدرسین کیلئے بنیادی سہولتوں کا انتظام

(۴) مدرسین کی تقرری

(۵) طلبہ کیلئے کتابوں کا انتظام

(۶) خور و نوش کا انتظام

(۷) تدوین انصاب میں معاونت کرنا

دارالعلوم منظر اسلام کی مجلس منتظمہ میں کیسے کیسے عظیم افراد رہے ہیں۔ اس پر غور فرمائیں۔

(۱) امام احمد رضا فاضل بریلوی

(۲) مولانا حسن رضا خاں بریلوی

(۳) حضور حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ

(۴) حضرت مولانا ابراہیم رضا خاں

(۵) حضرت مولانا ربیعان رضا خاں

یہ وہ حضرات تھے جو اپنے دور کے ماہ تاجاں تھے۔ شمس و قمر تھے۔ یہ ایسے آسمان علم تھے جس کی وسعت کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ اور یہ سب کے سب امام احمد رضا کے تعلیمی نظریات کے معتقد تھے۔ خلوص، پیار، خوشنودی رب کیلئے کام کرتے تھے۔ اشاعت دین ان کا بھی مقصد تھا۔ جس شجر علمی کی بناء امام احمد رضا فاضل بریلوی نے ڈالی تھی۔ ان حضرات نے اس کے تحفظ اور اسکی آبیاری میں کسی قسم کی کمی نہیں کی بلکہ اس شجر علمی کی ہر ضرورت پوری کی۔

یہی وجہ ہے کہ اس کی شاخیں پھیلی ہوئی ہیں۔ اور اپنی خوشبوؤں سے ملت اسلامیہ کے ہر فرد کی مشام جاں کو معطر کئے ہوئے ہیں۔ نبیرہ اعلیٰ حضرت علامہ سبحانی میاں صاحب قبلہ دارالعلوم منظر اسلام کے موجودہ ناظم اعلیٰ ہیں۔ ان کی قناعت بھی اپنے بزرگوں کی منہج پر رواں دواں ہے۔ ان کی شخصیت میں وہ تمام خوبیاں اور کمالات پائے جاتے ہیں۔

(۹) حضرت علامہ مولانا سید شاہ صاحب برکاتی (۱)

یہ سبھی افرادِ علم و فن کے درخشندہ ستارے ہیں۔ جو منظرِ اسلام کے آسمان میں چمک رہے ہیں۔ اور اپنی چاندنی و سنہری کرنوں کو دونوں ہاتھوں سے لٹا رہے ہیں۔ اور زبان و بیان کے بحالیات سے فضاؤں کو خوشگوار بنا رہے ہیں۔ رنگ و روپ اور حسن و بالکلن میں منظرِ اسلام کو کشمیر کی وادی سے تعمیر کرنا مناسب ہوگا۔ یہ مدرسین و معلمین کامیاب اور تجربہ کار ہیں۔ معلم ہونے کی حیثیت سے انہیں بچوں، لڑکوں اور طالب علموں کی نفسیات پر کافی عبور حاصل ہے۔ نفسیات و ذہانت کے انفرادی اختلافات کے مابین ایک، ”مستر کر انداز تفہیم“ کا اختیار کرنا کسی اچھے اور ماہر استاد کا کام ہو سکتا ہے۔ یہ خوبی کا روانِ تعلیم کے ہر فرد میں پائی جاتی ہے۔ جو ان کی کامیابی کی دلیل ہے۔ یہ اساتذہ مخلص اور دیندار ہیں۔ اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی میں چاق و چوبند ہیں۔ طلبہ سے محبت کہتے۔ یا اپنی بزرگانہ شفقت۔ کہ وہ درس و تدریس میں لعل و لعل سے کام نہیں لیتے۔ بلکہ ”هل من مزید“ کا نعرہ لگاتے ہیں۔ اور شبِ دروِ زحمت کرنے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔

صدر مدرس یامیر کارواں

حضرت علامہ نعم اللہ خاں صاحب دارالعلوم منظر اسلام کے صدر مدرس ہیں۔ اور کاروان تعلیم کے امیران میں قائدانہ صلاحیت پائی جاتی ہے۔ تنظیمی معاملات میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ ان کی قیادت میں کاروان تعلیم برق رفتاری سے آگے بڑھ رہا ہے۔ ویسے صدر صاحب قبلہ خیفہ الحبشہ ہلکے پھلکے اور سادگی پسند ہیں۔ مگر ان کی شخصیت میں بانگن، جاڈ بیت، کشش اور شوخی پائی جاتی ہے۔ وہ گدڑی میں لعل ہیں۔ یا پھٹے کپڑوں میں ”عظیم الشان ہیں“ انہیں بنے سنور نے کی ضرورت ہی کیا۔ جو جمال علم و فن رکھتے ہوں۔ میں نے انہیں بارہا دیکھا ہے۔ اور آزمایا بھی ہے۔ کہ وہ ایک اچھے اور کامیاب پرنسپل ہیں۔ ان کی کامیابی کی دلیل مندرجہ حقیقتوں سے اجاگر ہوئی۔

(۱) قابلیت سے۔ حضرت صدر صاحب قبلہ قابل ترین شخص ہیں۔ ہر علم اور ہر فن میں عبور رکھتے ہیں۔ خاص طور پر فلسفہ و منطق، فقہ اور اصول فقہ میں۔ آپ فلسفیانہ طرز کی تمام کتابوں کے پڑھانے میں درک رکھتے ہیں۔ خواہ کتاب کا تعلق کسی بھی فن سے ہو۔ اسی قابلیت کا نتیجہ ہے کہ دارالعلوم کے طالب علم آپ سے مانوس نظر آتے ہیں۔

(۲) تنظیمی معاملات سے۔ تنظیمی معاملات میں خاص عبور حاصل ہے۔ تمام اساتذہ کو خوش رکھنا۔ طلباء کے مابین رابطہ

حضرت ڈاکٹر جلال الدین احمد نوری محمدی السبئی الحنفی القادری

استاد شعبہ علوم اسلامیہ جامعہ کراچی

حالات و کوائف:- حضرت علامہ ڈاکٹر اشخ جلال الدین احمد نوری المحمدی السنی الحنفی القادری ابن الشیخ محمد اسحاق (الرحوم) کا سلسلہ نسب کئی واسطوں سے خلیفہ اول حضرت سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔

ولادت :- ڈاکٹر ثوری ۱۹۵۶ء میں پیدا ہوئے۔

تعلیم: قرآن وحدیث وتفسیر کی ابتدائی تعلیم جلیل القدر معروف اساتذہ سے حاصل کی ان میں حضرت حافظ ملت جلالتہ العلم علامہ الحاج المحدث عبدالعزیز مبارکپوری "شیخ الحدیث دارالعلوم اشرفیہ" مبارکپور ضلع اعظم گڑھ (یوپی) حضرت علامہ سید حامد اشرف ابھیلانی کچھوچھوی المفتی محمد عبدالمنان مبارکپوری اور اپنے برادر اکبر حضرت مولانا شاہ عبدالقادر القادری الرحمانی مدظلہ العالی، علامہ بدر الدین احمد القادری فیض الرسول ضلع بہتلی، علامہ تحسین رضا خاں بریلوی ابن حضرت علامہ حسنین رضا خاں بریلوی ابن حضرت حسن رضا خاں بریلوی، علامہ اختر رضا خاں الازہری ابن حضرت علامہ ابراہیم رضا خاں بریلوی، علامہ احسان علی مظفر پوری مدرسہ منظر اسلام بریلی، علامہ غلام مجتبیٰ اشرفی پورنوی، حضرت علامہ مفتی افضل حسین مونگیری خلیفہ مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی شیخ الحدیث دارالعلوم منظر اسلام بریلی اور کراچی میں حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری ابن حضرت علامہ اکلم مولانا امجد علی اعظمی مصنف بہار شریعت، حضرت علامہ المفتی نصر اللہ خاں الافغانی مدظلہ دارالعلوم امجدیہ کراچی علامہ محمد حسن حقانی ابن حضرت علامہ المفتی عبدالحفیظ علیہ الرحمہ مفتی آگرہ ابن علامہ عبدالجبار آنولوی البریلوی علامہ قاری محمد صالح الدین الصدیقی القادری الرضوی (علیہ الرحمہ) سے درس نظامی کی تکمیل کی اور ۱۹۷۷ء میں دورہ حدیث کیلئے پنجاب تشریف لے گئے۔ حضرت علامہ المفتی سید افضل حسین مونگیری حال شیخ الحدیث اور مفتی دارالعلوم القادریہ فیصل آباد اور مولانا مفتی معین الدین الشافعی (خلیفہ مجاز حضور) مفتی اعظم ہند) سے حدیث وفقہ و علم المنطق و علم الصرف والنحو اور دیگر علوم کی اسناد حاصل کیں اور پاکستان کے تقریر

۱۷۱ء میں عربی زبان و ادب اور فقہ کی مزید تعلیم و تربیت کیلئے پاکستان میں خفیہ عراق بنیہ: حضور سیدنا غوث الاعظم

دبگیر رضی اللہ عنہ کے خصوصی کرم سے مدرسۃ القادریہ بغداد شریف تشریف لے گئے۔ اور مدرسۃ القادریہ کے ممتاز مشائخ اور اساتذہ جن میں حضرت شیخ العلامة المفتی عبدالکریم المدرس بیارہ، صدر المدرسن المدرسۃ القادریہ الکیلانیۃ البغدادیہ العراقیہ اور حضرت علامہ شیخ عبداللہ صونی القاضی الاول فی بصرہ حضرت شیخ علامہ کمال الدین الطائی، المدرس مدرسۃ القادریہ بغداد رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین جیسے باکمال صاحب علم و معرفت اساتذہ سے علم فقہ و علم تفسیر و علم حدیث و علم سلوک و اخلاق کی تعلیم حاصل کی۔ سیدنا یوسف البیضانی سجادہ نشین غوث الاعظم و دبگیر الشیخ عبدالقادری الکیلانی کی خصوصی توجہ سے آپ نے مدرسۃ القادریہ سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد یونیورسٹی آف بغداد اور عراق کے کلیۃ الدواب و الشرعیہ میں داخلہ لیا اور حضرت الشیخ علامہ ڈاکٹر عبدالکریم زیندان، ڈاکٹر ابویقظان الجبوری، ڈاکٹر عبدالرحمن الحنجی، ڈاکٹر حسن عبدالحمید ڈاکٹر قحطان عبدالرحمن الدوری، ڈاکٹر نوری حموری النقیسی الشیخ ابراہیم فاضل السامرائی، ڈاکٹر ضیاء الکریم العزری وغیرہم جیسے جلیل القدر اساتذہ سے سبق اساتذہ علمی سے مشرف ہوئے اور یونیورسٹی سے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔

بعد اویو نیورشی سے فراغت کے بعد ۱۹۷۱ء میں سابق صدر پاکستان ضیاء الحق مرحوم کے خصوصی اجازت سے ازہری یونیورسٹی قاہرہ کلیہ القانون فی الدراسات العليا (شفہ فقہ المنازی) میں داخلہ حاصل کیا اور وہاں کے ممتاز اساتذہ کرام بالخصوص ڈاکٹر عبدالحسن شاذی حضرت الشیخ مفتی حسنین محمد مخلوف مفتی دیار المصریہ ابو العربیۃ الاسبغی، اور حضرت علامہ الشیخ انیس عبادہ، الشیخ الحمر احی ڈاکٹر محمد عبدالحلیم محمود شیخ الازہر (رحمہم اللہ) سے متعدد علوم و فنون بالخصوص علم فقہ اور علم الفتویٰ میں کمال حاصل کیا۔ ۱۹۷۹ء میں جامعۃ الازہر سے ڈپلوما کرنے کے بعد رابطۃ العالم الاسلامی بمکتبہ المکتبہ اور ندوۃ العالمیہ للشباب الاسلامی الریاض کی دعوت پر سعودی عرب روانہ ہوئے اور سعودی عرب کی اعلیٰ دینی درسگاہ جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ بالعہد العالمی، الدعوة الاسلامیہ میں داخل ہو گئے اور وہاں کے اساتذہ کرام سے فن اصول و دعوت، تبلیغ کی اعلیٰ تربیت حاصل کی، درسگاہ کے ممتاز اساتذہ میں ڈاکٹر عبد اللہ زائد ڈاکٹر سعود بن بشر، ڈاکٹر محمود الطحان الدمشقی، ڈاکٹر عبد الفتاح ابو نعۃ الصلی الدمشقی (علیہ الرحمہ) سے بھی اسباق پڑھے اور مندرجہ ذیل مشائخ عظام سے روحانی تربیت حاصل کی اور اجازت سے مشرف ہوئے۔

(۱) حضرت سیدنا یوسف عبد اللہ انگلیانی، سجادہ نشین غوث الاعظم و شہیر الشیخ محمد عبدالقادر انگلیانی البغدادی علیہ الرحمہ (۷۴۷ھ)

(۲) حضرت سیدنا الشیخ قوزی الحسنی الجیلانی البغدادی علیہ الرحمۃ ۱۹۷۶ء

(۳) حضرت شیخ الحلقۃ القادریہ جامع انگلیانی الشیخ عبدالباقی علیہ الرحمۃ ۱۹۷۳ء

(۴) حضرت الشیخ العلام السید یوسف ہاشم الرفاعی مراکلویت ۱۹۸۰ء

(۵) حضرت سیدنا الشیخ الاسلام والسلمین حضور مفتی اعظم ہند مولانا الحاج آل رحمن مصطفیٰ رضا خاں بریلوی ابن الامام

احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہما (۱۹۶۸ء)

ڈاکٹر نوری کا خاندانی تعلق انڈیا، صوبہ بہار گوپال منج (تربروا) کے معروف صدیقی خاندان سے ہے جو دینی اور تعلیمی

اعتبار سے اپنے علاقے میں بہت معروف ہے اور ڈاکٹر موصوف کے برادر اکبر حضرت مولانا شاہ عبدالقادر الصدیقی

القادری الرحمانی مدظلہ العالی مسلک اہل سنت و جماعت (بریلوی) کے ایک ممتاز عالم دین اور حکیم بھی ہیں اور برصغیر

پاک و ہند کے ایک عظیم محدث و فقیہ اور صوفی مولانا شاہ عبدالرحمن سندھی لکھنوی علیہ الرحمۃ کے سلسلہ سے وابستگی اور خلیفہ

مجاز ہونے کی حیثیت سے تبلیغ اسلام کیلئے نمایاں حیثیت اور مقام رکھتے ہیں جبکہ مولانا شاہ عبدالقادر الرحمانی کے بڑے

صاحبزادے مولانا شاہ عبید اللہ الصدیقی الرحمانی دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور کے فاضل اور مدرسہ اسلامیہ اندرکوٹ میرٹھ

یوپی انڈیا میں صدر مدرس ہیں۔

ڈاکٹر نوری نے ۱۹۸۹ء میں یونیورسٹی آف کراچی شعبہ علوم اسلامی سے دنیائے اسلام کے ایک عظیم محدث اور فقیہ

حضرت علامۃ الشیخ القاضی الامام ابن دقیق العبد المصری التونی ۷۰۲ھ کی علمی فقہی خدمات پر تحقیقی مقالہ لکھ کر پی ایچ

ڈی کی اعلیٰ سند حاصل کی اور آج کل شعبہ علوم اسلامی جامعہ کراچی میں تدریسی فرائض انجام دے رہے ہیں۔ ڈاکٹر

موصوف کے زیر نگرانی کئی طلباء پی ایچ ڈی کی اعلیٰ سند حاصل کر چکے ہیں اور اس وقت کئی طلباء و طالبات پی ایچ ڈی کیلئے

مقالہ جات ترتیب دینے اور جمع کرنے میں روز و شب مصروف عمل ہیں۔

علمی مقالات اور اساتذہ جو عالمی مجلات میں شائع ہوئے

(۱) اللہ رب العلمین القبول والرد کی ۱۹۸۳ء ورلڈ اسلامک مشن کراچی (عربی)

(۲) التدریس واختلاف المحدثین فی حکمہ جون ۱۹۸۴ء (عربی)

☆ جشن صد سالہ منظر اسلام ☆ جشن صد سالہ منظر اسلام ☆ جشن صد سالہ منظر اسلام ☆ جشن صد سالہ منظر اسلام ☆ جشن صد سالہ منظر اسلام ☆

- (۳) البیت الاسناد فی الحدیث جون جولائی ۱۹۸۳ء (عربی)
- (۴) مصنفات فی علوم الحدیث اپریل ۱۹۸۶ء ورلڈ اسلامک مشن کراچی
- (۵) الزواح بالکتاویات فی الشریعۃ الاسلامیہ اکتوبر دسمبر ۱۹۸۸ء
- (۶) الامام ابراہیم الحنفی کوفی و اشرفی الحدیث اکتوبر دسمبر ۱۹۸۹ء ورلڈ اسلامک مشن کراچی
- (۷) السنۃ النبویہ حجۃ و تطبیقہا جنوری فروری ۱۹۹۰ء
- (۸) امام ابو حنیفہ اور علم حدیث پر ایک تحقیقی و تنقیدی نظر نمبر دسمبر جنوری ۱۹۹۵ء ماہنامہ الاشرف کراچی
- (۹) علم فتاویٰ اور کتب فتاویٰ فروری، مارچ ۱۹۹۸ء، دارالمصنفین اعظم گڑھ انڈیا مجلہ معارف
- (۱۰) قاضیوں کیلئے دستوری لائحہ عمل ۱۹۹۸ء سیرت طیبہ سہ ماہی رسالہ کراچی
- (۱۱) فقہ حنفی کے ارتقاء میں فاضل بریلوی کا کردار ۱۹۹۹ء مجلہ معارف رضا ازادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی
- (۱۲) عبداللہ ابن مبارک و اثرہ فی الحدیث نومبر ۱۹۹۹ء مجلہ المعارف اسلامیہ کلیہ معارف اسلامیہ جامعہ کراچی
- (۱۳) حکومتی ادارے اور فرائض مجلہ معارف رضا کراچی جنوری ۲۰۰۰ء
- (۱۴) شاہ ولی اللہ دہلوی کا فقہی نظریہ مجلہ سیرت طیبہ کراچی دسمبر جنوری ۲۰۰۰ء
- (۱۵) الدعوة الاسلامیہ فی ”فینی“ اکتوبر ۱۹۹۸ء الدعوة العربیہ کراتچی
- (۱۶) تراجم من علماء البہد
- (الف) العلامة محمد عبد العظیم الصدیقی حیاتہ و آثارہ
- (ب) العلامة المحمّد ث سورتی حیاتہ و مجلہ الدعوة العربیہ ۱۹۹۰ء
- (ج) فضیلت الشیخ العلامة ضیاء الدین المدنی۔ حیاتہ و آثارہ (د) العلامة سعید احمد اکاظمی مجلہ الدعوة العالمیہ کراتچی ۱۹۹۰ء
- مطبوعہ ورلڈ اسلامک مشن ٹرسٹ پاکستان**
- (۱۷) القادیانیہ غیر مسلمہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۸۷ء (ترجمہ و تحقیق)
- (۱۸) الامام ابن دمیث العسید، حیاتہ و آثارہ مجلہ البعث الاسلامی لکھنؤ

(۱۹) المسلمون فی جزرہ البحر الکراچی مجلہ البلاغ الکویت ۲۲ مارچ ۱۹۸۵ء

(۲۰) ختمی مرتبت کا نظریہ عدل مجلہ سیرت طیبہ (اردو) جولائی ۱۹۹۱ء

(۲۱) الخطوط رکیہ الاقتصاد الاسلامی ناشر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی

علاوہ ازیں عربی اور اردو زبان میں سیاسی، غیر سیاسی مذہبی اور ادبی مقالات اور مضامین شائع ہو چکے ہیں۔
علمی ایوارڈز و نمائندگی

(۱) میموریل ریسرچ گولڈ میڈل آف جعفر برادرز ۱۹۹۰ء (بتوسط)

(۲) امام احمد رضا ریسرچ ایوارڈ ۱۹۹۰ء (مخانب ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی)

(۳) رکن کمیٹی آف گورنرز بورڈ آف انٹرمیڈیٹ ایجوکیشن کراچی (نمائندہ جامعہ کراچی)

(۴) علمی تحقیقی (اردو فیچر) ایوارڈ ۱۹۷۷ء ریڈیو بغداد عراق

قومی اور انٹرنیشنل کانفرنس میں شرکت

(۱) انٹرنیشنل علماء کانفرنس بغداد ۱۹۹۰ء (جامعہ کراچی کے نمائندے کی حیثیت سے شرکت کی اور عراق میں موجودہ

مقامات مقدسہ پر تحقیقی مقالہ پیش کیا جو ہفت روزہ میگ کراچی میں شائع ہوا۔

(۲) علماء اور مشائخ کانفرنس اسلام آباد ۱۹۸۸ء (۳) عالمی مساجد کانفرنس رابطہ العالم اسلامی ۱۹۷۸ء

(۴) انٹرنیشنل دعوت کانفرنس وزارت اوقاف کویت ۱۹۷۹ء

(۵) قومی سیرت کانفرنس اسلام آباد ۱۹۸۸ء (۶) صوفیاء کانفرنس قاہرہ مصر ۱۹۷۸ء

(۷) عالمی سیرت کانفرنس ”جامعہ اسلامیہ بھاولپور ۲۰۰۰ء (۱۳ افروری)

مراجع :-

(۱) سہ ماہی جرنل ”الاحناف“ کراچی ۱۹۹۹ء

(۲) انٹرویو روزنامہ نوائے وقت کراچی ۱۹۹۰ء (۳) بردش شعبہ علوم اسلامی محاسبہ صوفیاء کانفرنس ۱۹۹۴ء

(۴) ہفت روزہ ”احوال“ کراچی ۱۹۸۵ء (۵) روزنامہ ”حسارت“ کراچی ۱۹۷۹ء

اظہار حقیقت

صاحب جوارو حضرت امام الخليلي رحمه الله تعالى ورضا عليهما في مجال صاحب تقي

[illegible]

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلم

نحن عباد محمد صلى عليه وسلم

وہ رب کریم عزوجل جس نے اپنے حبیب علیہ التحیۃ والثناء کو بہترین کرم بنایا۔ اسی رؤف و رحیم کی بارگاہ بنیکس پناہ میں سجدۂ شکر ادا کرتے ہیں اور اس کے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے حضور جیسے عقیدت خم کرتے ہیں۔ اور اس کے جملہ محبوب اولیائے کرام بالخصوص اپنے سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کے جملہ مشائخ عظام علیہم الرحمۃ المتعام کے فیضان کا سہارا لیتے ہوئے اعتراف و اقرار کرتے ہیں کہ گذشتہ سال عرس رضوی و نوری و ربیعی کے موقع مسعود پر مرکز اہل سنت دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کے جشن صد سالہ کو جو کامیابی و کامرانی ملی وہ ہماری امید سے کہیں زائد تھی ہم اور ہماری امید کی کیا بساط بس ہم تو یہ دیکھ رہے تھے کہ صرف ہمارے دست ناتوان ہیں کارفرما کوئی اور ہی ہے۔ قربان اپنے آبائے کرام علیہم الرضوان کی دستگیری پر ورنہ ”من آثم کہ من داعم“ سرس پاک میں سیکڑوں مشائخ عظام اور علمائے کرام اور لاکھوں لاکھ کی تعداد میں ملک و بیرون ملک سے تشریف لائے ہوئے عاشقان اعلیٰ حضرت اپنے مرکز علم و ادب منظر اسلام کا جشن صد سالہ اپنی پیشانی کی کھلی آنکھوں سے ملاحظہ

حضور حجة الاسلام اور دارالعلوم منظر اسلام

از-----مولانا ریاض حیدر خفی سابق صدر المدرسین دارالعلوم حشمت الرضا حشمت نگر پبلی بھیت شریف

اللہ رب العزۃ علم نافع کی دولت سے سرفراز فرما کر اپنے جن نیک بندوں کو دنیا و آخرت میں مالا مال فرماتا ہے انکو علمائے ربانی کہا جاتا ہے۔ انسانوں کا یہی وہ اعلیٰ اور مصلح قوم و ملت طبقہ ہے جو شب و روز مخلوق کی علمی و روحانی تربیت و تعلیم میں سرگرم عمل رہتا ہے۔ اس کی امتیازی شان اور نمایاں خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ زندگی کے کسی نازک سے نازک مرحلہ میں اسلامی مفاد کے خلاف ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتے۔ یعنی سرفروش تو ہو سکتے ہیں مگر خمیر فروش نہیں ہو سکتے ان کے سامنے مال و زر کا انبار لگا ہو۔ بڑے بڑے ظالم و جابر حکمرانوں کے دربار میں پیش کئے جائیں۔ انکو دنیا کا عظیم سے عظیم منصب دیا جائے مگر دنیا کا عظیم سے عظیم منصب ٹھکرا دیں گے اور ان کے لبوں پر جب کوئی کلمہ آئے گا تو کلمہ حق آئے گا۔ ذہن و دماغ میں جو تصور ابھرے گا وہ حق و صداقت کے جذبات و احساسات سے زندہ و تابندہ ہوگا۔ جو قدم اٹھے گا اس میں خدا و رسول جل جلالہ ﷺ کی رضامندی و خوشنودی کا پر خلوص عزم شامل ہوگا۔ یہ سربا مبارک و مسعود ہستیاں اپنے ماحول میں صلاح و فلاح کا روشن چراغ ہوتی ہیں انسانوں کیلئے شاہراہ حیات پر ہدایت و ارشاد کی جگہ لگاتی ہوئی کر نیں ہوتی ہیں۔ انہیں نفوس قدسیہ میں شہزادۂ اعلیٰ حضرت شیخ الانام حضور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ایک ممتاز مقام پر فائز ہیں۔ آپ نے اپنے زمانہ میں وہ کارہائے نمایاں انجام دئے کہ وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ رشد و ہدایت۔ تصنیف و تالیف۔ تحقیق و تصدیق۔ تراجم کتب اعلیٰ حضرت و غیر ہا بیشمار اہم دینی امور سے اسلام و سنیت کی جو بہترین خدمات انجام دیں یہ سعادت آپ کیلئے ازل میں مقدر ہو چکی تھی۔ انہیں کارہائے نمایاں میں ایک عظیم الشان اور اہم کارنامہ منظر اسلام کو معرض وجود میں لانا بھی ہے۔ بریلی شریف جہاں امام اہل سنت حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم و فضل کا دریا بہہ رہا تھا وہاں ایک مرکزی دارالعلوم کی سخت ضرورت تھی۔ اسی ضرورت کے پیش نظر حضور حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے والد ذیشان مفتی عرب و عجم سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے حکم و ارشاد سے ۱۳۲۲ھ میں ایک دارالعلوم کی بنیاد ڈالی۔ جس کا تاریخی نام منظر اسلام رکھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ دارالعلوم آسمان علم و

دارالعلوم منظر اسلام

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

از قلم : سید محمد حسین نوری افریقی

یہ اس دور کی بات ہے جبکہ پیر کامل مرشد برحق سیدنا الحاج محمد مصطفیٰ رضا خاں مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات ظاہری کا زمانہ تھا۔ میں اس وقت پاکستان کے مدرسہ التحفۃ سنیہ میں زیر تعلیم تھا۔ اس وقت مجھ کو بریلی شریف کے بارے میں کوئی خاص معلومات نہ تھیں۔ لیکن انہیں ایام تعلیم میں مجھ کو معلوم ہوا کہ بریلی شریف میں ایک مدرسہ ہے جو منظر اسلام کے نام سے موسوم ہے۔ جس کے بانی مجدد مائتہ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ شیخ الاسلام والسلمین امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جس مدرسہ کا پڑھا ہوا اپنے وقت کا امام ہوا کرتا ہے جس ادارہ کا فارغ التحصیل اپنے وقت کا عظیم مفکر بہترین دانشور محقق، مدقق عالم و فاضل ہوا کرتا ہے۔

یہ معلومات پاکستان کے ان مدارس سے حاصل ہوئیں جو احیائے دین تین میں اپنی حیثیت کے اعتبار سے ہمد تن کوششوں کے ساتھ مصروف تھے پھر نامعلوم طریقے سے میرے ذہن و دماغ میں ایک بیجان برپا ہوا کہ میں حصول علم کیلئے گلشن علم کے کس ریاض میں داخل ہوں میری ذہنی کشمکش بڑھتے بڑھتے ایک فیصلے کی صورت میں تبدیل ہو گئی پھر اچانک ایک انقلاب آیا۔ اور میں مرکزی ریاض علم منظر اسلام میں داخل ہونے کے شرف سے مشرف ہو گیا۔ یہ ۱۹۸۰ء کا پیریڈ تھا۔ مرکز اہل سنت سے منسلک ہونے کے بعد جب میں درس گاہ میں علوم دینیہ کی تعلیم حاصل کرنے لگا تو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اب میں کسی کتب میں طفل کتب کی حیثیت سے رہائی منزل تھا اور اب میں علوم و فنون کے مرکز میں علوم مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء کی تعلیم سے بہرہ ور ہو رہا ہوں اور ایک ایسے جامع علم و فضل و فکر و فن کے بحرناپید کنارے سے سیرابی حاصل کر رہا ہوں کہ جس کے چند قطرے تشنگان علوم و فنون کی تشنہ علمی کو بجھانے کیلئے اکسیر ہوتے ہیں۔ ایسا کیوں؟ اس کی خاص وجہ یہ ہے جو میرے سمجھ میں آئی کہ یہاں کے اساتذہ کا طرز تعلیم اور شیخ درس بالکل اپنے ان مرکزی اسلاف کی

روشن پر اور انہیں سے نقش قدم پر ہے۔ جنہوں نے درس گاہ علم فن منظر اسلام کی نشست گاہ میں بیٹھ کر کے مرکزی کردار ادا کیا۔ جن مرکزی اسلاف نے علم فن، فکر و نظر کا ایک ایسا بحر رواں پیدا کیا۔ کہ جس کی نہریں ملت اسلامیہ عرب و عجم کے مرجھائے ہوئے علمی باغ کی سرسبز و شادابی کیلئے کافی و دانی ہے۔ جن مرکزی اسلاف نے علوم مصطفیٰ علیہ التحیۃ و التسلیم ہی نہیں بلکہ علوم عصر حاضر کے ذریعہ بھی عشق رسالت کا سبق اور ناموس رسالت کی حفاظت کا درس دیا۔ وہ مرکزی اسلاف جنہوں نے منظر اسلام کی ٹوٹی ہوئی چٹائی پر بیٹھ کر کے لعل و گہر در عدن، مشک عتقن پیدا کئے جو باطل کی تاریکیوں میں آفتاب نیم روز بن کر کے چمکے۔ بالخصوص ان درہائے نایاب اور لعنائے شب چراغ کو ہرگز ہرگز فراموش نہیں کر سکتا جو علم و فکر کی راجدھانی جامعہ رضویہ منظر اسلام میں بحیثیت طالب علم صدر الشریعہ علامہ امجد علی، علامہ عبد العزیز، ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری کے نام سے داخل ہو کر کے دین مصطفیٰ ﷺ کی تعلیم اور اپنے مرکزی اسلاف کے مقصد اصلی یعنی ناموس رسالت ﷺ سے مذاق کرنے والے کی دریدہ دوشی کے جوابات کے حصول کے بعد جب محدثانہ، محققانہ، مفکرانہ، مدققانہ انداز کے ساتھ جب میدان فکر و فن میں شیر زباں بن کر کے نکلے تو جہاں انہوں نے علم و فضل، فکر و نظر کے موتی نچھاور کئے وہیں پر اپنے مرکزی اسلاف کی طرز روش پر چلتے ہوئے ناموس رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے کھلواڑ کرنے والوں یعنی دیوبندیت او وہابیت کے ناپاک چہروں پر زور وار طمانچے رسید کرتے رہے۔ اور یہ ثابت کرتے رہے ہیں

کلک رضا ہے خنجر خوشنوار برق بار

اعلاء سے کہہ دو خیر منائیں یہ شکر کریں

تو پھر ہوا کیا کہ دنیا نے ان کو صدر الشریعہ کے لقب سے یاد کیا۔ تو کسی کو حافظ ملت جیسے ارفع و اعلیٰ الفاظ سے یاد کیا۔ اور کسی کو ملک العلماء جیسے منصب پر فائز کیا۔ کمال جب نہیں ہے کہ انسان خود کو اپنے وقت کا امام اور فقیہ اعظم کہے۔ بلکہ کمال تو اس وقت ہے کہ دنیا اس انسان کے اس کارہائے نمایاں سے جو زندگی کیلئے مشعل راہ ہوں متاثر ہو کر خود پکاراٹھے کہ یہ انسان اپنے وقت کا امام اعظم ہے۔ یہ انسان اپنے وقت کا فقیہ اعظم ہے۔ یہ انسان اپنے وقت کا محدث اعظم ہے۔ وہ انسان اس شعر کا مصداق بن جائے۔

ہزاروں سال زرخس اپنی بے نوری پہ روتی ہے

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ وری پیدا

پھر محمد اللہ افقیر حقیر سراپا تقصیر بھی علی حسب الروایات السابقتہ اسی اقلیم علم میں جہان علوم دینیہ حق کی تعلیم سے سرفراز ہوا اور علوم منطق و فلسفہ، معانی و بیان پر نظر ڈالی وہیں پر اپنے اسلاف کے طرز طریق اور نقش قدم پر گامزن ہو کر کے بد عقیدوں اور بد مذہبوں یعنی دشمنان دین اور شایقان رسول کے گستاخانہ عقائد و نظریات و فکریات کا منہ توڑ جواب دیتا رہا۔

اور آج بھی افریقہ اور امریکہ کی سرزمین پر ان کے باطل عقائد کا ناپاک عزائم اور استہزاء ناموس رسالت ﷺ کی سرکوبی کی حتی الامکان کوشش کر رہا ہے۔

لا اقل تحسین و صداقت پر ہیں میرے وہ اساتذہ جنہوں نے ۱۹۸۰ء سے ۱۹۸۸ء کی دہائی تک سات سال انتھک کوششوں، محنتوں، مشقتوں کے ساتھ میری تعلیم و تربیت حسن معاشرت، تہذیب و تمدن نظام زندگی کا رہائے دینی و دنیاوی کے سنوارنے میں ایک مستقل کردار ادا کیا۔

بالخصوص وہ رہبر وہ ریاض علوم جنہوں نے گلستانِ علم کے گل سے اس گل کی نسبت کو جوڑ کر کے جوئے بوستاں کو اعزاز عطا کر کے اس کا سرخفر سے بلند کر دیا اور شیخ سعدی علیہ الرحمہ کے اس شعر کا مصداق کر دیا:

بگفتا من گل ناچیز بودم

و لیکن مدتے با گل نشستم

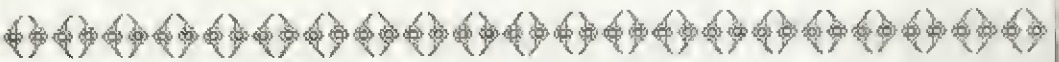
جمال ہمنشین در من اثر کرد

و گر نہ من ہماں خاتم کہ ہستم

وہ بیکر اسلاف مرکزی و مگدستہ بارغ علمی و یاسمین گلشن منظرِ حق مثلاً قاطع کفر و بدعت حامل اسرار شریعت سید الحاج محمد عارف صاحب قبلہ زیدت عنایتہ شیخ الحدیث مرکز اہل سنت۔ جامع معقولات و منقولات، ماہر علوم شریعت واقف رموز طریقت حضرت العلام مولانا نعیم اللہ خاں صدر المدرسین مرکز اہل سنت طول اللہ عمرہ، شہزادہ صدر الشریعہ صاحب علوم عقلیہ و نقلیہ حضرت علامہ مولانا بہاء المصطفیٰ صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ، شیخ الفقہ الحنفی مرکز اہل سنت، حضرت

السلام مفتی محمد صالح صاحب قبلہ دام ظلہ مدرس مرکز اہل سنت۔ یہ وہ اساتذہ ہیں جنہوں نے بہت ہی خصوصی نظر عمیق کے ساتھ میری طرف توجہ فرمائی اور مجھے بضاعۃ کو کامل و مکمل ہی نہیں بلکہ اکمل بنانے کیلئے ہر لحظہ ہر ساعت کوشش و امتق کرتے رہے اور ناباقل فراموش کارنامہ میرے اخص الخواص استاذ مکرم جناب قبلہ صدر المدرسین کا تو یہ ہے کہ انہیں کا یہ احسان عظیم ہے کہ آج فقیر سید محمد حسین افریقی افریقہ ہی نہیں بلکہ امریکہ جیسے صیہونی ملک کی دھرتی پر بھی حق و صداقت کا علم مسلک اعلیٰ حضرت کے روپ میں لہرا رہا ہے۔ یوں تو میرے تمام اساتذہ درہائے نایاب، لعلہائے شب زندہ چراغ ہے لیکن حضرت کا مقام ان سب میں بلند و بالا ہے یہیں پر بس نہیں بلکہ مجھ سید زادے پر خانوادۃ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کرم بالائے کرم تو یہ ہے کہ جہاں انہوں نے مجھ کو رشتہ بیعت سے منسلک کیا وہیں پر رشتہ دامادی سے بھی منسلک کر کے میری قسمت میں چار چاند لگا دیئے۔

سلام ہوان روحانی تاجداروں پر جنہوں نے ناقصوں کو کامل بنایا، اور کاملوں کی رہنمائی فرمائی۔ اور خراج عقیدت ہو اس مرکز اہل سنت پر جس نے نظر کو فکر اور فکر کو شعور اور شعور کو آگہی بخشی اور آگہی کو نکتہ کمال تک پہنچایا جس نے گرتوں کو اٹھایا اور اٹھتوں کو سنبھالا اور راہ حق کے مسافر کیلئے مینارہ نور بنایا۔ اخیر میں رب کریم کی بارگاہ عظیم میں یہی دعا ہے مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب لبیب، صاحب قاب و قوسین سید کو نبین ﷺ کے صدقہ و طفیل میرے مادر علمی مرکز اہل سنت ریاض علمی کو قیامت تک سرسبز و شاداب رکھے اور سنبھل و لالہ و نسترن کھلیں جن کی مہک سے اسلامیان کائنات معطر ہو جائیں۔ آمین ثم آمین بجاء حبیبک سید الامین ﷺ۔



علی گڑھ

۱۳۴۳ خورشیدی ۱۳۷۲

۱۹ جولائی ۲۰۰۱ء

باسمہ حامداً و مصلياً

مکرم و محترم حفظہ اللہ

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ

گرا می نامہ مورخہ ۲۷ تشریف لایا۔ اور اس کے ساتھ جشن صد سالہ نمبر کے تین نسخے بھی موصول ہوئے۔ جزاک اللہ۔ ایک نسخہ کتب خانے میں داخل کر دیا گیا ہے۔ بقیہ دو نسخے صاحب ذوق دوستوں اور اہل علم بزرگوں کو پیش کر دیئے جائیں گے۔ انشاء اللہ

اعلیٰ حضرت کا پیش نظر شمارہ، قیمتی اور مفید مضامین کا مجموعہ ہے۔ جامعہ منظر اسلام کی تاریخ پر بہت اچھی روشنی پڑتی ہے اور ان بزرگوں کے کوائف معلوم ہوتے ہیں۔ جنہوں نے اس دارالعلوم کی بنیاد رکھی تھی اور جن نفوس قدسیہ کی وجہ سے اس علمی ادارے کا قیام عمل میں آیا تھا۔

آپ نے غفلت میں لکھے ہوئے چند صفحات کو اس اہم شمارے میں شائع کر کے میری عزت افزائی کی۔ ہاں نوادر واقعی قابل اشاعت تھے۔ اور آپ نے انہیں اہتمام سے شائع کر کے اس شمارے کی افادیت میں اضافہ فرمایا۔
آپ کی صحت یابی کیلئے دعا گو ہوں خدا آپ کو صحت عاجلہ و کاملہ عطا فرمائے۔
مید مزاج گرامی ترین صحت و عافیت ہوگا۔

والسلام مع الأكرام

مفتی محمد رفیع الدین صاحب

در مدح مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف

از: ڈاکٹر نظیر انصاری کھیری

اللہ اللہ منظر اسلام کی کیا شان ہے
اس کی مطبوعات سے روشن مرا ایمان ہے
منظر اسلام مرکز سنیت کی جان ہے
منظر اسلام کی اپنی الگ پہچان ہے
سر جھکاتے ہیں جہاں اہل ادب اہل قلم
مکتب دیں اعلیٰ حضرت ہی کا اک فیضان ہے
حضرت ریحان کی کوشش سے مہکا پھول یہ
یادگار اعلیٰ حضرت کی یہی پہچان ہے
جل گئے لاکھوں دیئے ہر گھر میں علم و فضل کے
ہر مسلمان منظر اسلام پر قربان ہے
سراٹھا کر کوئی کیسے آئے تیرے سامنے
تو تو ختم المرسلین کے لاڈلے کی شان ہے
منظر اسلام نے رستہ دکھا یا غلہ کا
منظر اسلام کا ہم پر بڑا احسان ہے
مومنو! کرتے رہو اس سے محبت عمر بھر
درس گاہ دین ہے اور سنیت کی شان ہے
منظر اسلام کی تو سبج و عظمت کیلئے
اے نظریہ مال و زر کیا جان بھی قربان ہے

کہتے ہیں خوش ہو کے سب اہل سنن یہ بار بار..... منظر اسلام ہے وہ منظر اسلام ہے

جس نے باطل طاقتوں کے منہ کو کالا کر دیا

نجدیت کے فتنوں کو بھی جس نے پسپا کر دیا

جس نے دین پاک کاہر سوا چلا کر دیا

اہل سنت کا جہاں میں بول بالا کر دیا

کہتے ہیں خوش ہو کے سب اہل سفن یہ بار بار..... منظر اسلام ہے، وہ منظر اسلام ہے

حافظ و قاری، معلم جس نے بچے ہیں تمام

کتنے ہی ہموکومفسر جس نے بختے ہیں بدم

اور محدث دیتے ہیں ایمان و دین کا سب کو جام

ساری دنیا میں دیا کرتے ہیں وہ دیں گا پیام

کہتے ہیں خوش ہو کے سب اہل سنن یہ بار بار..... منظر اسلام ہے وہ منظر اسلام ہے

جس کی خدمت کا ہے شہرہ ہر طرف ہر ملک میں

جس کی عظمت کا ہے شہر و ہر طرف ہر ملک میں

جس کی رفعت کا ہے شہرہ ہر طرف ہر ملک میں

علم و حکمت کا ہے شہرہ ہر طرف ہر ملک میں

کہتے ہیں خوش ہو کے سب اہل سنن یہ بار بار..... منظر اسلام ہے وہ منظر اسلام ہے

پہچم دین نبی لہر ادیا جس نے قمر

برچم دین میں چمکا دیا جس نے قمر

پرچم ایمانِ حق مہکادیا جس نے سمر

پرچم اسلام کو اونیا کیا جس نے قمر

نظم

”یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے“

از: (مفتی) محمد محبوب عالم ضیائی نعمتی رضوی قادری دارالعلوم فیض اکبری لونی شریف

حامیِ اسلام و سنت منظرِ اسلام ہے
 قاطعِ کفر و ضلالت منظرِ اسلام ہے
 سنیت کی جاہ و حشمت منظرِ اسلام ہے
 آبروئے اہل سنت منظرِ اسلام ہے
 جس جگہ سے پھوٹ کر دریائے علم و فن بہے
 یادگارِ اعلیٰ حضرت منظرِ اسلام ہے
 حافظِ ملت ہوں یا شاہِ نعیم الدین ہوں
 مرکزِ اہل بصیرت منظرِ اسلام ہے
 کیوں نہ ہو اہل جہاں کو ناز اس کی شان پر
 اعلیٰ حضرت کی کرامت منظرِ اسلام ہے
 کوئی مانے یا نہ مانے ہے مسلم بالیقین
 یادگارِ اعلیٰ حضرت منظرِ اسلام ہے
 اے ضیاء کو ملا جو کچھ ملا اس سے ملا
 ہاں ضیائے اعلیٰ حضرت منظرِ اسلام ہے

منظر اسلام بریلی شریف

از: خازان-فنی گیاره

م ☆ مدح کرتے ہیں غلام مصطفیٰ سرکار کی ☆ رکھتے ہیں دل میں تمنا حشر میں دیدار کی
ن ☆ نام نامی سے دوعالم میں تجلی کا ظہور ☆ ہیں نقیب مومنوں فردوس اور حور و تصور
ظ ☆ ظلم ہے ان کے تعلق سے اہانت کا گماں ☆ نام لیتے ہیں نبی کا سب زمین و آسمان
د ☆ راستہ بس ایک ہے رب تک پہنچنے کیلئے ☆ مصطفیٰ کی یاد میں رکھے سرمڑ گاں دیئے
ا ☆ احترام مصطفیٰ کا دل میں ہو روشن چراغ ☆ اور شگفتہ چار یاران نبی کا بھی ہو باغ
س ☆ سر جھکا ہو غوث اور خواجہ کی چوکھٹ پر اگر ☆ ذہن و دل میں ہو ائمہ کی بھی الفت سر بسر
ل ☆ لالہ و گل کی طرح سینے میں ہو یاد رضا ☆ جذبہ دل سے ہو ہم آہنگ فریاد رضا
ا ☆ اک طرف ہوں جیتہ الاسلام کی سرشاریاں ☆ یعنی دین حق کی خاطر عشق کی گلکاریاں
م ☆ مفتی اعظم سے الفت دوسری جانب رہے ☆ نہ بہت صدر الشریعہ کا بھی دل طالب رہے
ب ☆ باغ ابراہیم جیلانی میاں کا ذوق ہے ☆ ”منظر اسلام“ تو ربحاں رضا کا شوق ہے
د ☆ رہبر راہ طریقت نیر حسن سلوک ☆ جاہد بزم اُصداد نازش راہ تبوک
ی ☆ یوں ہیں سبحانی میاں عشاق کے نور نگاہ ☆ انتظام جشن پہ ہونوں سے نگی واہ واہ
ل ☆ لاکھیں سے اے نگاہ شوق دینے کیلئے ☆ پھول کی مالا ہیں ہم تیار لینے کیلئے
ی ☆ یابانی اس خانوادے کے چمن کے سارے پھول ☆ ہے حقیقت دل سے سب کے سب ہیں مداح رسول
ش ☆ شاہراہ عشق ہے بزم رضا کی واسطے ☆ مصطفیٰ کی یاد ہے یاد خدا کی واسطے
د ☆ دروہ روبروئے ”منظر اسلام“ ہے حب رسول ☆ خود پہ ہونا نازاں جو بچائے اسے طیبہ کی دھول
ی ☆ یار رسول اللہ کا نعرہ نگار زیست ہے ☆ یاد اہل بیت میں آنسو بہا رہا زیست ہے
ف ☆ فخر ہے کہ جشن صد سالہ ہے تیرا جامعہ ☆ علم ہے نازاں کہ تو ہے اس کا ذریعہ جامعہ

منقبت شریف

از: مولانا عبید الرحمن خان قادری اٹاواہ

اعلیٰ حضرت	کی	عنایت	منظر	اسلام	ہے
اہل	سنت	کی	امانت	منظر	اسلام
حجۃ	الاسلام	اور	مشتی	اعظم	کے
مرکز	رشد	و	ہدایت	منظر	اسلام
شاہ	جیلانی	میاں	کی	دانش	و
آقا	ب	علم	و حکمت	منظر	اسلام
غوث	دخولہ	شاہ	برکت	کی	دعاؤں
قاسم	فیضان	ن	و برکت	منظر	اسلام
خانقاہ	رضویہ	ہو	یارضا	مسجد	کاکام
کاوش	ریحان	ملت	منظر	اسلام	ہے
دور	حاضر	میں	غروج	وارقا	ء کے
یادگار	اعلیٰ	حضرت	منظر	اسلام	ہے
۱۳۲۲	سے	لیکر	۱۳۲۲	تک	
ترجمان	اہل	سنت	منظر	اسلام	ہے
زیب	دزینت	نور	ونکبت	دیکھئے	رضوی
شاہ	سبحانی	کی	خدمت	منظر	اسلام

مرکز	اہل سنتن	ہے	بالیقیں	اس	دور	میں
شاہ	اختر	کی	حمایت	منظر	اسلام	ہے
پیارے	سبحانی	میاں	کی	خدمت	تعمیر	نو
دیکھئے	خود	آکے	حضرت	منظر	اسلام	ہے
مختصر	مدت	میں	ساری	دنیا	کو دکھلا دیا	
ہر طرف	ہے	جس	کی	شہرت	منظر	اسلام
خانقاہیں	در سگاہیں	ہندو	پاکستان	میں		
جس	کی	ہیں	مرہون	منت	منظر	اسلام
جشن	صد سالہ	مبارک	ہو	تمہیں اے	سنیو!	
رحمت	عالم	کی	رحمت	منظر	اسلام	ہے
ہے	عبید	قادری	کو	تجھ	سے	اعزاز کی
میرے	مرشد	کی	کرامت	منظر	اسلام	ہے

یہ شارح علم شریعت ہے ☆ یہ عارف رمز حقیقت ہے
یہ حامی علم سنت ہے ☆ یہ مای شریک و بدعت ہے
پاکیزہ شہر بریلی کا یہ مولد اعلیٰ حضرت ہے

حق لا الہ الا اللہ، حق لا موجود الا اللہ، حق لا مشہود الا اللہ
حق لا مقصود الا اللہ، لا الہ الا اللہ، لا الہ الا اللہ
یہ دل میں بسایا جاتا ہے ☆ تعلیم یہاں دی جاتی ہے
پاکیزہ شہر بریلی کا یہ مولد اعلیٰ حضرت ہے

ضروری اعلان

تعمیر رضا مسجد، خانقاہ عالیہ رضویہ، مدرسہ منظر اسلام اور ماہنامہ اعلیٰ حضرت سے متعلق رقوم اگر
آپ بھیجنا چاہیں تو کسی کے ہاتھ میں نہ دیکر بنام ”مدرسہ منظر اسلام“ ”ماہنامہ اعلیٰ حضرت“ اور
خانقاہ و رضا مسجد کی رقم بنام ”سبحان رضا خاں“ ہی ڈرافٹ بنوا کر بذریعہ منی آرڈر ارسال کریں
۔ تاکہ رقم صحیح مصارف میں آ سکے۔ غیر ذمہ دار افراد کے ہاتھوں میں دینے سے خرد برد ہو جاتی ہے۔

خط و کتابت و ترسیل زر کا پتہ

حضرت مولانا محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں
سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ محلہ سوداگران، بریلی شریف

خدمت دین و شریعت کی بدولت دوستو!
 جنت الفردوس کے حقدار ہیں احمد رضا
 مومنوں کے دل کی دنیا میں ہے برپا روشنی
 جلوہ شمع شدہ ابد ر ہیں احمد رضا
 دشمنوں کے سارے منصوبے بکھر کر رہ گئے
 عزم محکم کی قوی دیوار ہیں احمد رضا
 عاشقان مصطفیٰ کی گردنوں کے واسطے
 جنتی پھولوں کے دکش بار ہیں احمد رضا
 ہم ڈریں کیوں کر تلاطم خیز طوفانوں سے آج
 کشتی اسلام کی پتوار ہیں احمد رضا
 اہل سنت کے دلوں کی مسند ذیشان پر
 باخدا ہر وقت جلوہ بار ہیں احمد رضا
 پی کے عشق مصطفیٰ کی بادۂ رنگیں کا جام
 بخود دہرست اور سرشار ہیں احمد رضا
 قصر باطل خرس کفر و ضلالت کے لئے
 بالیقین ہر آن شعلہ بار ہیں احمد رضا
 کیوں نہ روشن منزلیں ہوں رہ روان دین کی
 چرخ دین کا مہر جلوہ بار ہیں احمد رضا
 بادۂ عرفان حق کے میکدے کا دوستو!
 درحقیقت ساقی دلدار ہیں احمد رضا
 آدمیت کو شرف حاصل ہے ان کی ذات سے
 آدمیت کا صحیح معیار ہیں احمد رضا
 کیوں نہ ہو صدیقیت کا آئینہ ان کا وجود
 عاشق جانناز یار غار ہیں احمد رضا

تاقیامت مرتد نور و فیا میں ہر گھڑی
 اور رحمت بن کے جلوہ بار ہیں احمد رضا
 کیوں نہ چھائے ہر طرف گلزار برکاتی میں نور
 صاحب البرکات کے شہ کاذر ہیں احمد رضا
 کہتے ہیں سارے مشائخ دین دار کے علی
 دشمن دیں سے سدا بیزار ہیں احمد رضا
 عاشقان سرور کون و مکان کے اے علی
 غنچائے دل پہ شبنم بار ہیں احمد رضا
 کیوں نہ ان کے در کا کتبہ کے میں ہر دم رہوں
 اہل نعم کے است علیٰ منور ہیں احمد رضا

خدا فیض عام بیشک منظر اسلام ہے

از قلم: نقیب اہل سنت حضرت علامہ مولانا علی احمد صاحب سیوانی

حق کا اک پیغام بیشک منظر اسلام ہے
 جامع کا نام بیشک منظر اسلام ہے
 غالبان علم دین مصطفیٰ کے واسطے
 درس گاہ عام بیشک منظر اسلام ہے
 دین دار کی حفاظت جس میں ہوتی ہے سدا
 اس قلعہ کا نام بیشک منظر اسلام ہے
 ہم غریبوں، بیکس و مجبور لوگوں کیلئے
 ارتقاء کا نام بیشک منظر اسلام ہے
 اعلیٰ حضرت جاں نثار سرور کونین کی
 کاوشوں کا نام بیشک منظر اسلام ہے
 تاقیامت اہل حق کے واسطے اے دوستو!
 حق کا اک انعام بیشک منظر اسلام ہے

ہر گھڑی پیتے ہیں میٹھن بادۂ عرفاں کا جام
 ساقی گفہام بیشک منظر اسلام ہے
 جس چمن میں علم کے لاکھوں گلشن ہیں گلاب
 اس چمن کا نام بیشک منظر اسلام ہے
 کیوں نہ مٹ جائیں جہاں سے جہل کی تاریکیاں
 نیر اسلام بیشک منظر اسلام ہے
 شامان سرور کون و مکان کے واسطے
 حیدری قصاص بیشک منظر اسلام ہے
 مسلک احمد رضا خاں کی اشاعت کیلئے
 محو صبح و شام بیشک منظر اسلام ہے
 میکشان بادۂ عرفان حق کے واسطے
 غلد فیض عام بیشک منظر اسلام ہے
 رضوی ونوری ویرکالی مریدوں کیلئے
 برکتوں کا جام بیشک منظر اسلام ہے
 غلد کا منظر نظر آتا جہاں ہے ہر گھڑی
 منظر اسلام بیشک منظر اسلام ہے
 ہم کہاں جائیں بتاؤ سیر گلشن کیلئے
 گلشن اسلام بیشک منظر اسلام ہے
 کیوں نہ اسکی قدر دل سے ہر گھڑی ہر دم کروں
 عظمت اسلام بیشک منظر اسلام ہے
 حضرت سبحان رضا کی دور حاضر میں علی
 مختلفوں کا نام بیشک منظر اسلام ہے
 دشنام دین حق کو کات کھائے گا علیؑ
 دین کا ضرغام بیشک منظر اسلام ہے

اور شان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
از: بکھیل اتر نورانی بریلوی، مکتبہ رضویہ بی بی جی مسجد بہار پیور بریلی شریف

معرفت ہیں عشق ہیں عرفان ہیں
تیرے میخانہ وجام احمد رضا
منہ پہ گستاخ رسول اللہ کے
سینے قلم تیرا لگام احمد رضا
خود کو ناموس نبی پر ترجیح دیا
یوں ہوا . ذی احترام احمد رضا
گو نجات ہیں ہرگز مری آفاق میں
تیرے نغمات و سلام احمد رضا
نظم پڑھئے ، نثر پڑھئے اے تکیلیں
ہیں شہنشاہ کلام احمد رضا

مولانا رضاء المصطفیٰ نوری

مولانا محمد رفیع الدین اویسی

بخدمت حضرة العلامة قبلہ مولانا صاحبزادہ سبحان رضا خاں صاحب سبحانی زید مجدہ
السلام علیکم ورحمۃ المولیٰ وبرکاتہ۔ مزاج بعافیت !
صدرالہ جشن بریلی شریف کے عظیم کام پر قلبی مبارکباد قبول فرمائیں۔ کوشش
بسیار کے باوجود انڈین ایمپرسی سے ہمیں ویزا نہ مل سکا۔ بہر حال۔ ع
وبی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔
حسب الحکم مختصر ناچیز کا سوانحی مضمون حاضر ہے۔ ادویہ صالحہ میں یاد رکھیں۔ جملہ برادران و
احباب کو سلام۔ والسلام

محمد رضاء المصطفیٰ ظریف القادری ۱۹/ اسلام آباد گوجرانوالہ پاکستان

ایک نامور محقق، مصنف، مدرس، خطیب مولانا علامہ محمد رضاء المصطفیٰ نوری ظریف القادری ڈائریکٹر پاک سنی اکیڈمی
و خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ بریلی شریف و مفتی مرکزی دارالعلوم سراج العلوم گوجرانوالہ۔
ولادت: آپ ضلع گوجرانوالہ کے مشہور گاؤں چہ سندھواں میں ایک زمیندار کے گھرانے میں چوہدری نذیر احمد کے گھر
پیدا ہوئے۔

تعلیم: آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کے اسکول میں حاصل کی دریں اثناء آپ نے اپنے گاؤں کے دینی مدرسہ
جامعہ محمدیہ تعلیم القرآن میں مولانا قاری محمد عارف صاحب سے مختصر عرصہ میں ناظرہ قرآن مجید پڑھا شفیق استاد گرامی

- جتنا عرصہ آپ منظر اسلام میں رہے آپ کا کھانا کا شائد حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ سے آتا۔ اور کبھی کبھار علامہ رحمانی میاں صاحب علیہ الرحمہ بھی آپ کو گھر بلا کر دعوت شیراز سے نوازتے۔

واپس: دربار اعلیٰ حضرت کی حاضری اور جامعہ منظر اسلام میں علمی فیض حاصل کرنے کے بعد آپ پاکستان واپس آ گئے اور حسب سابق پہلی جگہ تدریس کا کام شروع فرمادیا۔ اس جامعہ میں کچھ عرصہ پڑھانے کے بعد فیصل آباد میں جامعہ رضویہ مظہر اسلام میں دورہ حدیث میں داخل ہو گئے جہاں آپ نے شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا غلام رسول صاحب رضوی سے دورہ حدیث شریف پڑھا۔ جامعہ رضویہ سے دستار فضیلت و سند فراغت کے بعد گوجرانوالہ شہر کی مشہور مسجد جامعہ الرضا میں منتقل ہو گئے۔ جہاں آپ امامت و خطابت کے علاوہ مسجد کے ساتھ ماحقہ رضا منڈل اسکول میں صدر مدرس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ایک سال وہاں کام کرنے کے بعد پھر پہلے ہی جامعہ میں بطور مدرس منتقل ہو گئے۔ جہاں آپ تدریس کے علاوہ تقریباً نو برس ماہنامہ رضائے مصطفیٰ کے نائب ایڈیٹر ہونے کی خدمات بھی سر انجام دی۔

مزید ذوق علمی: تدریسی زندگی کے دوران آپ دورہ تفسیر القرآن پڑھنے کیلئے بہاولپور علامہ العصر مولانا فیض احمد اویسی صاحب کے دارالعلوم میں حاضر ہوئے۔ مگر اس سال وہاں دورہ نہ شروع ہونے کی وجہ سے واپس آ کر شیخ القرآن علامہ عبد الغفور صاحب ہزاروی علیہ الرحمہ کے جامعہ میں شیخ الحدیث مولانا محمد غلام رسول صاحب رضوی، علامہ محمد صدیق صاحب سالک اور جانشین شیخ القرآن مفتی محمد عبدالشکور صاحب سے مکمل دورہ تفسیر القرآن پڑھ کر سند فراغت اور دستار فضیلت حاصل کی۔ علم فرائض کی مشہور کتاب ”سراجی“ مولوی محمد ہاشم آف ڈیرہ اسماعیل خاں سے پڑھی۔

خیالی، امور عامہ، اقلیدس اور خلاصۃ الحساب علامہ حمید اللہ پشاوری سے پڑھے۔ شرح عقائد کا مکمل اور امور عامہ کے بعض حصوں کا اور شیخ الفقہ علامہ محمد عبد اللطیف صاحب قادری سے کیا۔ بی، اے کے امتحان کیلئے گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ حاضر ہوئے جبکہ تنظیم المدارس کا امتحان لاہور بورڈ سے پاس کیا۔ جو کہ ایم اے اسلامیات و ایم، اے عربی کے مساوی ہے۔ علم طب کی تحصیل کیلئے گوجرانوالہ کے کہنے مشق ایک حکیم صاحب کے پاس جاتے رہے۔

آغاز خطابت: ویسے تو موصوف نے تقریر کا سلسلہ اس وقت ہی شروع کر دیا تھا جب آپ درس نظامی کی ابتدائی نصابی

روانی کو دیکھتا ہے تو حیران ہو جاتا ہے مصنفین کی جماعت میں دیکھتا ہے تو آپ ممتاز حیثیت کے مصنف دکھائی دیتے ہیں۔
- الغرض اللہ کریم نے آپ کے دامن کو بہت سی خوبیوں سے بھر دیا ہے۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔
آپ کی تالیفات مندرجہ ذیل ہیں۔

تصانیف: (۱) الصلوٰۃ معراج المؤمنین عربی مطبوعہ (۲) شمع ہدایت مطبوعہ بار پنجم (۳) شمع سنت مطبوعہ (۴) شمع عقیدت مطبوعہ (۵) شمع اعکاف مطبوعہ (۶) شمع نصیحت مطبوعہ (۷) شمع رسالت مطبوعہ (۸) شمع نبوت غیر مطبوعہ (۹) فتاویٰ قادریہ غیر مطبوعہ (۱۰) صلوٰۃ النبی ﷺ غیر مطبوعہ (۱۱) رسالہ کور (۱۲) مقالات رضا زیر طبع (۱۳) والدین محبوب خدا مطبوعہ (۱۴) قرآن مجید کا سلیس اردو میں ترجمہ نور الایمان مطبوعہ (۱۵) سنی تقویۃ الایمان مطبوعہ (۱۶) عربی زبان کا آسان قاعدہ (۱۷) حیات و نزول مسیح علیہ السلام اور ظہور امام مہدی (۱۸) نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کا جواز (۱۹) علوم القرآن غیر مطبوعہ (۲۰) لغات القرآن (۲۱) تحفظ اور اہم مقدسہ بڑے سائز کے خوبصورت تبلیغی اشتہارات۔ اسلام میں والدین کے حقوق کا بیان۔

(۲) دیوبندی، وہابی علماء کی کتب میں مسلک اہل سنت کا بیان۔

(۳) شیعہ کتب میں مسلک اہل سنت کا بیان (۴) اعلیٰ حضرت کی شخصیت کا بیان (۵) حضرت امام اعظم کی عظمت کا بیان (۶) زندگی، موت خفی نماز جنازہ اور دعا کا بیان (۷) والدین مصطفیٰ ﷺ کے ایمان کا بیان (۸) ننگے سر نماز پڑھنے کے نقصان کا بیان (۹) امام ربانی مجدد الف ثانی کی شان کا بیان۔

عرصہ تدریس و تلامذہ: موصوف تقریباً عرصہ ۲۲ سال سے میدان تدریس میں علوم اسلامیہ کے تشنگان کی علمی پیاس کو بجھا رہے ہیں۔ اگرچہ آپ کے تلامذہ کی ایک کثیر تعداد ہے جو دنیا کے مختلف حصوں میں مصروف تبلیغ و خدمت دین میں تلامذہ آپ کے چند تلامذہ و مشہور تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) مولانا صاحبزادہ سید اصغر علی شاہ صاحب ناظم امور تبلیغ پاکستان سنی فورس

(۲) مولانا صاحبزادہ محمد نصیر احمد اویسی جنرل سکرٹری جمعیت علماء پاکستان ضلع گوجرانوالہ

(س) محقق و مناظر اہل سنت مولانا علامہ محمد عباس صاحب رضوی صدر ریاک سنی اکیڈمی گوجرانوالہ

(۴) فاضل نوجوان مولانا صاحب جزاۃ محمد اود صاحب رضوی مدرس جامعہ سراج العلوم، امیر انوار رضا گوجرانوالہ

(۵) مولانا علامہ باغ علی صاحب رضوی مہتمم جامعہ شیخ الحدیث فیصل آباد

(۶) خطیب شہیر مولانا محمد شریف صاحب صدیقی رضوی مہتمم جامعہ اکبریہ گوجرانوالہ

(۷) مفکر ملت مولانا حافظ محمد صغدر رضا صاحب ایم اے ایم ایڈ گوجرانوالہ

(۸) مولانا پروفسر محمد عظیم فاروقی ایم اے اسلامیات ایم اے انگلش ایم اے اکنامکس

(۹) مولانا حافظ محمد فیاض الحسن صاحب صدیقی مہتمم جامعہ نور الاسلام قلعہ دیدار سنگھ

(۱۰) مولانا الفاضل غلام علی صاحب منہاس گوجرانوالہ

(۱۱) خطیب ملت مولانا حافظ محمد اشرف رضا صاحب ایڈیٹر جریدہ فندایان مصطفیٰ

ادارے: موصوف درجن سے زائد تعلیمی اداروں کے سربراہ ہیں جن میں حفظ و ناظرہ کے علاوہ علوم شریعہ و غریبہ کے شعبہ جات داخل ہیں۔

مکتبہ قادریہ: آپ نے نشر و اشاعت کے ذریعے خدمت دین و تبلیغ مذہب اہل سنت کیلئے چند ماہ کی برس سے مکتبہ قادریہ کے نام ایک کتب خانہ بھی قائم فرمایا ہوا ہے جس کے ذریعے بھی ماشاء اللہ مسلک کی خدمت اور اشاعت کا خوب کام ہو رہا ہے۔

بیعت و خلافت: موصوف شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند شاہ مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ سے بیعت، مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ اور علامہ محمد سبحان رضا خاں صاحب سبحانی میاں کے خلیفہ مجاز ہیں۔

بے ضرورت شرعیہ اپنے لئے سوال کرنا حرام ہے اور

مسکین و حاجت مند مسلمانوں کیلئے مانگنا حلال ہے

(حدیث شریف)

درجہ نگار (بہار) سے مولوی محمد یلین صاحب نے اسی مسئلہ پر ایک مبسوط اور استفتاء کر کے جواب طلب کیا جس کے جواب میں امام المقتراء امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ نے ”الجام الصادق عن سنن الفضل“ نامی رسالہ تحریر فرمایا۔ مسئلہ ”ض“ کی تحقیق و تدقیق اس انداز میں بیان فرمائی ہے۔ کہ اس فن اور خصوصاً اس مسئلہ کے محقق اور اسکا کرکیلے یہ رسالہ درنایاب اور گہرا آبدار کی حیثیت رکھتا ہے۔

رہا سوال یہ کہ ”ض“ مشابہ ”ظ“ ہے یا ”ذ“ تو اس کے متعلق امام القراءات امام احمد رضا قدس سرہ رقم طراز ہیں۔

”ض“ و ”ظ“ کا مشبہ الصوت ہونا یقینی ہے یہاں تک تمیز و شمار مگر نہ یہ ”ظ“ جو عامۃ عوام نکالتے ہیں نہ یہ ”ذ“ معظم ہے۔ ”ظ“ جب اپنے مخرج سے صحیح طور پر برعایت استعلاء اطباق لسان ادا کی جائے گی تو ضرور مشابہ الصوت بہ ”ض“ ہوگی یہاں تک کہ استتالۃ واقع ہو ”ض“ ہو جائے۔ ”ذواد“ نہ مستحسن نہ مستجن بلکہ محض غلط اسی طرح ”ذواد“ اور صحیح ”ظواد“ بھی نہیں۔ فقہائے کرام سب کا ایک ہی حکم دیتے ہیں کہ بحالت فساد معنی نماز قاسد جیسے ”مغلوب“ ”مغدوب“ اور بحالت صحت معنی صحیح جیسے ”ظالین“ ”والین“ ”کافی الغنیہ (فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۱۰۲)

تجوید و قرأت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں۔ تجوید نص قطعی قرآن و اخبار متواتر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم و اجماع تام صحابہ و تابعین و سائر ائمہ کرام علیہم الرضوان المستدیم حق و واجب و علم دین شرع الہی ہے۔

قال اللہ تعالیٰ ورتل القرآن ترتیلاً اسے مطلقاً ناحق بتانا کلمہ کفر ہے والعیاذ باللہ
ہاں جو اپنی ناواقفی سے کسی خاص قاعدے پر انکار کرے وہ اس کا جہل ہے اسے آگاہ و متنبہ کرنا چاہئے واللہ تعالیٰ اعلم
(فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۱۱۹)

بلاشبہ اتنی تجوید جس سے فصیح حروف ہو اور غلط خوانی سے بچے فرض میں ہے۔

بزاز یہ وغیرہ میں ہے ”الکحْن حرام بلا خلاف (لکن حرام ہے بلا خلاف) جو اسے (تجوید کو) بدعت کہتا ہے جاہل اسے سمجھا جائے گا۔ اور اگر دانستہ کہتا ہے تو اس کا یہ کہنا کفر ہے کیونکہ فرض کو بدعت کہتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۱۳۲-۱۳۳)

حروف کو تجوید کے ساتھ پڑھنا اور اس کے ہر امر کا لحاظ رکھنا علماء، قراء، حفاظ ہی کیلئے ضروری نہیں بلکہ عامۃ المسلمین کیلئے بھی واجب و ضروری ہے تاکہ قرآن مقدس نزول و مامور کے مطابق صحیح طریقے سے پڑھا اور پڑھایا جاسکے۔

اللہ تعالیٰ اپنے مومکد الفاظ و رتل القرآن ترتیلا نیز رتلہ ترتیلا سے قرآن مقدس ترتیل کیساتھ پڑھنے کو واجب فرما رہا ہے رتل فعل امر ہے وہ امر جو تاکید کے ساتھ استعمال کیا جائے تو وہ واجب کیلئے ہوتا ہے۔ ترتیلا مفعول مطلق تاکید کیلئے یعنی ضروری ہے کہ قرآن مقدس ترتیل ہی کے ساتھ پڑھا جائے۔ مامور بہ پہ عمل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ پہلے ترتیل کا معنی سمجھا جائے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لوگوں نے پوچھا ترتیل کیا ہے تو آپ نے فرمایا الترتیل هو تجوید الحروف و معرفۃ الوقوف ترتیل حروف کو تجوید کی رعایت اور وقوف کا لحاظ کرتے ہوئے ادا کرنے کا نام ہے۔ اور تجوید نام ہے۔ حروف کو اسکے مخارج اور صفات کے ساتھ ادا کرنے کا بایں سب حکم الہی کی بجا آوری کیلئے تجوید و قرأت کیساتھ قرآن پڑھنا واجب اور ضروری ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ نے تجوید و قرأت کی اہمیت و افادیت اور اسکے حصول پہ زور دیا ہے جیسا کہ آپ کے ملفوظات سے ظاہر ہے آپ کے فرمودات کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی کہ تجوید کا سیکھنا تمام مسلمان مرد اور عورت پر فرض یکساں واجب ہے۔ فی زمانہ تجوید و قرأت کا نہ سیکھنا اور اس سے غافل ہونا کوئی عذر نہیں ہے۔ اس لئے بہت سے ماہرین فن تجوید و قرأت ہر جگہ موجود ہیں اور تعلیم و تعلم کیلئے بہت سی کتابیں وجود میں آچکی ہیں جس سے بسہولت حروف کی ادائیگی و درنگی سیکھ سکیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ کے تجوید و قرأت کی خدمات اور آپ کے اس مشن کو بین العوام پھیلانا ضروری ہی نہیں بلکہ واجب فی العمل ہے۔ اور فن تجوید و قرأت کے تعلق سے تحقیقات و تدقیقات کو عام کیا جائے۔ کیونکہ فن تجوید و قرأت افضل العلوم و اہم العلوم میں سے ہے بغیر اس کے لغت و عبادت ناقص اور ادھوری ہے اس لئے کہ

کہاں میخانے کا دروازہ غالب اور کہاں واعظ

تازاں فیضی گیا وہی، شعبہ ادبیات جامعہ شمس العلوم کریم گنج گیا (بہار)

جامعہ منظر اسلام کا صد سالہ جشن اپنے انتہائی عروج کی منزل میں ہے۔ عروسِ جاہدہ منزلِ بہارستانِ خلد کی دلکشی اور بیانی سے ہر دل میں گلِ لالہ کھل اٹھا۔ کتنی نیندیں قربان ہوئی ہوں گی کتنی صبح و شام کے ماتھے پر آرزوؤں کا جھومر سجا ہوگا دل میں کیفِ بہاراں کا جلو س ہے ☆ اور آنکھوں میں صبحِ نو کی آمد آمد کا خمار ابھی تو دور ہے صبحِ بہار کی منزل ☆ ابھی سے کیسے نظر کو قرار آ جائے وہاں سے دیکھنا عالمِ مری محبت کا ☆ جہاں سے ملنے لگیں گے کچھور کے سائے (ترنم فیضی)

دل کی وابستگی کے نور کا نام جامعہ منظر اسلام ہے۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی کے دل کی دھڑکن کا نام جامعہ منظر اسلام ہے۔ جب کوئی نہ تھا نہ ہمد و نغمہ سار نہ ہجوم غم میں نویدِ تیجِ بہار کی یادگار تب جامعہ منظر اسلام تھا۔ صدر الشریعہ وہاں رہے تو صدف کے دہر آبدار بن کے نکلے کہ جن کی آرزوؤں نے حضور حافظِ ملت کی پرورش کی۔ پرورش ہی نہیں کی زمین سے اٹھا کر فلک کا مہر خشاں بنا دیا۔ آج ان کے تلامذہ کے تلامذہ ہندوستان سے نکل کر یورپ امریکہ کی گلستان سجائے ہوئے ہیں۔ مناظرِ اہل سنت مولانا حشمت علی خاں علیہ الرحمۃ والرضوان اللہ اللہ! زبانِ رضا نے ابوالفتح کا خطاب اسی جامعہ منظر اسلام بریلی شریف سے دیا تو انہوں نے تازیست دیوبندیوں، وہابیوں اور آریہ سماج والوں کو اپنی حاضر جوابی سے ناکوں پہنے چبوا دیئے۔ سردارِ احمد۔ کالمی جاہ و جلال کس کی پیداوار ہے۔ اسی جامعہ منظر اسلام بریلی شریف کی ہے۔

ایک دو جام سے رندوں کا بھلا کیا ہوگا

تجھ کو دینا ہے تو میخانہ اٹھا کر دیدے

(انجاز کا مٹوی)

بریلی شریف کے ساقی میکدہ امام احمد رضا نے جامعہ منظر اسلام سے رندوں کو میخانہ ہی اٹھا کر دیدیا ہے تب تو کوئی جھجکا

شرق و غرب اور شمال و جنوب میں دلوں کی ہری بھری کھیتیاں سبزہ زار اور چڑیوں کی نوا سب اسی کے دم قدم کی بہار ہے۔ اسی آفتابِ پدرا آفتاب سے روشنی لے کر سارے اہل سنت کے مہمہ و نجوم آج ہر طرف جگمگا رہے ہیں۔ عرب و عجم میں جو آج سنیت کی بہار ہے وہ اسی گلستانِ محبت کی دین ہے۔ اسی بقعہ نور کے شامیانے میں بیٹھ کر ایک مرد حق آگاہ ایک دیوانہ رسول نے ساری دنیا کو محبت رسول کا درس دیا تھا۔ جب ملت کا پودا مرجھار پاتا تھا تو اپنی صبح و سہا کی کوششوں سے اسے پھر سے ہرا بھرا کر دیا۔

کون نہیں جانتا کہ ہمارا مرکز عقیدت بریلی شریف ہے اور جامعہ منظر اسلام اسی مرکز عقیدت کے دل کی دھڑکن ہے، سنی علماء وہاں کی سند کو آنکھوں سے لگاتے ہیں، مساجد و مدارس اسلامیہ اس کا اعتبار کرتے ہیں۔

کون دمکاں کی دھوم تمہارے چمن میں ہے
بلبل کاشور حسن کرم کی لگن میں ہے

(نازاں)

جنت کا راستہ بھول جاؤ تو دو گھڑی اس کے سائے میں بیٹھ جاؤ غلہ کا رستہ یاد آ جائے گا

ان کا پتہ کسی سے نہ پوچھو بڑھے چلو
ہوگا کسی گلی میں تو میلا لگا ہوا

حضرت آسی علیہ الرحمہ کو یہ ذہن کہاں سے ملا۔ یہ فیضان اسی جامعہ منظر اسلام بریلی شریف کی دین ہے انہوں نے یہ بھی شعر اسی ترنگ کے سائے میں بیٹھ کر لکھا ہے۔ پڑھئے اور

آج بھولے نہ سائیں گے کفن میں آسی
ہے شب گور بھی اس گل سے ملاقات کی رات

امام احمد رضا اگر ساقی ہیں تو ان کا میکدہ یہی جامعہ منظر اسلام ہے۔ پڑا ہوا خشک بھی ادھر ہی تاکتے ہیں۔

کہاں میخانے کا دروازہ غالب اور کہاں واعظ
پراتا جانتے ہیں کل وہ جاتا تھا کہ ہم نکلے

اگلے پاؤں پھر جاتا ہے۔

سبحان اللہ اس ایمان افروز ترجمہ پر دشمنان اسلام کو کسی قسم کے اعتراض کا موقع نہیں صرف ایک لفظ (دیکھیں) نے ترجمہ کو اس اعتراض سے پاک فرما دیا اور قرآن کی مراد نیز ترجمہ کا مقصد بھی برقرار ہے اسی کو کہتے ہیں تائید بانی جس سے ان دیوبندی مترجمین کے قلوب واذہان محروم ہیں۔

اسی طرح اس آیت کریمہ کا ترجمہ دیکھیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

وقال الذين كفروا لئلا نسلهم لنخز جنكم من ارضنا ولتعودن في ملتنا

دیوبندی امت کے حکیم معنوی مولانا اشرف علی تھانوی اور بندی دیوبندی صاحبان کے شیخ الہند مولانا محمود الحسن وغیرہ قرآن کریم کا اردو ترجمہ کر نیوالوں سے اس مقام پر بھی خطائے عظیم صادر ہوئی ہے کہ اس (لتعودن) کو عاودہ فعل تام کا مضارع سمجھ کر فعل تام کا ترجمہ کر گئے جس سے رسولوں پر کفر کی تہمت لگ گئی حالانکہ یہ پاک ہستیاں کفر سے اجماعاً منزہ ہوتی ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو تھانوی صاحب کا ترجمہ یہ ہے کہ

اور ان کفار نے اپنے رسولوں سے کہا ہم تم کو اپنی زمین سے نکال دیں گے یا یہ کہ تم ہمارے مذہب میں پھر آؤ۔

قارئین کرام اس پھر آؤ سے یہی مفہوم ہوتا ہے کہ وہ رسول پہلے کفار کے مذہب پر تھے اور ان کا مذہب کفر تھا۔

العیاذ باللہ تفسیریں ترجمہ ناپاک و پراگندہ خیال۔ اور دیوبندی شیخ الہند کا ترجمہ یہ ہے

اور کہا کافروں نے اپنے رسولوں کو کہ ہم نکال دیں گے تم کو اپنی زمین سے یا لوٹ آؤ ہمارے دین میں

قارئین کرام اس (لوٹ آؤ) سے بھی تو یہی مفہوم ہو رہا ہے کہ رسول پہلے ان کے دین میں تھے اور ان کا دین کفری تھا تو رسول پہلے کفری دین میں تھے معاذ اللہ خاش بدہن حضور امام الخو افادہ فرماتے ہیں ان دیوبندی مترجمین کو علوم سے دور کا واسطہ نہیں اور یہ لوگ رسولوں کو اپنے جیسا بشر سمجھتے تھے جیسا کہ کافروں کا بھی یہی عقیدہ تھا ایمان افروز صحیح و تائیدی ترجمہ وہ ہے جو مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ القوی نے فرمایا ہے اور وہ یہ ہے۔

اور کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا ہم ضرور تمہیں اپنی زمین سے نکال دیں گے یا تم ہمارے دین پر ہو جاؤ سبحان

کے ظاہری اختلافات کا تطابق و توافق نہایت ہی آسان طرز سے فرما رہے تھے۔ جس سے فقہی دلائل و براہین میں بے مثال و بے نظیر نظر آئے۔ چوتھی طرف ملک و بیرون ملک سے آئے ہوئے فقہی و غیر فقہی سوالات کا جوابات دے رہے تھے۔ گویا کہ اعلیٰ حضرت چوکی لڑائی میں مصروف جہاد تھے۔ ہر محاذ پر کامیابی و کامرانی میں رواں دواں تھے۔ آپ اپنے علم و عمل اور تقریروں اور تحریروں سے فرق باطلہ کا مقابلہ کرتے ہوئے پرچم عظمت اسلام بلند کر رہے تھے۔ اور یکہ و تنہا اپنی علمی شان و شوکت سے طاغوتی طاقتوں کا مقابلہ کر رہے تھے۔

ایسے حالات میں کسی مدرسہ کے قیام کی طرف ذہن مبذول نہیں ہوا۔ مگر آپ کے متوسلین اور احباب و مخلصین حضرات اس کمی کو پورا کرنے کیلئے ہر طرف بے چین نظر آ رہے تھے۔ اور اس ضرورت کو بھی محسوس کر رہے تھے۔ تحریری و تقریری خدمات کے ساتھ علم شریعت و طریقت کو معاشرے میں عام کرنے کیلئے ایسے افراد پیدا کئے جائیں جن کے ذریعہ علمی ترقیاں ہوں اور ان افراد کو دینی فکر و آگہی سے آراستہ کر دیا جائے۔ جو ہر محاذ پر تحریر و تقریر کے ذریعہ پھیلی ہوئی بد عقیدگی کا قلع قمع کر دیں۔ اسلامی علوم و فنون کا ایک ایسا مرکز قائم کیا جائے جو مسلم نوجوانوں کو ایک اچھا مسلمان اور معاشرہ کا بامعتمد بھی بنا سکے۔ جہاں علوم عقلیہ و نقلیہ کے علاوہ طالب علم فکری اخلاق اور روحانی تربیت بھی ملتی رہے۔

لیکن آپ کی مصروفیات کے پیش نظر کسی کو عرض مدعا کی ہمت نہ ہوئی۔ بالآخر اعلیٰ حضرت کے مزاج شناسی احباب کے سید امیر احمد صاحب کو اس اہم کام کیلئے واسطہ بنایا۔ سید صاحب قبلہ اکثر و بیشتر دیگر احباب کیساتھ حاضر خدمت رہتے۔ ایک دن موقع غنیمت پا کر اعلیٰ حضرت سے ایک مدرسہ کے قیام کا تذکرہ کر دیا۔ بلکہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر آپ نے اہل سنت و جماعت کی بقاء کیلئے مدرسہ قائم نہ کیا اور وہابیوں، دیوبندیوں، بے دینی اور بد عقیدوں وغیرہم کی تعداد میں یوں ہی اضافہ ہوتا رہا تو بروز قیامت آپ کے آقا و مولیٰ حضور پر نور شافع یوم الثور کی بارگاہ عالیہ میں شکایت کروں گا۔ سید زادہ کی زبان سے اتنا سنا تھا کہ امام احمد رضا خاں لکڑہ براندہم ہو گئے۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ ایک سید کی آرزو آپ پوری نہ کریں یہ نہیں ہو سکتا جب کہ سید زادے کے حکم پر سنگلاخ و ریگزار میں چلنے کیلئے تیار نظر آتے تھے۔ اشکبار آنکھوں کی حالت میں سید صاحب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا سید صاحب آپ کا حکم سر آنکھوں پر ہے۔ مدرسہ ضرور قائم کیا جائے گا۔

آپ کے مخلصین احباب کو مدرسہ کے قیام کے متعلق علم ہو جانے کے بعد یحییٰ خوشی حاصل ہوئی اس کے بعد مسلمانان اہل سنت کے

صفت جماعت بھاگنے ہی میں یا میدان مناظرہ میں نہ آنے ہی میں اپنی خیریت سمجھتی تھی۔ حق و صداقت اور فکر و فن کے ایسے ایسے نادرونا یا ب مناظر پیش فرمائے جنہوں نے آنکھوں کو نور اور دلوں کو سرور بخشا۔ دانش و تدبیر اور فکر و نظر کے ایسے ایسے چراغ روشن فرمائے جن کی ضیاء پاشی کے جلوے میں آج بھی اہل حق کا قافلہ مجملہ تعالیٰ بلا خوف و خطر ہزاراں شان و شوکت کیساتھ صراطِ مستقیم پر گامزن رہ کر دوسروں کو دعوتِ حسن و اعتمادِ عمل دے رہا ہے۔ حق ہے۔

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا

وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

انگریزوں کے فکروں پر پلنے والے دیوبندی مولویوں کی نئی نسل اپنے بزرگوں کے علم و فضل کا خطبہ پڑھتے نہیں تھکتی۔ حالانکہ ع برعکس نہند نام رنگی کا فور۔ کے مطابق اکابرین دیوبند کی علمی حبی دانشی عالم آشکارا ہو چکی ہے۔ جیسا کہ دارالعلوم دیوبند کے حقیقی تحقیقی بانی حضرت مولانا سید عابد حسین علیہ الرحمہ سے چالاک نوکر قاسم نانوتوی نے دارالعلوم چھین لیا۔ اور غصب کرنے کے بعد خود بانی دارالعلوم بن بیٹھا۔ کہ آج قاسمی کہلانے والے حقیقت میں غاصی کہلانے کے مستحق ہیں۔ اسی قاسم نانوتوی کی علمی حیثیت ملاحظہ کی جائے۔ محمد قاسم نے کتابیں کچھ بہت نہیں پڑھی تھیں۔ بلکہ پڑھنے کے زمانہ میں بھی بہت شوق و مشقت سے نہیں پڑھا تھا۔ (قصص الاکابر۔ سوانح قاسمی) جب امتحان کے دن قریب ہوئے تو (مولوی قاسم) نانوتوی صاحب امتحان میں شریک نہ ہوئے اور مدرسہ چھوڑ دیا۔ (سوانح قاسمی) دارالعلوم دیوبند میں مولانا محمد قاسم نے درس نہ دیا (سوانح قاسمی) سوانح قاسمی میں قاسم نانوتوی نے خود اعتراف کیا کہ وہ غلط مسئلے بتادیا کرتے تھے۔ پھر کسی سے پوچھ پاچھ کر کے لوگوں کے گھر جا کر بتاتے کہ اس وقت ہم نے مسئلہ غلط بتایا تھا۔ کسی نے ہمیں مسئلہ بتایا اور وہ اس طرح ہے ”سوانح قاسمی“ ارواحِ ثلاثہ اور قصص الاکابر وغیرہ میں ہے کہ قاسم نانوتوی مطبع احمد میں مزدوری کرنے لگے۔ رشید احمد گنگوہی کی ازدواجی ضرورت پوری کرنے والے اسی مزدور کو آج دیوبندیوں نے بریس اور زبان کے بوتے پر کہاں بچھا پینچا دیا۔ (معاذ اللہ)

مولوی عبدالشکور ابا بکر پوری کا جواب طور سے، مولوی یعقوب صاحب جامع العلوم مظفر پور کا مناظرہ برہما مظفر پور سے، ابا بکر پور اور امام موری کے (دیوبندی) مدرسین کا سرزمین چھوڑا ہی (ویشالی) سے اور (خود آپ) مولانا شمس الحق صاحب چکولیادی کا چوک مسجد (ابا بکر پور سے انکار و فرار اور ہر مقام پر سنی علماء اجتماع و استقلال اول کے زہق الباطل اور آخر کے جاء الحق کا ناقابل تردید ثبوت بن چکا ہے۔

آپ مبہوا (ویشالی) گاندھی میدان میں یا یکساں والی (ویشالی) مسجد میں حق و باطل میں امتیاز پیدا کرنے کیلئے آجائیے۔ اور کم از کم ایک ماہ کی مدت مقرر کیجئے ساری انتظامی تیاریاں کر لی جائیں۔ اور اگر تحریری طور پر مجھ سے استفادہ و استفادہ منظور ہے تو آپ کتابیں بھیجتے رہئے۔ اور میں ان کا مطالعہ کر کے آپ کو ان کا مفہوم سمجھاتا رہوں۔ شاید خداوند قدوس آپ کو اور آپ کی پوری رعایا کو قبول حق کی توفیق بخشے۔ وما ذلک علی اللہ العزیز۔

خیر اندیش۔

حامد القادری غفرلہ

خانقاہ قادری تھتیاں شریف مظفر پور

۵ مردی الحجه ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۲ مارچ ۲۰۰۰ء

نوٹ: ماہِ رجب المرجب ۱۴۲۲ھ تک اس کا جواب نہیں مل سکا۔

مذکورہ بالا خطوط کے مطالعہ سے اس امر کے ماننے میں قطعاً کوئی دقت نہیں ہونی چاہئے کہ علمائے سوء ہمیشہ سے ہی علم سے کورے اور جہالت و سفاهت میں پورے اترتے رہے ہیں۔ اسلئے میں علمائے دیوبند سے بصد خلوص گزارش کرتا ہوں کہ وہ اپنی تنہائی اور خلوت میں میرے امام حضور سیدنا احمد رضا فاضل بریلوی لازالت شمس افضالہم بازغہ کی عظیم کتابوں کا مطالعہ کر کے اپنا ایمان و عقیدہ درست کر لیں۔ اور برملا اعلان کر دیں کہ اب تک ہم غلط ملاؤں سے وفاداری و ہمدردی کر کے اپنا دین و ایمان برباد کئے ہوئے تھے۔ اور اب اشرف علی تھانوی، رشید

حاصل کیا جائے۔ علم سے مراد دینی کتابیں تصنیف کرنا اچھے اچھے شاگردوں کو چھوڑنا جس سے علمی فیضان جاری رہے۔ اس حدیث پاک پر عمل کرتے ہوئے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے دینی فیضان جاری رکھنے کیلئے ایک ہزار سے زائد دینی اسلامی کتابیں تصنیف فرمائیں۔ جن کے ذریعے مذہب حق پھیلتا رہے گا۔ اور اللہ کے بندوں کو دینی و دنیوی و اخروی فائدہ پہنچتا رہے گا۔ سرکار اعلیٰ حضرت نے مخلوق خدا اور دین مصطفویٰ کی خدمت کیلئے بریلی شریف کی پاک سرزمین پر ۱۳۲۲ھ میں ایک عظیم ادارہ قائم فرمایا جس سے ہزاروں تشنگان علوم نبویہ نے اپنی اپنی علمی پیاس بجھائی، بجھا رہے ہیں، اور انشاء اللہ صبح قیامت تک بجھاتے رہیں گے۔ سوم: نیک اولاد جو والدین کیلئے دعائے خیر کرے نیک اولاد کا ثواب بھی جاری رہے گا۔ یعنی صالح اولاد کی نیکیوں اور اعمال خیر کا ثواب بھی والدین کو پہنچتا رہے گا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے دو ایسی نیک اولاد قوم کو عطا کی ہیں جن میں سے ایک کو حجۃ الاسلام اور دوسرے کو مفتی اعظم ہند کے نام سے قوم جانتی اور پہچانتی ہے۔

ملک العلماء

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے تلامذہ نہ صرف علم و عمل کے پیکر تھے بلکہ انکے اندروین کا سچا درد بھی تھا اور صلاحات دینی بھی تھی۔ اکتساب فیض کرنیوالوں میں سب سے پہلا نام ملک العلماء علامہ ظفر الدین قادری بہاری کا ہے۔ جنہوں نے اس وقت کے عظیم اور نامور اساتذہ کے سامنے زانوئے ادب طے کیا لیکن ان حضرات سے مکمل سیرابی نہیں ہوئی تو بارگاہ اعلیٰ حضرت میں آکر مکمل سیرابی حاصل کی۔

۱۳۲۲ھ میں جب جامعہ منظر اسلام قائم ہوا تو سب سے پہلے آپ اور آپ کے رفیق وطن مولانا عبدالرشید عظیم آبادی کا نام سرفہرست آتا ہے۔ کہ جامعہ منظر اسلام کا افتتاح انہیں دو طالب علموں سے حدیث پاک کی آخری اور سب سے بڑی کتاب بخاری شریف سے ہوا۔

ملک العلماء نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ سے صحیح بخاری شریف، شرح چغینی، علم توقیت، جفر، تفسیر وغیرہ فنون حاصل کئے اور تصوف کی کتابوں میں عوارف المعارف اور رسالہ فقیر یہ کا بھی درس لیا اور شعبان ۱۳۲۵ھ ۱۹۰۷ء

ہے پس اسوقت دنیائے سنیت میں دو ادارے از حد مشہور و معروف ہیں ایک یادگار اعلیٰ حضرت جامعہ منظر اسلام دوسرا یادگار حافظ ملت جامعہ اشرفیہ مبارکپور۔ جامعہ منظر اسلام کے موجودہ صدر المدرسین، تلمیذ رشید حافظ ملت، جامعہ منقولات حضرت علامہ مولانا نعیم اللہ خاں صاحب قبلہ ہستی، اور جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے موجودہ شیخ الحدیث و شیخ الافاء شہزادہ صدر الشریعہ محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری صاحب قبلہ گھوٹی ہیں۔

آپ کا سب سے بڑا احسان قوم و ملت پر آپ کی یادگار جامعہ اشرفیہ مبارکپور ہے جو منظر اسلام ہی کا فیضان خاص ہے

مفتی غلام جان ہزاروی

حضرت علامہ مفتی غلام جان ہزاروی ثم لاہوری قدس سرہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کا شہرہ من کر مرکز علم و عرفان جامعہ منظر اسلام بریلی شریف تشریف لائے۔ اور شمس العلماء مولانا محمد ظہور الحسن رام پوری اور صدر الشریعہ سے درس نظامی کی آخری کتابیں پڑھ کر صحاح ستہ کا دورہ کیا۔

۱۳۳۷ھ کے جلسہ دستار بندی میں امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کے مبارک ہاتھوں سے دستار فضیلت حاصل کی۔ فراغت کے بعد جامعہ منظر اسلام میں کچھ عرصہ تک مدرس رہے اور تعلیمی و تدریسی خدمات کو بحسن و خوبی انجام دیا۔

شمس العلماء

شمس العلماء حضرت علامہ مفتی غلام مجتبیٰ صاحب اشرفی (مصنفہ ”منظر آیات الباری مافی صحیح البخاری“) کی ولادت ۱۹۳۷ء میں ضلع کشن گنج کے گاؤں کوساری میں جناب خادم علی ابن خیرات علی کے گھرانے میں ہوئی۔

آپ کی ابتدائی تعلیم اپنے ہی گھر میں امام بہادر حسین و ڈاکٹر ابوالحسن کے پاس ہوئی۔ اس کے بعد فارسی کی پہلی سے لیکر گلستان و بوستاں تک کی تعلیم تلمیذ رشید صدرالافاضل و مفتی احمد یار خاں، قطب بہار و بنگال علامہ نصیر الدین صاحب خلیفہ اشرفی میاں عالیہ الرحمہ کے پاس ہوئی۔ پھر ۱۹۵۴ء میں بحر العلوم کثیبار پنچے اور ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری اور علامہ سید سلیمان اشرف بھاگلپوری سے اکتساب فیض کیا۔

۱۹۵۶ء میں دنیائے سنیت کی مشہور و معروف اسلامیات کی عظیم درسگاہ جامعہ منظر اسلام بریلی شریف میں داخل

ہو کر جملہ علوم و فنون حاصل کئے۔ اور ۱۹۵۹ء میں آپ کی دستار فضیلت ہوئی اور سند فراغت عطا کی گئی۔

چونکہ آپ پڑھنے میں کافی ذہین تھے اور ہر جماعت میں امتیازی پوزیشن حاصل کرتے تھے۔ اس لئے حضور مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ نے آپ کو بعد فراغت معین المدرسین کی حیثیت سے رکھ لیا۔ اور پھر ایک سال بعد ۱۹۶۰ء میں مولانا نعیم الدین صاحب گورکھپوری کی جگہ پر مستقل طور پر آپ کی تقرری ہوئی۔ اور آپ نے درس و تدریس کے میدان میں وہ کمال حاصل کیا کہ ۱۹۶۹ء میں بحر العلوم مفتی سید افضل حسین صاحب مولگیری جو کہ اس وقت منظر اسلام کے صدر مدرس تھے۔ ان کے پاکستان چلے جانے پر ان کی جگہ آپ عہدہ صدارت پر جلوہ افروز ہوئے۔ اور ۱۹۷۵ء تک آپ نے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کے نصاب تعلیم و نظریہ تعلیم کے مطابق منصب صدارت کے فرائض انجام دیئے۔ پھر اس کے بعد دارالعلوم دیوان شاہ بھیونڈی تشریف لے گئے۔ ۲۲ سال تک وہاں پر آپ نے صدر المدرسین کا فریضہ انجام دیا۔

لیکن نیرۃ اعلیٰ حضرت، شہزادۂ ریحان ملت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں صاحب قبلہ سبحانی میاں مدظلہ العالی سجادہ نشین خاتقاہ عالیہ رضویہ و مہتمم جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف نے ۱۹۹۹ء میں دوبارہ منظر اسلام کے منصب شیخ الحدیث کیلئے بلا یا۔ اور الحمد للہ! ابھی تک منصب شیخ الحدیث پر فائز ہیں۔

منظر اسلام میں آپ کے اساتذہ:

مفسر اعظم ہند علامہ محمد ابراہیم رضا خاں علیہ الرحمہ

بحرالعلوم مفتی سید افضل حسین مونگیری

شیخ الحدیث علامہ مولانا احسان علی مظفر پوری

علامہ مفتی جہانگیر احمد خاں اعظمی علیہم الرحمہ

آپ کے تلامذہ کی تعداد دس ہزار سے بھی زائد ہے مگر ان میں سے چند حضرات قابل ذکر ہیں انکے اسماء مندرجہ ذیل ہیں۔

نفیقہ اعظم، تاج الاسلام، حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب قبلہ ازہری

صاحب سجادہ علامہ حضرت الحاج الشاہ محمد سحان رضا خاں صاحب قبلہ سبحانی میاں مہتمم جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

حیثیت کا حامل ہو۔ میں بغیر کسی مبالغہ کے دعویٰ کے ساتھ یہ تحریر کر رہا ہوں کہ ”منظر“ سے یہ سارے مناظر آں دم سے ایس دم تک جاری ہیں۔ اور قیامت تک انشاء اللہ تعالیٰ جاری رہیں گے اور بلا کسی اختلاف کے یہ اہل سنت کا مرکز تسلیم شدہ ہے اس لئے کہ یہاں آج بھی ان مقدس ہستیوں کا روحانی فیض جاری ہے جن کے علمی نفوش تا قیام قیامت دھندلائے نہیں جاسکتے۔ اس جامعہ منظر اسلام میں علمی فیض حاصل کرنے والی تمام ہستیاں ہیں جن کے نام نامی اہل سنت و جماعت میں آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ چنانچہ حضور ربیعان ملت قدس سرہ نے بھی اسی باغ علم و حکمت میں تعلیم حاصل کی۔ جد امجد حضور حجۃ الاسلام نانامحترم مفتی اعظم ہند والد مکرم مفسر اعظم ہند علیہم الرحمہ سے اکتساب فیض کرنے کے بعد دیگر اکابر اہل سنت سے مختلف علوم و فنون کی کتابیں پڑھیں۔ اور جامعہ منظر اسلام کے سالانہ جلسہ کے موقع پر علمائے کرام کی مقدس جماعت کی موجودگی میں دستار و سند فضیلت سے نوازے گئے۔

رضا حامد کی دنوری کے گلشن کا حسین ریحان جب علم و حکمت کی کتابوں کو پڑھنے کے بعد اسم بامسمیٰ ہو کر مہر کا تو اپنی علمی خوشبو کو مرکز اہل سنت جامعہ مظہر اسلام ہی سے فضاء عالم میں پھیلانے کیلئے تقریباً ۱۹۵۳ء کی ابتداء یا ابتدا میں مسند تدریس پر جلوہ افروز ہو گئے۔ اس وقت حضور ریحان ملت کی عمر شریف کا تذکرہ علامہ شبینم کمالی پوکھرہ روی فرماتے ہیں کہ ۱۹ سال یا اس سے کم تھی۔ (اعلیٰ حضرت اگست ۱۹۹۸ء)

جب ریحان ملت مسند تدریس پر فائز ہوئے اس وقت وہاں بڑے بڑے جید علماء علم و فضل کے گھر لٹا رہے تھے انہیں چند حضور ریحان ملت کے اساتذہ کرام بھی تھے۔ علماء کے اس حسین سنگم میں حضور ریحان ملت کے اضافے نے جامعہ منظر اسلام کی علمی خدمات کیلئے سونے پر سہاگہ کا کم کیا۔ آپ نے انتہائی کامیابی اور ذمہ داری کے ساتھ تدریسی خدمات کا آغاز فرمایا یہاں تک کہ تھوڑے ہی عرصہ میں طلباء کے دل و دماغ پر اپنی قابلیت و لیاقت اور شفقت کا نقش جمیل ثبت فرمادیا۔ دورانِ درس علوم و عرفان کے بیش بہا نکات عام فہم اور حسین پیرایہ میں پیش فرماتے اور ہر فن کی کتابوں کا درس طلباء کو دیتے اور پڑھانے کا انداز و خیال یہ ہوتا کہ جامعہ منظر اسلام سے فارغ ہونے والے ہر میدان میں اپنی مثال آپ ہوں۔ یہی وجہ تھی کہ یہ خیال ملحوظ رکھتے کہ کون طالب علم کس انداز بیان اور زبان میں پڑھانے سے اس کی علمی تشنگی سیراب ہو سکتی ہے تو اس کو اسی زبان میں پڑھاتے مثال کے طور پر علامہ شبینہ کمالی صاحب پوکھر یروی کے اس مقالہ سے ملخصاً

تحریر کر رہا ہوں جس کو علامہ نے عالمی ریحان ملت سیمینار کے موقع پر قلم بند فرمایا تھا۔

”دورہ حدیث میں مری لنگا کے مولانا یدرالدین صاحب اور حضرت مولانا محمد م صاحب ایسے خوش نصیب تلامذہ میں سے ہیں جنہیں حضور ریحان ملت نے بخاری شریف کی توضیح و تشریح عربی زبان میں پڑھائی اور دونوں حضرات حضور ریحان ملت کے علمی فیضان کا یوں اعتراف کرتے ہیں۔ ”حضور ریحان ملت سے جو فیض علمی و روحانی ہم کو ملا وہ کہیں نہیں ملا“ (اعلیٰ حضرت اگست ۱۹۹۸ء)

اس بات کا اعتراف تو ضرور ہے کہ دین و سنت کا یہ ریحان فضائے عالم میں ہر طرف مہک مہک کر اہل ایمان کے مشام جاں کو معطر کیا۔ صرف شہر بریلی ہی نہیں بلکہ پورے عالم اسلام میں گلشن رضا کے ریحان نے اپنے علم و فضل اور تبلیغ و اصلاح کی بدولت جو شہرت حاصل کی اس سعادت اور شہرت و عظمت کیلئے اپنی ذات کی کوئی خصوصیت نہیں سمجھتے بلکہ اس کو مجدد اعظم امام احمد رضا اور جد امجد مولانا حامد رضا قدس سرہم کی نوازش قرار دیتے اور جامعہ منظر اسلام جو انہیں دونوں شخصیتوں کے علمی فیضان کا مظہر ہے اس کی آغوش تعلیم و تربیت کا احسان ثابت کرتے ہیں جس کا اظہار اس شعر میں خود حضور ریحان ملت تحریر فرماتے ہیں۔

یہ ریحان دین و سنت کے مہکتے ہیں جدھر دیکھو

نوازش ہے رضا کی اور احسان ان کے منظر کا

تحدیثِ نعمت کے طور پر حضور ریحان ملت نے مختلف موقعوں پر کئی شعر ارشاد فرمائے ہیں اور یہ بات بالکل حق ہے کہ خانوادہ اعلیٰ حضرت میں ریحان ملت جیسا کوئی پھول نہ کھلا جس نے گلستان رضا کی خوشبو ہر میدان میں اپنی ذات سے پھیلائی ہو۔ یہ صرف ریحان ملت کی خصوصیت تھی۔ میں مندرجہ ذیل میں ان ساری خصوصیات کو قلم بند کر رہا ہوں جو حضور ریحان ملت میں موجود تھی۔

(۱) مسند اعلیٰ حضرت سجادہ نشین

(۲) جامعہ منظر اسلام کا مہتمم

(۳) بحیثیت شیخ الحدیث جامعہ کادرس

منظر اسلام وقت کی

اہم ضرورت

از قلم: محمد شرافت حسین رضوی شعبہ تربیت افتاء الجامعة الرضویہ پٹنہ

۱۳ جون ۱۸۵۶ء کا زمانہ ایک طرف تاہناک و پر بہار ہے تو دوسری طرف پر آشوب و تاریک بھی، اس لئے کہ یہی وہ زمانہ ہے جس میں بھانت بھانت کے فرقہ ہائے باطلہ کا ظہور ہوا۔ دہابیت، دیوبندیت، شیعیت، اور قادیانیت وغیرہ اسی زمانے کی پیداوار ہیں اور ہر ایک نے اپنے اپنے طور پر بھی سیدھے سادھے، سادہ دل مسلمانوں کو گمراہی و شیطنت کے جال میں پھنسا کر ان کے خرمن ایمان و عقیدہ کو لوٹا۔ اور پورے ماحول کو کفر و الحاد کی مسموم ہوا سے مکدر کر دیا۔ گویا ۱۴۰ سال قبل نبی اکرم عالم ماکان و مایکون علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فرمایا تھا آج اس کی تصدیق ہو رہی تھی، ”حدیث صحیح میں ہے کہ ایک بار حضور رحمت عالم ﷺ کا دریائے کرم جوش پر تھا سہار کا رنے دعا فرمائی کہ اے اللہ ہمارے لئے یمن اور شام میں برکت دے، یہ سن کر نجد کے ایک باشندے نے عرض کی اور ہمارے نجد میں یا رسول اللہ ﷺ حضور نے دوبارہ یمن اور شام کے حق میں دعا سے برکت فرمائی، نجد کے اس باشندے نے پھر اپنی درخواست پیش کی تو حضور نے پھر یمن اور شام کیلئے دعا فرمائی، دوسری یا تیسری بار نجد کیلئے درخواست دعا فرمایا ”هناك الزلازل والفتن وبها يطاع قرن الشيطان“ وہاں (نجد میں) زلزلے اور فتنے ہیں وہاں سے شیطان کے ساتھی نکلیں گے (بخاری شریف جلد دوم ص ۱۰۵۱)

لگی۔ قادیانیت و شیعیت کی جان ہی نکل گئی، نیچریت و رافضیت دم بخود رہ گئی۔ کلک رضا چلتا گیا۔ فرقہ ہائے باطلہ کی گندی زبانیں کٹتی چلی گئیں۔ پھر تھوڑے ہی عرصہ میں عشق و ایمان کا ایسا سماں قائم ہوا کہ ”کان جدھر لگائیے تیری ہی داستان ہے“ کا حسین منظر نظر آنے لگا۔ غرض کہ انہوں نے زبان و قلم دونوں طرح سے باطلوں کا بھرپور جواب دیا۔ لیکن ان سب کے باوجود آپ کی مجددانہ شان، مومنانہ بصیرت اور دور رس نگاہوں نے پیش آنند خطرات کو محسوس کر لیا کہ قوم و ملت کو ایمان و عقیدے کے اعتبار سے تعلیم کے ذریعہ جس قدر نقصان پہنچایا جاسکتا ہے، اتنا کسی دوسری طرف سے نہیں۔ انہیں خطرات کے پیش نظر آپ نے مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف کی بنیاد ڈالی۔ اس کی بنیاد پڑتے ہی پیاسے کو چشمہ اور چشمہ کو بہاؤ کا راستہ مل گیا۔ گنبد خضرا سے حسین پھواریں پڑیں۔ اور مارہرہ سے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں پھیلیں دونوں نے مل کر ماحول کو سہانا کر دیا گیا۔ پھر ایسے خوش گوار ماحول میں اعلیٰ حضرت نے ایسا راگ چھیڑا جو ہوا کے دوش پر لہراتا ہوا جہاں جہاں پہنچا سب کو مست و بے خود کر دیا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے تشنگان علوم نبویہ اور عشاق کا قافلہ بریلی کی سرزمین پر اتر پڑا۔ دنیا نے دیکھا کہ اعلیٰ حضرت نے علم و فضل کا ایسا چشمہ جاری کیا کہ جہاں سے پوری دنیا کے لوگ سیراب ہوئے۔

اور آج بھی اس روحانیت و معرفت کے سینٹر سے یہ پیغام نشر ہو رہا ہے کہ مسلمانو! اپنے ایمان و عقیدے کی حفاظت چاہتے ہو تو بریلی شریف آؤ۔ یہی وہ مدرسہ ہے جہاں سے علماء، مفتیان کرام، مناظرین، مفسرین، محدثین، واعظین وغیرہم کی ایسی ٹیم تیار ہو کر نکل رہی ہے جو آج ہر اسلام مخالف عناصر کا بھرپور جواب دے رہی ہے۔ آج اس کے فارغ التحصیل ملک و بیرون ملک ہر میدان میں اپنی نمایاں خدمات اور حسن کارکردگی کی وجہ سے ممتاز ہیں۔ غرض کہ منظر اسلام کا اولین مقصد رنگ و نسل کا امتیاز کئے بغیر دینی تعلیم کو فروغ دینا اسے عام کرنا۔

فرزند ان اسلام کو دینی علوم و فنون اور زندگی کے آداب اور محاسن سے آراستہ و آگاہ کرنا ہے۔ اس عظیم درس گاہ سے ایسے افراد پیدا ہوئے جو فرقہ باغی باطلہ کی شکست و ریخت و رد و ابطال کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ بحث و مناظرہ کے ذریعہ حق و حقیقت کی حفاظت و صیانت کا کام انجام دیتے رہے۔ اس طرح مدرسہ منظر اسلام اور اس کے فارغ التحصیل

ΓΑ

174

[illegible]

۱	حضرت علی	رضی الله عنه	۶	عبد الوہاب	سکونت	۱۰	امام علی
۲	حیدر حسن	نور علی	۷	حیدر علی	سکونت	۱۱	امام علی
۳	علاء الدین	سید علی	۸	سید علی	سکونت	۱۲	امام علی
۴	حیدر حسن	امام علی	۹	سید علی	سکونت	۱۳	امام علی
۵	حیدر حسن	امام علی	۱۰	سید علی	سکونت	۱۴	امام علی

تحریر کیا ہے میرے دوست مولانا سیدی امجد علی صاحب مدظلہ العالی
وامام شیعہ ہجرت کیا ہے کشتخانہ طلبہ مدرسہ اہل سنت
شہرہ راجہ احمد علی صاحب مدظلہ العالی

[illegible]

شیخ طریقت حضرت مولانا المحترم سبحان رضا خاں صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ رضا نگر

السلام عليكم ورحمة الله

حضرت میں محمد مظہر حسن ابن جمیل محلہ ناگران بدایوں شریف کا ساکن ہوں آپ نے فرمایا تھا کہ اپنی سند اور کچھ مضمون دارالعلوم کے بارے میں لکھ کر بھیج دینا۔ میں کئی سال سے فالج اور لقوہ کا شکار ہوں اس مسلسل علالت کے بعد اب کچھ سکون ہے۔ اس سال عرس نوری میں حاضری کے موقع پر میں نے حضور آپ سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ آپ نے عبد انیم عزیزی سے فرمایا کہ مظہر حسن کا نام اشتہار میں دیدیں پھر سند اور جو بھی لکھ سکیں ضرور بھیج دیں۔ لہذا بسبب کمزوری طبع کچھ سطور حاضر ہیں۔ میں نے ۱۹۶۲ء میں دورہ حدیث کے سال دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف میں داخلہ لیا اس وقت حضرت مولانا ابراہیم رضا خاں مفسر اعظم ہند مہتمم تھے۔ جیسے ہی میں حضرت کی خدمت عالیجاہ میں حاضر ہوا۔ آپ نے انتہائی خوش مزاجی سے میرا داخلہ لیا۔ دورہ حدیث میں بخاری شریف، مسلم شریف تفسیر بیضاوی و سنن اربعہ پڑھیں۔ بخاری شریف حضرت مولانا احسان علی صاحب اور مسلم مولانا عبد التواب صاحب مصری سے اور تفسیر بیضاوی حضرت مولانا جہانگیر صاحب سے پڑھیں اور دیگر کتب بھی۔ منطق میں کوئی کتاب نہ تھی۔ اس لئے مفتی افضل حسین صاحب سے کوئی کتاب نہ پڑھ سکا اور نہ ہی کوئی خاص رابطہ رہا۔ حضرت مفسر اعظم ہند سے کچھ معلومات دینی اور ضروری مسائل پر اظہار رائے کا خیال پیدا ہوا۔ لہذا شرف ملاقات سے حضرت نے نوازا اور انتہائی شفقت کے ساتھ فرمایا کہ ایک گھنٹہ کیلئے بعد دوپہر آ جایا کرو۔ پس میرے دل کی کلی کھل گئی اور میں حاضر خدمت ہونے لگا۔ پہلی ہی بار میں اس قدر شفقت اور غایت درجہ کرم فرمایا کہ میرے پاس الفاظ نہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اس وقت علماء بدایوں کی کتاب سیف الجبار اور دوسری دینی کتب زیر طبع ہیں۔ تم یہیں خورد و نوش کیا کرو اور میرے ہی کا شانہ پر قیام کرو لہذا انا چیز سے جو بھی خدمت دین اور کتابوں میں جو بھی جدوجہد ہو سکتی تھی مصروف عمل رہا۔ حضرت بہت خوش رہتے۔ پہلے گاہے گاہے میری کتابیں سنتے اور مجھے نکتوں سے نوازتے ایک بار صرف یہ کہنے پر کہ دارالعلوم میں صرف ایک پنکھا ہے باقی کمرے والے لطلباء ہوا سے محروم ہیں۔ حضرت نے پنکھا اتروا لیا اور ایک ہفتہ بعد ہر درگاہ کے کمرے میں پنکھے فٹ ہو گئے۔ حضرت نے پر خلوص

محنت دیکھی تو فرمایا تم بڑے خوش نصیب ہو اور بہت با حوصلہ ہو اللہ تم کو علم و دین سے مالا مال فرمائے اور بدایوں میں ہماری نشانی کہنا تو۔ پھر ایک بار دارالعلوم کے بعض اساتذہ جیسے مفتی افضل حسین صاحب اور مولانا جہانگیر سے ارشاد فرمایا کہ طالب علم بدایوں کا ہے۔ لائق ہے۔ سرگرم عمل بھی ہے اپنا بے اس کا وہ بیان رکھا کریں۔ الحمد للہ ایہ مبارک مسعود کا سلسلہ مسلسل جاری رہا۔ انھیں بعد فراغت مجھے ارشاد فرمایا کہ بیٹا جا رہے ہو مگر دارالعلوم منظر اسلام کو بھولنا نہیں۔ آپ کے یہ کلمات آج تک میرے کانوں میں گونج رہے ہیں اور حاشیہ ذہن میں ثبت ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر وقت دارالعلوم سے لگا رہتا ہے۔ اس کے بعد حضرت نے داعی اجل کو لبیک کہا اور مولیٰ حقیقی سے جا ملے۔ آپ کے وصال کے بعد دارالعلوم کا اہتمام حضرت ریحان ملت نے سنبھالا۔ آپ دور اندیش، خوددار، مدبر، مفکر پیکر اخلاص و وفا، اور مدرس و مفتی تھے۔ آپ نے انتہائی دور بینی سے جائزہ لیکر تعمیر و ترقی کا کام شروع کر دیا دیکھتے ہی دیکھتے دارالعلوم کی تعمیر و ترقی افریقی ہاسٹل اور رضا مسجد کو چار چاند بنی نہیں لگائے بلکہ بقیعہ کو رینا دیا۔ آرائش و زیبائش میں تو جواب ہی نہیں ایک ناقابل فراموش یادگار بن گیا۔ آرائش و زیبائش کا سلسلہ تو آج تک جاری اور ساری ہے۔ خانقاہ رضویہ کا انتظام و انصرام بحسن و خوبی پایہ تکمیل کو پہنچنے لگا۔ اس عظیم خدمت کا سہرا بھی آپ کے سر ہے۔ عرس رضوی جو خانقاہ کی چھت پر ہوتا تھا وہ اسلامیہ انٹر کالج کے وسیع و عریض گراؤنڈ میں ہونے لگا اور باب مفتی اعظم ہند نے عرس کے سماں میں مزید رونق پیدا کر دی جو ہر خاص و عام کو دعوت فکر و نظر دے رہا ہے۔ دارالعلوم منظر اسلام کی شان ہر لحاظ سے اور رضا مسجد کی شان و فضیلت، مقام ارفع و اعلیٰ بیان کرنا میرے وہم و قیاس سے بالاتر ہے میرا قلم اس کو لکھنے سے قاصر ہے۔

حضور صاحب سجادہ نے جو کارہائے نمایاں اور تعمیر و رہائش اور انتظامات میں جو خدمات انجام دی ہیں عروج کے اعلیٰ معیار پر کھڑا کیا ہے۔ یہ سب آپ کی انتھک کاوش، خدمت و خلوص کا نتیجہ ہے۔

جسے دیکھ کر سرور کف طاری ہو جاتا ہے رضا گمر جو جلوہ گاہ اعلیٰ حضرت ہے ہمہ وقت رحمت و نور کی برسات ہو رہی ہے۔ اور دیکھنے والے پر وجد طاری ہوتا ہے۔ سبحان ملت کی پروقاہ پر خلوص کا وشوں کا جیتا جاگتا ثبوت و ثمرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ خدمات لیں۔ سبحان اللہ! الحمد للہ! ہمہ وقت فیضان اعلیٰ حضرت، حجت الاسلام، مفتی اعظم ہند، مفسر عظیم ہند، سبحان ملت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے عوام و خواص فضاہ ہو رہے ہیں۔ یقیناً اگر یہ کہا جائے تو یقیناً نہ ہوگا کہ رضا گمر جنت نشاں بنا ہوا ہے۔ بلکہ جنت نشاں ہے۔

فیضانِ خدام: محمد منظر حسن ابن جمیل احمد محلہ نائراں بدایوں شریف، فارغ التحصیل دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف

جشن صد سالہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں برکاتی کے دست کرم سے قائم ہونے والا
دارالعلوم منظر اسلام

☆ دارالعلوم منظر اسلام جیسا نام ☆ ویسا کام ☆ اب ہوئے سو سال

☆ ہمارے پاس نہ الفاظ نہ قلم صرف اور صرف عقیدتوں کے پھول نچھاور ہیں۔

☆ دارالعلوم منظر اسلام: جو علماء و فضلاء، محدثین و مفسرین، محققین و مناظرین کا گہوارہ ہے۔

☆ دارالعلوم منظر اسلام: جو عشق رسالت کی سچی محبت کی چاشنی کے جام پلانے والا۔

☆ دارالعلوم منظر اسلام: جو صحابہ کرام کی محبت کا صحیح مقام بتانے والا۔

☆ دارالعلوم منظر اسلام: جو حجۃ الاسلام و مفسر اعظم ہند کی منہ بولتی تصویر۔

☆ دارالعلوم منظر اسلام: جو مشق اعظم ہند و ریحان ملت کے دلوں کی دھڑکن۔

☆ دارالعلوم منظر اسلام: جو امام احمد رضا برکاتی کے مسلک و مشرب کا ترجمان۔

☆ دارالعلوم منظر اسلام: جو بین الاقوامی شہرت کا حامل اور عالیشان۔

☆ دارالعلوم منظر اسلام: جو مرکز اہل سنت کا نشان، یہ سب ہے برکاتی فیضان مارہرہ سے مالا مال۔

سبحان اللہ! الحمد للہ! ماشاء اللہ۔ جیسا امام ویسا صد سالہ، جیسا مجدد ویسا صد سالہ، صمیم قلب سے تحسین و تہنیت کیساتھ
سیکڑوں بار، ہزاروں بار، لاکھوں بار، کروڑوں بار، اربوں بار، سکھوں بار، بارہی بار مبارک ہو! مبارک ہو! مبارک
ہو! سبحان ملت آپ کی کاوشوں کے ساتھ زندہ باد، دارالعلوم منظر اسلام زندہ باد، مسلک اعلیٰ حضرت پائندہ باد۔

گر قبول اقتدر ہے عز و شرف

گدائے برکاتی محمد مظہر حسن قادری منظری

حویلی کمائی محلہ ناگران مدینۃ الاولیاء بدایوں شریف

فراغت: ۱۳۹۰/۰۱/۱۹ء

(۱۳) مولوی حبیب الرحمن ولد عبد المجید ساکن محلہ جھنگاؤں، پورنیہ بہار

تاریخ پیدائش: ۲ فروری ۱۹۵۰ء

فراغت: ۱۳۹۲/۵/۱۹ء

بیعت: تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند سے ۲۹ جون ۱۹۷۲ء میں ہوئی۔

مشغلہ: مدرسہ اسلامیہ فیض الغریبہ صحیحہ کون میں مدرس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ تبلیغ دین، فروغِ سنیت، اور ردِ عقائدِ باطلہ میں مشغول ہیں۔

(۱۵) مولوی شمشاد حسین ولد درقاقت حسین ساکن پورنیہ بہار

تاریخ پیدائش:

فراغت: ۱۳۹۲ هـ/ ۱۹۷۲ء

مشغلہ: درس و تدریس، امامت، اور یونانی معالج

ابتدائی تعلیم والد بزرگوار سے حاصل کی اور ان ہی کی زیر نگرانی فارسی میں دستگاہ حاصل کی۔ ۱۹۶۲ء میں دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں داخلہ لے کر قراءت سیکھی اور پھر درس نظامی کی تکمیل کی۔

(۱۶) مولوی محمد نواز الدین رضوی نورانی ولد محمد صدیق ساکن جمیلہ بازار، مدھونی بہار

تاریخ پیدائش:

فراغت: ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۷ھ / ۱۹۷۷ء

مشغلہ: درس و تدریس اور فروغِ مسلک اعلیٰ حضرت، حسبِ الحکم جانشین جنسور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ حضرت علامہ الحاج اختر رضا خاں ازہری مدظلہ العالی ویراؤل گجرات پہنچ کر وہاں مددِ غوثیہ رضویہ کی نوری منزل کی تعمیر کے اعداد تک صدر مدرس کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے ہیں۔

(۱۷) مہاروی غمید الرزاق ولد محمد حنیف ساکن گوریا پوسٹ حزمیز پور ضلع مظفر پور بہار

۳ تاریخ پیدائش: ۵ مارچ ۱۹۶۲ء

فراغت: ۷ ابرجہادی الاولیٰ ۱۳۹۷ھ / ۵ مئی ۱۹۷۷ء

مشفقہ مدرسہ غوثیہ رضویہ نوری منزل ترک چوراہا ویرا اول گجرات۔

(۱۸) مولوی آفتاب الدین ولد عبد الجلیل ساکن قصبہ ڈنگ مرشد آباد (مغربی بنگال)

تاریخ پیدائش: ۷/ اپریل ۱۹۵۷ء

فراغت: ۱۳۹۷/۱۰/۱۹ء

مشغلہ مدرسہ جامعہ نعیمیہ رضویہ میں بحیثیت مدرس کام کر رہے ہیں۔

(۱۹) مولوی محمد علی خاں ولد محمد حسنین سراکن موضع بھان چورچہ سب سے پہلے شیعہ مذہب سے

تاریخ پیدائش: ۱۰ جولائی ۱۹۵۹ء

قراغت: ۱۹۷۸ء

مشفقہ صدر المدرسین دارالعلوم رضویہ شیخ پورہ مصطفیٰ آباد سیوان بہار

(۲۰) مولوی محمد یونس رضا خاں ولد مولوی محمد ادریس رضا خاں ساکن قصبہ تڈوہ بزرگ ضلع فرخ آباد

تاریخ پیدائش: ۱۵ جنوری ۱۹۴۴ء

سند اعزازی: ۳۶/۱۹۷۸ء کو حاصل کی

مشغلہ: بہت اچھے مقرر ہیں۔ آپ متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔ نو عمری سے ہی آپ دینی، تبلیغی، دورے کر کے

لوگوں کی ہدایت کر رہے ہیں۔ فی الحال اسے علاقہ کی جامع مسجد کی امامت کی ذمہ داری بھی سنبھالے ہوئے ہیں اس لیے

والد بزرگوار کے وصال کے بعد خانقاہ احمدیہ ادریسہ کی ذمہ داری بھی آپ کے سپرد ہے۔

(۲۱) مولوی محمد عبدالغفار نوری ولد عبدالعزیز ساکن بیجوٹی، یوسٹ اکڑتھیا ضلع اور یہ بہار

تاریخ پیدائش: ۲۳ مارچ ۱۹۶۲ء

فراغت: (۱۳۰۵/۱۵۸۱ء

بیعت: تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے

مشغلہ: درس و تدریس اور فروغ مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ۔

مولانا کھیری لکھنؤ پور میں تدریسی خدمات انجام دیں اس کے بعد مدرسہ اسلامیہ تیلی روڈ تحصیل لاڈنوں ضلع ناگور (راجستھان) میں مدرس ہیں۔ جہاں ماحول ناسازگار ہوتے ہوئے بھی دینی خدمات اور مسلک اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے فروغ اشاعت میں ہمہ تن کوشاں ہیں۔ علاوہ ازیں موصوف نے وہابیوں کے بیچ میں موضع بیجوینی کے اندر دارالعلوم رضائے مصطفیٰ نور الاسلام قائم کر کے وہابیوں کی بیخ کنی کی تیاری کر لی ہے۔

(۴۲) میاوی محمد عبدالقادر رضوی ولد محمد ادریس ساکن چھتر گا چھہ ضلع کشن گنج بہار

تاریخ پیدائش: ۲ مئی ۱۹۶۱ء

فراغت: ۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ ۱۳ مارچ ۱۹۸۲ء

مشغلہ: مختلف مقامات پر مدرس و تدریس اور اہمیت کے فرائض انجام دے کر اس وقت مدرسہ اہل سنت اسلامیہ محمدیہ مسجد شیخان باڑہ ہندو راؤ دہلی میں مدرس ہیں۔

(۲۳) مولوی محمد راشد عالم ولد محمد عابد حسین ساکن کوچہ پناہ پوسٹ کرہیلہ ایو برا ضلع کیشمار بہار

تاریخ پیدائش: ۱۳ فروری ۱۹۶۱ء

فراغت: ۲۰۲۱ هـ / ۱۹۸۲ء

مشغلہ: دارالعلوم غریب نواز کو چیلنا میں مدرس ہیں۔

(۲۴) مولوی محمد حسین نوری ولد محمد حنیف ساکن برہم پوری ملتان، سہراہی نیپال

تاریخ پیدائش: یکم جون ۱۹۶۲ء

رفت: ۱۳۰۳/۵/۱۹۸۳م

(۲۵) مولوی محمد عطاء الرضا المصطفوی ولد اشرف علی سماکن بدرہہ درجہ بیٹھہ بہار

مارچ خیدائش: ۵ مارچ ۱۹۶۲ء

فراغت: ۱۳۱۳/۵/۱۹۸۳ء

بیعت: حضرت مفتی اعظم ہند سے شرف بیعت حاصل ہے

مشغلہ: درس و تدریس اور فروغ مسلک اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ جس کیلئے موصوف نے بہت صعوبتیں برداشت کیں۔ مختلف مدارس میں درس و تدریس کا کام کیا اور امامت کی ذمہ داری بھی سنبھالی۔ عمر پھر وہابیوں سے نہرہ آزمائے تھے گزری۔

(۲۶) مولوی محمد اسلم، القادری ولد محمد یوسف ساکن محلہ مرغیہ چک سیٹاڑھی بہار

تاریخ پیدائش: ۱۴ مارچ ۱۹۶۲ء

فراغت: ۱۳۰۳/۵/۱۹۸۳ء

بیعت: نائب حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب قبلہ ازہری سے

خلافت و اجازت: خطیب الشیاء حضرت علامہ توصیف رضا خاں صاحب قبلہ سے

مشغلہ: ورس و تدریس دارالعلوم قادریہ غوثیہ مرغیہ چک سینٹا مرغی میں بحیثیت صدر مدرس کام کر رہے ہیں

(۲۷)، مولوی محمد ابوالکلام الرشیدی ولد محمد غیاث الدین ساکن ہری پور ضلع پورنیہ بہار

تاریخ پیدائش: ۹ مارچ ۱۹۶۶ء

فراغت: ۱۴۰۲/۱۲/۱۹ء

مشغل: خدمت خلق

(۲۸) مولوی نیاز احمد قادری ولد عبدالعزیز قادری ساکن دیوڑی ارجی ضلع سدھار تھ گمریو بی

تاریخ پیدائش: ۱۵ اگست ۱۹۶۲ء

فراغت ۱۴۰۴ھ / ۱۹۸۴ء

مشغلہ فراغت کے بعد مدرسہ قادریہ شمس العلوم، توریاسدھارتھ نگر خود قائم کیا اور طلباء کو درس دیا اس کے بعد مدرسہ عزیز یہ، مندیاسدھارتھ نگر اور دارالعلوم احمدیہ معراج العلوم میں تدریسی انجام دیں۔ تقریباً نو سال سے سرزمین مہاراشٹر پر

فراغت: ۱۴۰۶ھ ۲۹ جنوری ۱۹۸۶ء

مشغلہ: امامت و اشاعت سنت و مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ

بیعت: خلیفہ اعلیٰ حضرت حضور برہان ملت حضرت علامہ برہان الحق صاحب جبل پوری علیہ الرحمہ

اور پھر سرکار کلاں حضرت علامہ مفتی سید مختار اشرف صاحب اشرفی الجیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ سے طالب ہوئے۔

(۳۳) مولوی عزیز احمد رضوی ولد منظور احمد ساکن انسر نمپیاں مظفر پور بہار

تاریخ پیدائش: ۱۷ جولائی ۱۹۶۳ء

فراغت: ۱۴۰۶ھ ۱۹۸۶ء

بیعت: تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ سے شرف بیعت حاصل کیا

مشغلہ: تدریس، خطابت و امامت قدرے شعر و شاعری و مضمون نگاری۔ تحصیل علم۔ ابتدائی تعلیم جامعہ رحمانیہ حامدیہ

پوکھریہ بیتا مڑھی میں حاصل کی اور ۱۹ پارے حفظ کئے پھر حضرت مولانا جمشید عالم رضوی کے ہمراہ جامعہ فاروقیہ بنارس

پہنچ کر حفظ قرآن کریم مکمل کیا اور یہیں جماعت خامہ تک زیر تعلیم رہ کر جامعہ حنفیہ غوثیہ بکھر ڈیہہ میں داخلہ لیا میلان

طبیعت نے مرکز علم عقیدت جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف پہنچا دیا۔ جہاں سادہ سے دور حدیث کی تکمیل کے

بعد ممتاز فضیلت حاصل کی فراغت کے بعد الجامعۃ الحمیدیہ بنارس میں نو سال تک بحیثیت نائب مدرس اور ماہنامہ ”زمزم“

کے نائب مدیر رہے۔ اب مدرسہ اہل سنت رشید العلوم سریاں بنارس میں نائب پرنسپل ہیں۔

(۳۴) مولوی محمد طاہر حسین ولد نور محمد ساکن کوہ بریا بیتا مڑھی بہار

تاریخ پیدائش: ۱۶ اگست ۱۹۶۷ء

فراغت: ۱۴۰۶ھ ۱۹۸۶ء

مشغلہ: الجامعۃ الاسلامیہ فیض الغرباء، الجامعۃ الاسلامیہ بدر الاسلام ہتھالجامعۃ المیرکاشیہ نرائن گھاٹ نیپال میں مدرس کی

حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ فی الحال درباری مسجد آموڈ ضلع بھروچ میں امامت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

(۳۵) مولوی محمد نور عالم ولد طیب عالم ساکن منشی ٹولہ تارا باڑی، پورنیہ، بہار

(۳۶) مولوی عبدالودود ولد محمد خلیل ساکن چنگوٹی، سیتا مڑھی بہار

تاریخ پیدائش: یکم جولائی ۱۹۶۸ء

فراغت: ۱۳۰۹ھ/۱۹۸۸ء

(۳۷) مولوی محمد مرتضیٰ ولد عبدالسبحان ساکن ہرپور داسیتا مڑھی بہار

تاریخ پیدائش: ۱۲ فروری ۱۹۷۰ء

فراغت: ۱۳۰۹ھ/۱۹۸۸ء

(۳۸) مولوی غلام احمد ولد محی الدین ساکن چنگوٹی پورنیہ بہار

تاریخ پیدائش: یکم فروری ۱۹۶۷ء

فراغت: ۱۳۰۹ھ/۱۹۸۸ء

(۳۹) مولوی وکیل احمد نوری ولد محمد نور الحق ساکن باڑاپوسٹ لہور یا سیتا مڑھی بہار

تاریخ پیدائش: ۲۲ مارچ ۱۹۶۹ء

فراغت: ۱۳۰۹ھ/۱۹۸۸ء

بیعت: حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے

مشغلہ: درس و تدریس۔ اولاً مدرسہ رشیدیہ لائٹ سربیاں بنارس اور مدرسہ محمدیہ رضویہ جگوارہ بدھوین بہار میں صدر مدرس

فی الحال مدرسہ عالیہ قادریہ شمرنگر واسع پور میں مدرس ہیں۔ مسجد آزادنگر بھومی دھنباڈ (جھارکھنڈ میں خطیب و امام ہیں

(۵۰) مولوی محمد احمد القادری ولد عبدالعزیز ساکن ملھا ٹول سیتا مڑھی بہار

تاریخ پیدائش: ۷ جنوری ۱۹۷۰ء

فراغت: ۱۹۸۸ء

مشغلہ: اولاً مدرسہ عربیہ تجوید القرآن پبل خانہ کھلتہ میں تدریسی خدمات انجام دیں، اب مدرسہ اسلامیہ قادریہ پرتاپ پور

ضلع گوپال گنج بہار میں تدریسی مشغلہ جاری ہے۔

فراغت: ۱۳۸۱/۵/۱۹۹۰ء

مشغله: مدرس دارالعلوم خانقاہ سمرقند یہ رحمہ اللہ درجہ پنجم درجہ ہمار

(۵۶) مولوی محمد عباس علی اشرفی ولد الحاج حمید الرحمن ساکن روجیہ مغربی دینا جیو رینگال

تاریخ پیدائش: ۳ جولائی ۱۹۷۰ء

فراغت: ۱۳۱۱ھ/۱۹۹۰

(۵۷) مولوی محمد حبیب الرحمن رضوی ولد عبدالستار رضوی ساکن باڑا الہور یا واسیہ پر بہار ضلع سیتا مڑھی

تاریخ پیدائش: ۱۲ دسمبر ۱۹۷۰ء

فراتخت: ۱۳۹۰

بیعت و اجازت: تاج الاسلام حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری قبلہ سے۔ مارہرہ مظہرہ سے بھی اجازت حاصل ہے

مشغلہ: مختلف مدارس میں درس و تدریس کی خدمات انجام دہی کے بعد فی الحال رضائے مقبول سورب کربناٹک میں مسٹر درس ہیں۔ آپ کے خاندان میں ہمیشہ اہل علم حضرات رہے ہیں۔ ابھی جو بقید حیات ہیں وہ سب کے سب حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے بیعت اور منظر اسلام بریلی شریف کے فراغین ہیں۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی بعدہ دیگر علماء کرام سے استفادہ کر کے منظر اسلام سے سند فضیلت حاصل کی

(۵۸) مولوی محمد شاہ عالم ولد محمد مشتاق احمد ساکن ڈیرا پور نیہ بہار

تاریخ پیدائش: ۷ فروری ۱۹۷۱ء

فراغت: ۱۳۱۱/۵/۱۹۹۰ء

مشغلہ: تعلقہ جوڑیا موضع جام نگر تھرات کی مسجد میں امام اور ایک مدرسہ میں مدرس ہیں۔

(۵۹) مولوی محمد امام اختر رضوی ولد مقبول حسین ساکن راسا کھواہاٹ مغربی دینا چور بنگال

تاریخ پیدائش: ۵ جنوری ۱۹۷۷ء

طریقے سے علم حاصل کرنا ایک مشکل کام تھا اس لئے باقاعدہ تعلیمی انتظام کی ضرورت شدت سے محسوس کی جانے لگی۔ اور ادارہ سازی کا نظریہ زوروں پر ابھرا آیا تو ہمارے اسلاف کرام نے بڑی مشقت و جانفشانی کے ساتھ نواب و بادشاہوں کی مدد سے ادارہ قائم کرنا شروع کر دیا اور اس وقت سے آج تک یہی سلسلہ جاری و ساری ہے۔ اور آج ادارہ سازی کا یہ عالم ہے کہ شاید کوئی بڑا شہر ہو جہاں کوئی دارالعلوم نہ ہو۔ انہیں اسلاف کرام کی دین ہے کہ آج جگہ جگہ دارالعلوم کی شکل میں دینی ادارے نظر آتے ہیں۔ یہ کہنے میں شاید میں حق بجانب ہوں کہ اس الحاد اور مادہ پرستی کے دور میں یہی مدارس عربیہ دین کی بقاء کے ضامن ہیں اور گویا یہ ایسے پادر باؤس ہیں جہاں سے ہر مسلمان کی رگوں میں ایمان و عرفان کی برقی توانائی پہنچائی جا رہی ہے۔

دین کی تبلیغ و اشاعت میں دینی مدارس کی خدمات سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا اور سچ پوچھئے تو یہی دینی ادارے دین کے استحکام اور تحفظ میں کلیدی حیثیت رکھتے ہیں۔ مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ ان ساری خوبیوں کے باوجود آج اکثر اداروں کی افادیت دن بدن کم سے کم تر ہوتی جا رہی ہے اور وہ مقدس اغراض و مقاصد جن کے پیش نظر پیشرووں نے ادارہ سازی کی طرف توجہ مبذول کی تھی۔ آج دھیرے دھیرے مفقود ہوتے جا رہے ہیں۔ اس لئے ہم دور حاضر کو سامنے رکھتے ہوئے ادارہ سازی کو دو خانوں میں بانٹ سکتے ہیں۔ (۱) ادارہ سازی بغرض کتبہ پروری اور دوسرا ادارہ سازی بغرض قومی رہنمائی، اول الذکر کیلئے بانی ادارہ کا دیندار ہونا ضروری اور نہ تو کم کا صحیح درو ضروری، دور حاضر سے آگاہی ضروری، اور نہ قوم کے روشن مستقبل کا خواہاں ہونا ضروری، کثیر العلم ہونے کی حاجت اور نہ فکر صحیح کے مالک ہونے کی ضرورت بلکہ اس کیلئے کم علم اور ظاہری قومی درد ہونا ہی کافی ہے۔ جبکہ آخر الذکر کیلئے بانی ادارہ کی جہاں علوم و فنون سے واقفیت ضروری وہیں اخلاق و آداب سے آراستہ ہونا بھی ضروری۔ جتنا صاحب الرائے ہونا ضروری اتنا ہی صاحب فراست ہونا ضروری اگر قوم کی موجودہ حالات سے آگاہی ناگزیر ہے تو قوم کے روشن مستقبل کی فکر بھی ناگزیر ہے۔ جس طرح ایک بانی ادارہ کیلئے فنون دینیہ کے ساتھ ساتھ فنون دنیویہ کی سخت حاجت اسی طرح فنون قدیمہ کے ساتھ علوم جدیدہ سے بھی باخبر ہونا ضروری ہیں۔ غرض کہ صحیح معنوں میں حقیقی ادارہ ساز وہی ہے جو عالم باشرع ہونے کے ساتھ عامل باشرع بھی ہو۔ کیونکہ دینی ادارہ سازی درحقیقت قوم سازی سے عبارت ہے۔ چنانچہ دور حاضر میں جب ہم عالیجناب مصلی القاب

حضور اعلیٰ حضرت کی زندگی اور حیات مبارکہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو آپ میں وہ سارے اوصاف بدرجہ اتم واکمل پاتے ہیں جو ایک ادارہ ساز کیلئے ضروری ہوتے ہیں۔ اور بحیثیت ادارہ ساز ادارہ سازی کی کسوٹی پر کھرے اترتے ہیں اور ایسا لگتا ہے کہ دور حاضر کے ماہرین تعلیم آپ ہی کی بارگاہ کے فیض یافتہ اور خوشہ چیں ہیں۔ یہی وجہ ہے سو سال گزر جانے کے بعد بھی منظر اسلام کی افادیت اور اہمیت کم نہیں ہوئی اور آج یہ شدت سے محسوس کیا جا رہا ہے کہ منظر اسلام محض چند کمروں پر مشتمل ایک عمارت کا نام نہیں ہے بلکہ منظر اسلام اسم با معنی اور ایک مکمل نظریہ تعلیم کا دوسرا نام ہے۔ حق و باطل کے مابین ایک سنگی لکیر کا نام ہے اور کفر و ارتداد اور حق و صداقت کے درمیان خط امتیاز منظر اسلام ہے۔ تقدس وحدت اور ناموس رسالت کی حفاظت کیلئے محافظ گرا ایک فیکٹری کا نام منظر اسلام ہے۔

چونکہ علم کو نور و حیات اور جہل کو ظلمت و ممات سے تشبیہ دی گئی اور اصلاح خلق کو علم پر موقوف رکھا گیا۔ اس لئے ہم لاریب یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ ہستی جس کے اندر جوہر علم ہوگا۔ وہ روشن خیالی اور زندہ دلی کی مالک ہوگی۔ اور اپنے علم کی روشنی میں قوم کی صحیح رہنمائی اور اچھی قیادت کر سکے گی۔ مگر بمقتضائے ”فوق کل ذی علم علیم“ علماء کے درجات میں تفاوت ضرور ہوگا سو جس کے پاس جتنا زیادہ علم ہوگا اسکا مستقبل اتنا ہی زیادہ روشن ہوگا۔ اور اسکا کام بقدر علم اکمل و مکمل اور مستحکم اور پائیدار ہوگا۔ اب آئیے ذرا شمس شریعت حضور اعلیٰ حضرت کے علم و ادب، سیاست، قیادت، عبادت و ریاضت وغیرہ اوصاف ممدوحہ کا جائزہ لیں تاکہ آپ کی ادارہ ساز شخصیت واضح ہو۔ اس سلسلے میں ہم صرف آپ کے ان القاب و اوصاف کو ذکر کرتے ہیں جو العطاء النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ میں مندرج ہیں اور جنکو مختلف مستفتیوں نے اپنے اپنے استفاء میں آپ کی شان اقدس میں استعمال کیا ہے۔ جب کہ یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ آپ سے فتوے طلب کرنے والوں میں ایک بھاری تعداد علماء، فضلاء، محققین، مدبرین اور مفکرین کی ہے۔ لہذا ان القاب سے آپ کو یقین ہو جائے گا کہ آپ اول الذکر سے تعلق رکھتے ہیں یا آخر الذکر سے اس ضمن میں اتنی بات اور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان بھاری بھرکم الفاظ کو دور حاضر کی ترازو پر نہ تولنا جائے بلکہ ان الفاظ کو اسی زمانے کی عینک سے دیکھا جائے تو صحیح اندازہ ہوگا۔ کیونکہ اس زمانہ میں اس قسم کے اثر بلکہ قریب الکل الفاظ اپنی حقیقت کو چھوڑ چکے ہیں اور عام طور سے معنی مجازی میں استعمال ہو رہے ہیں۔ ایک طفل مکتب بھی اپنے کو علامہ بتاتا ہے اور دس بارہ سال کا کورس مکمل کر کے ہی جہالت کی

حضور لامع النور موفور السرور قاصع الشرور والفسق والفجور حضرت عالم
 اهل السنة والجماعت (جلد ۵ ص ۲۱۰)

سامی منزلت جامع الکمالات العلمیہ والعملیہ حاوی القنون الاصلیہ والفرعیہ
مطاع مفخم نیاز کیشان (جلد ۵ ص ۲۳۱)

ہادی دین شرع متین (جلد ۵ ص ۲۹۵)

رئيس المحققين عمدة الامين محافظ الدين رهبر شريعت و طريقت (جلد ۵ ص ۶۵۳)

سرآپا برکت منبع علوم سبحانی و معدن فیوض یزدانی جامع فروع و اصول (جلد ۵ ص ۶۶)

مجمع الفضائل منبع الفواضل كاشف دقائق شرعيه واقف حقائق عقليه وتقليه
مروج الاحاديث المصطفويه صاحب التحقيقات الرفيعة زبدة السعادات الفائقة
(جلد ۵ ص ۷۷۱)

مرجع خاص وعام ملاذ علمائے کرام لازالت عتبتہم کیف الانام (جلد ۵ ص ۸۰۲)

عالم ظاہر و باطن و معقول و مقبول (جلد ۵ ص ۸۶۵)

فضل الفضلاء عالم یگانہ روزگار (جلد ۵ ص ۶۶۲)

حبيب محبوب الله روحى فداك قبله كونين وكعبه دارين معين الملت والدين
(جلد ۶ ص ۴)

مام اہل سنت عظیم البرکت (جلد ۶ ص ۲۰)

عظم ومكرم قدوة الفضلاء فضلائنا مولانا ولنا باحادیث مصطفوی (جلد ۲ ص ۳۵)

طریقت شعار حقیقت آثار (جلد ۶ ص ۱۵۹)

الفاضل البريلوي غوث الانام مجمع العلم والحلم والاحترام امام العلماء مقدام

الفضلاء لازال بالافادة والافاضة والعز والكرم (جلد ۶ ص ۲۱۶)

حامی سنت، قامع بدعت مرجع علماء و فضلاء (جلد ۶ ص ۲۲۲)

قبلہ دو جہاں کعبہ دین و ایمان (جلد ۲ ص ۵۳۴)

غوث دوران قطب زمان مجدد هذا الاوان (جلد ۱ ص ۱۰۵)

محقق و مدقق شریعت پناہ (جلد ۷ ص ۲۸۱)

فضائل منزلت (جلد ۷ ص ۳۶۰)

فاضل كبير كامل تحرير امام العلماء المحققين مقدم الفضلاء المدققين

مولانا المكرم ذوالمجد والكرم صوفي (جلد ۸ ص ۱۰۸)

شمس الشريعة (جلد ۸ ص ۴۱۳)

شمس العلماء و مفتی عصر حضور انور (جلد ۸ ص ۳۱۸)

عالم، جناب معلم، القاب (جلد ۸ ص ۴۵۷)

اعلم اہل سنت و جماعت موید ملت طاہرہ (جلد ۸ ص ۴۷)

تاج العلماء (جلد ۸ ص ۴۹۳)

افضل العلماء بركت من بركات الله مجدد دين نائب سيد المرسلين ﷺ (جلد ۵ ص ۱۶۹)

آقائے نعمت دریائے رحمت (جلد ۹ حصہ دوم ص ۴۱)

شمس العلماء الذين اسوة الحكماء المحققين (جلد ۹ حصہ دوم ص ۱۲۰)

زبدة المحققين قبله ثمانية آيات أوليين عمدة الفواضل (جلد ۹ حصہ دوم ص ۱۳۴)

راس الفقهاء (جلد ۵ حصہ دوم ص ۱۶۲)

منظر اسلام کو

خراج عقیدت

مولانا جمال الدین عرف نزالے شمس منٹری۔ کچھری پور ضلع سیتا مڑھی (بہار)

جامعہ منظر اسلام‘ پر کچھ لکھنے اور کہنے سے جامعہ منظر اسلام کی تعریف و توصیف کا حق تو ادا نہیں ہوگا۔ ہاں البتہ اس کی مدح و ستائش میں تحریر کئے ہوئے چند جملے قلم کار کو ذاکرین و واصفین کی فہرست میں شامل کر دیں گے۔ اور منظر اسلام کے واصفین کی فہرست میں شامل ہونا علیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی، حجت الاسلام حضرت مولانا محمد حامد رضا خاں صاحب، مفسر اعظم حضرت مولانا ابراہیم رضا خاں اور ربیعان ملت حضرت مولانا ربیعان رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے واصفین و ذاکرین کی فہرست میں شامل ہونا ہے۔ اور یقیناً جوان ”حضرات قدسیہ“ کی تعریف و تصنیف اور مدح و ستائش کرنے والوں کی فہرست میں شامل ہو جائے تو یہ دنیا میں اسکی سرخروئی کا باعث اور آخرت میں اس کی کامیابی کی ضمانت ہے۔

مرکز اہل سنت ”جامعہ منظر اسلام“ مجدد دین و ملت سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی یادگار ہے۔ نہ اعلیٰ حضرت کی عظمت و شان کا کوئی جواب ہے اور نہ ”منظر اسلام“ کی رفعت و بلندی کا کوئی جواب ہے۔ منظر اسلام جس کے کھن علم سے اکابرین اہل سنت نے اکتساب فیض کیا۔ اور اس کے نور علم و فضیلت سے منور و تابناک ہو کر پرچم سنیت پر مہر و مہر و نجوم بن کر درخشاں ہوئے۔

اسلام کے حقیقی مناظر کو اپنی نگاہ علمی سے دیکھ سکے۔ امام احمد رضا اس آیت یعنی ”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ“ اور اس آیت یعنی، اللہ کے رسول کے وفادار جو کفار پر سخت ہیں اور آپس میں رحم دل ہیں، کی بنیاد پر صرف اللہ و رسول کا خوف دل میں پیدا کر کے زندگی بھر ان کی اتباع کریں اور صادقوں کے دامن رحمت سے وابستہ رہیں صادقوں سے مراد اللہ نے جن پر انعام کیا یعنی نبیین، صدیقین، صالحین، شہداء، اولیاء مجددین کے دامن سے وابستہ رہنے کیلئے اس درس اسلامیہ ایمانیہ کا سنگ بنیاد رکھا تاکہ علمائے حق صادقوں کے ساتھ رہ کر حماء بینہم اللہ اعلیٰ الکفار کی عملی تفسیر بکھر رہیں اور اس شعر کے حامل بنیں۔

دشمن احمدیہ شدت کیجئے
لمحذوں سے کیا مروت کیجئے

تمام مدارس دینیہ میں منظر اسلام بریلی شریف وہ واحد ادارہ ہے جس کو حضرت مجدد اسلام فاضل بریلوی نے اپنی آمدنی کا آدھا حصہ کتب دینیہ ایمانیہ کی اشاعت اور ”منظر اسلام“ کیلئے مختص فرمایا تھا یہاں یہ بات بھی قابل غور ہو سکتی ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے اپنی حیات مبارکہ میں کوئی کام ایسا نہیں کیا اور نہ ہی اپنے خلفاء و عقیدتمندوں کو کرنے دیا جس سے ذرہ برابر بھی خدا اور رسول کی ناراضگی ہو تو جب سرکار بریلی رضی اللہ عنہ نے ایک دینی ادارے کا سنگ بنیاد رکھا تو ضرور خدا اور رسول کا فضل و کرم اور ان کی رضا اس میں شامل تھی تو جب مجددین و ملت پر خدا اور رسول کا اتنا فضل و کرم ہو تو وہ ”منظر اسلام“ دینی مدارس میں افضل و اعلیٰ کیوں نہ ہوگا؟ حضرت فاضل بریلوی کا منظر اسلام کا قائم کرنا اور اس میں تعلیم صرف اور صرف خدا اور رسول کا فضل حاصل کرنا اور بدعتا کد سے امت مسلمہ کی حفاظت کرنا تھا اسی لئے اعلیٰ حضرت نے منظر اسلام چلانے کیلئے نہ ہی سرمایہ دار طبقے کی چالپوسی کی، اور نہ ہی انکو خاطر میں لائے صرف خدا اور رسول کی نصرت اور سرکار غوث پاک کی عنایت سے اس ادارے کو قائم کیا اور حقیقت میں وہ طالب علم صحیح اجر و ثواب کا مستحق ہوا جس نے منظر اسلام میں مجدد اسلام سے تعلیم حاصل کی کوئی مفتی اعظم ہند، کوئی شیر پیشہ اہل سنت ہوئے تو کوئی عید الاسلام ہوئے تو کوئی برہان الحق ہوئے تو کوئی ملک العلماء۔ یہ علیٰ حضرت کی تعلیم کا صدقہ ہے۔

منظر اسلام میں اعلیٰ حضرت کی صرف تعلیم یہ تھی کہ شریعت محمدی کی روشنی میں اپنے کو پورا اسلام کے سانچے میں

ڈھال لویہ ہے منظر اسلام میں اعلیٰ حضرت کی تعلیم مگر موجودہ مدارس دینیہ کو دیکھئے اب کوئی بھی ادارہ منظر اسلام کے جیسا نہیں ہے نہ کوئی مفتی، حجۃ الاسلام اور مفتی اعظم ہند اور مفسر اعظم ہند جیسا مفتی ہے اور نہ ملک العلماء، شیر پیشہ اہل سنت جیسے متصہب سنی عالم دین ہیں یہ فضل خداوندی سرکار بریلی کے توسل سے منظر اسلام پر ہے چنانچہ منظر اسلام کے طالب علم کو دیکھئے اور سرکار بریلی کے علمی فیضان کو دیکھئے جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے کہ سرکار بریلی کے منظر اسلام کی تمام مدارس دینیہ میں یہ خصوصیت ہے کہ اس کی تولیت بلا کسی شرکت غیر خاندان اعلیٰ حضرت میں رہی اور اعلیٰ حضرت کے زمانے میں منظر اسلام کے ناظم حضرت استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے اور حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ متولی ہوئے آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت مفسر اعظم ہند حضرت مولانا ابراہیم رضا خاں صاحب متولی ہوئے آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے اکبر حضرت مولانا ریحان رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ متولی ہوئے آپ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے اکبر حضرت علامہ الحاج سبحان رضا خاں صاحب سبحانی میاں قبلہ متولی ہیں اسی طرح سے آستانہ مقدسہ رشویہ کے پہلے سجادہ نشین حضور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ سجادہ نشین ہوئے آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے اکبر حضرت مولانا ریحان رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ سجادہ نشین ہوئے آپ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے اکبر حضرت علامہ سبحان رضا خاں صاحب قبلہ سجادہ نشین ہوئے یعنی چار پشتوں سے خاندان اعلیٰ حضرت میں سجادگی چلی آرہی ہے اور تقریباً پانچ پشتوں سے منظر اسلام کی 'تولیت' یہاں نہ کوئی دوسرا سجادہ نشین ہونے کا سبحانی میاں کی موجودگی میں دعویٰ کر سکتا ہے اور نہ منظر اسلام کا متولی ہونے کا دعویٰ اگر کوئی دانستہ و نادانستہ دعویٰ کرے تو شریعت اسلامیہ اور خاندانی وارثت و رسم و رواج جسکو موجودہ وقافی قانون میں کسٹم کہتے ہیں باطل دعویٰ ہوگا، نہ یہاں کوئی کمیٹی بنائی جاسکتی ہے اور نہ ہی کوئی ٹرسٹ بن سکتا ہے جیسا کہ آجکل کچھ مدارس میں دیکھنے میں آ رہا ہے اعلیٰ حضرت نے منظر اسلام کے ساتھ دینی کتب کی اشاعت کیلئے اپنے صرف خاص سے ایک پریس بھی خریدا تھا وارا العلوم منظر اسلام کے قیام کی دوسری وجہ یہ ہے کہ کفر و ضلالت سے سماج فاما حول بڑا ہوا تھا یہ گمراہیت اداروں کے مدارس کے نام پر کی جا رہی تھی فاضل بریلوی کی یہ عادت کریمہ تھی کہ اگر

کوئی بد مذہب زبان و تقریر سے گمراہیت کو پھیلارہا ہے تو آپ تقریر کے ذریعے گمراہیت کو دور فرماتے اگر تحریر کے ذریعے گمراہی ہو رہی ہو تو تحریر و تصانیف کے ذریعے رد فرماتے مدارس کے ذریعے جیسا کہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، دارالعلوم دیوبند، سرسید احمد خان علی گڑھی کا جامعہ، ان سے گمراہی آپ نے ملاحظہ فرمائی تو آپ نے منظر اسلام کے ذریعے ندوۃ العلماء، دیوبند اور علی گڑھی کا قلع قمع فرمایا۔ ایک سبب منظر اسلام کے قیام کا یہ تھا جس کو مولانا محمود احمد قادری، مولانا ابراہیم صاحب، خوشتر لندن نے اپنی تصانیف میں بیان کیا ہے واقعہ یہ ہے کہ حضرت ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری اور حضرت استاذ زمن علامہ حسن رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ وجہ الاسلام علیہم السلام نے سب ہمارے وہم خیال ہو کر حضرت مولانا حکیم سید امیر اللہ شاہ بریلوی کو ان کی سیادت کے پیش نظر اس کام کیلئے منتخب فرمایا کہ اعلیٰ حضرت ان کی سیادت کی وجہ سے انکار نہیں فرمائیں گے چنانچہ حکیم سید امیر اللہ شاہ بریلوی اعلیٰ حضرت کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور سب کی طرف سے مدرسہ قائم کرنے کی درخواست کی اعلیٰ حضرت نے اپنی تصنیفی مصروفیات کے سبب انکار فرمایا تب حکیم صاحب نے فرمایا کہ قیامت کے دن اگر پوچھا جائے گا کہ بریلی میں وہابیت کو فروغ کس نے دیا تو میں آپ کا نام لوں گا حضرت فاضل بریلوی نے فرمایا وہ کیوں کر؟ حکیم صاحب نے کہا کہ آپ مدرسہ قائم نہیں کرتے۔ اس لئے فاضل بریلوی نے فرمایا کہ میں اپنی تصنیفی مصروفیات کی وجہ سے انتظامی امور کی دیکھ بھال نہیں کر سکتا حکیم صاحب نے فوراً کہا کہ حضرت حجۃ الاسلام اور مولانا حسن رضا خاں صاحب انتظام فرمائیں گے چنانچہ مولانا ظفر الدین صاحب بہاری اور مولانا عبدالرشید صاحب غظیم آبادی و طلباء سے مدرسے کا افتتاح ہوا اور مجدد اسلام رضی اللہ عنہ نے حدیث پاک کے درس سے مدرسے کا آغاز کیا اور منظر اسلام تاریخی نام رکھا گیا۔ چنانچہ منظر اسلام میں سب سے پہلے مولانا ظفر الدین صاحب بہاری اور مولانا عبدالرشید صاحب مولانا امیر اللہ بریلوی اور مولانا حامد حسن رام پوری جو مولانا ارشاد حسین رام پوری کے خاص شاگرد تھے، سے درسیات کا تکملہ فرمایا اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے بخاری شریف کا درس لیا اور علم جفر و تفسیر کا علم حضرت فاضل بریلوی سے حاصل فرمایا اور فاضل بریلوی ہی سے تصوف کی مشہور کتاب عوارف المعارف پڑھی اور شعبان ۱۳۲۵ھ میں کثیر علماء کرام کے مجمع میں مجدد دین و ملت نے مولانا ظفر الدین بہاری کی دستار بندی کی اور فضیلت کی سند عطا کی اس کے بعد تشنگان علم جوق در جوق منظر اسلام آتے گئے

اور فاضل بریلوی سے علمی پیاس بجھاتے گئے شیر پشمہ اہل سنت کیلی بھیت سے آئے منظر اعلیٰ حضرت ہوئے۔ منظر اسلام میں فاضل بریلوی سے کسب علم کرنے والے چند کے اسماء و راج ذیل ہیں۔

مفتی غلام جان ہزاروی :-

حضرت مولانا غلام جان ہزاروی علیہ الرحمہ جن کے اجداد کرام سلطان محمود غزنوی کے ہمراہ ہندوستان آئے آپ نے ناظرۃ قرآن اور فارسی کی ابتدائی کتابیں والد بابادی سے پڑھیں پھر اعلیٰ حضرت کے مدرسہ منظر اسلام کی شہرت سن کر بریلی شریف تشریف لائے اور شمس العلماء حضرت مولانا ظہور الحسنین رام پوری جو مجدد اسلام کے دور میں منظر اسلام کے صدر مدرس تھے ان سے اور صدر الشریعہ سے تعلیم حاصل کی ۱۳۳۷ھ کے سالانہ جلسہ دستار بندی میں حضرت مجدد اسلام نے اپنے دست اقدس سے آپ کے سر پر دستار فضیلت باندھی پھر فراغت کے بعد اعلیٰ حضرت کے حکم سے منظر اسلام میں مدرس مقرر ہوئے اعلیٰ حضرت نے شرح ملا جامی پڑھانے کا حکم دیا تھوڑے ہی عرصے میں آپ کے اسلوب تدریس سے اعلیٰ حضرت بیحد مطمئن ہوئے اور آپ نے اعلیٰ حضرت کے حکم سے مسجد بی بی جی میں امامت و خطابت کا کام انجام دیا۔

حضرت عزیز الحسن :-

حضرت مولانا عزیز الحسن پھونڈوی علیہ الرحمہ المتوفی ۱۳۶۲ھ کی ابتدائی تعلیم حضرت مولانا اخلاص حسین چشتی کی نگرانی میں ہوئی پھر حضرت مولانا مصباح الحسن سجادہ نشین خانقاہ صدیہ پھونڈ کی توجہ و عنایت سے دارالعلوم منظر اسلام میں اعلیٰ حضرت سے داخلہ حاصل کر کے حضرت صدر الشریعہ اور مولانا شاہ رحم الہی سے تعلیم حاصل کی اسکے بعد مجدد اسلام نے آپ کو بیعت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔

حکیم عزیز غوث بریلوی :-

حضرت مولانا عزیز غوث بریلوی جو حضرت آل احمد سید شاہ اچھے میاں مارہروی علیہ الرحمہ کے خلیفہ کے پوتے تھے آپ کو منظر اسلام میں خصوصی شاگردی کا شرف حاصل رہا منظر اسلام میں فن طب میں بھی کمال حاصل کیا۔

محفل میں عربی و دینی تعلیم کا شوق دل میں لیکراٹھے اور حضرت حجۃ الاسلام ہی کے ہمراہ بریلی شریف تشریف لائے اور منظر اسلام میں داخلہ لیا اور حضرت صدر الشریعہ سے علم حاصل کرنا شروع کیا اسی منظر اسلام میں سند فراغت حاصل کی آپ کچھ عرصے کیلئے حضور مفتی اعظم ہند کے حکم سے آپ کے قائم کردہ مدرسہ مظہر اسلام میں صدر مدرس مقرر ہوئے بعد میں تقسیم ہند کے وقت پاکستان تشریف لے گئے اور وہیں حضرت محدث پاکستان سردار احمد کا وصال ہوا۔

حضرت شیر بیشہ سنیت :-

حضرت شیر بیشہ اہل سنت عبید الرضا مظہر اعلیٰ حضرت مولانا حشمت علی خان صاحب قادری برکاتی رضوی پہلی بھتیجی علیہ الرحمہ کا جائے ولادت لکھنؤ ہے حضرت شیر بیشہ اہل سنت اپنی تاریخ خود سگ درگاہ بغداد سے نکالی ہے آپ نے ابتدائی تعلیم مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ کے استاذوں سے حاصل کی پھر آپ کے والد ماجد نے اپنے پیرومرشد کے حکم سے تحصیل علم کیلئے بریلی شریف بھیجا حضرت صدر الشریعہ اور مولانا شاہ رحم الہی اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے منظر اسلام میں تعلیم حاصل کی۔ پھر ۱۳۴۰ھ میں سالانہ جلسہ دستار بندی میں آپ کو اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے دستار فضیلت و سند فراغت سے سرفراز فرمایا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کو آپ سے بہت زیادہ محبت تھی آپ کو علم کلام سے بہت زیادہ شوق تھا اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی حیات ظاہری میں غنی تال کے ایک مناظرے میں دیوبندی عالم یلین خام سرائی کو شرمناک شکست دی اور فتح کے بعد جب آپ بریلی آئے تو اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے خوش ہو کر اپنی دستار عنایت فرمائی اور غیظ المنا فقین کا خطاب عطا فرمایا آپ کا نام نامی اسم گرامی خدمات دینیہ، ایمانیہ، اور ردو بابیہ میں بہت مشہور و معروف ہے۔ حضرت شاہ مختار احمد میرٹھی :-

حضرت مولانا محمد مختار احمد میرٹھی علیہ الرحمہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد مولانا شاہ عبدالحکیم صدیقی صاحب سے حاصل کی پھر مدرسہ اسلامیہ اندر کوٹ میرٹھ میں داخلہ لیا پھر اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں آکر منظر اسلام میں معرفت و سلوک کی تعلیم اپنے شیخ کامل مجدد دین و ملت فاضل بریلوی سے حاصل کی اور تکمیل سلوک کے بعد آپ کو سرکار بریلی نے خلافت سے سرفراز فرمایا۔

عرس نوری پاکندہ باد

ایم۔ عبدالحق خان نقاد کی ایک نثر ماہنامہ صفا

بنار بیخ: ۱۳ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ مطابق ۲۸ مارچ ۲۰۰۲ء بروز جمعرات

بمقام: خانقاہ عالیہ رضویہ، نوریہ سوداگران بریلی شریف

باہتمام: صاحب سجادہ حضرت مولانا الحاج محمد سبحان رضا خاں صاحب قبلہ

☆ کروڑوں مسلمانوں کے روحانی و مذہبی پیشوا، تاجدار اہل سنت، آقائے نعت، مرشد برحق، قطب عالم، حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان اگرچہ ۲۱ رسال پہلے اپنے ارادتمندوں کی نگاہوں سے اوجھل ہو چکے ہیں۔ مگر آج بھی ان کی جلائی ہوئی ”شع عشق و محبت“ اپنی ظلمت کش کرنوں سے قلوب عالم کے نہاں خانوں کو تانیاں کر رہی ہے۔ ان کا نورانی چہرہ اور دلکش قد و قامت اگرچہ اہل عقیدت کے سر کی آنکھوں سے روپوش ہے مگر ان کا ولنشین پیکر، اور ایمان افروز نظارہ دل کی چشم بینا سے پوشیدہ بھی نہیں۔ لمحہ لمحہ ان کی یادیں، گھڑی گھڑی ان کا تصور، بات بات پر ان کا چرچا گویا اہل ارواح کی محفلوں میں وہ ہمہ دم موجود ہیں۔ اور اپنے ماننے والوں سے قطعاً دور نہیں ہے

دل کے آئینے میں ہے تصویر یار

جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

اب سے ۲۱ سال قبل ۱۲ نومبر ۱۹۸۱ء شب پنج شنبہ ۱۴۰۲ھ ۱۲ محرم الحرام کی شب میں حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ

نے اپنے رب سے وصال کیا۔ لہذا تاریخ وصال پر ”ارادتمندان مفتی اعظم“ عرس مفتی اعظم کا انعقاد کرتے ہیں اور اپنے عظیم رہنما کی بارگاہ ولایت و کرامت میں عقیدتوں کا خراج پیش کرتے ہیں۔

حضرت مولانا سبحان رضا خاں صاحب سبحانی میاں سب کی باتوں اور مشوروں کو بغور سنتے رہے۔ مگر اپنے بزرگوں کے روحانی تصرفات پر کامل یقین کے سبب آپ نے ”عرس نوری“ کو ملتوی نہیں کیا جو صد فیصد صحیح اور درست اور مناسب ثابت ہوا۔

۳۱ محرم الحرام کو جو خانقاہ عالیہ رضویہ پر ”حسب روایت ماضی“ عرس نوری کا پروگرام شروع ہوا۔ تو لوگ جوق در جوق کشاں کشاں خانقاہ عالیہ رضویہ کی چھت پر پہنچنے لگے۔ دیکھتے ہی دیکھتے خانقاہ کی چھت گزشتہ سالوں کی طرح پڑ ہو گئی اور کسی بھی زاویے سے، کسی بھی انداز، کسی بھی رخ سے لوگوں کی تعداد کی کمی کا اندازہ نہیں ہوتا تھا۔ وہی گزشتہ سالوں جیسا ماحول وہی رنگ، وہی کیفیت وہی انداز، وہی جذبات، وہی حوصلہ، وہی شان و شوکت، وہی آن بان، وہی نعروں کا ماحول، وہی داد و تحسین کی فضاء، وہی جوش و ولولہ اور وہی عقیدہ تمندانہ نفسی پورے عرس نوری کے ماحول پر طاری رہی۔

قل شریف کے بعد لوگ مفتی اعظم ہند کی عقیدتوں کا چراغ جلا کر ان کے تصور میں ڈوب کر رات ہی میں اپنے مکانوں کی طرف منتقل ہو گئے۔ حضور مفتی اعظم ہند نے ہر طرح ان کی اعانت و تنگی فرمائی۔ کسی مقام پر بھی کسی مسلمان کو کسی غیر شائستگی کا سامنا کرنا نہیں پڑا۔ آخر لوگوں نے یہ تسلیم کیا کہ صاحب سجادہ کا فیصلہ بالکل حق اور درست تھا۔ انہوں نے اپنی دوراندیشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے بزرگوں پر کامل یقین کیا اور سب کچھ بزرگوں ہی کے حوالے کر دیا۔ لہذا بزرگوں نے ان کی بھی مدد فرمائی اور اپنے زائرین کی بھی مدد فرمائی۔ جو لوگ عرس نوری میں دور و دراز سے آئے تھے وہ رات میں نہیں جا سکتے تھے۔ لہذا ان بیرونی حضرات کے قیام و طعام کا صاحب سجادہ نے مقبول نظم کیا تھا۔ بیرونی حضرات نے قیام کیا۔ صبح کو بعد فجر ناشتہ اور کھانے کا بہتر انتظام تھا۔ کھانا کھایا۔ اور دن میں خانقاہ عالیہ رضویہ کے فیضان سے مستفیض ہوتے رہے۔ رضا مسجد میں جمعہ کی نماز ادا کی اور اس کے بعد آستانہ ہوسی کے بعد خانقاہ شریف سے رخصت ہو گئے۔ الحمد للہ! کسی بھی مقامی یا بیرونی ارادتمند کو عرس نوری میں آتے یا جاتے ہوئے کسی زحمت یا کسی ناخوشگوار کیفیت کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ یہ بزرگان رضویت علیہم الرحمۃ کے روحانی تصرفات کی تازہ ترین مثال ہے۔

حسب دستور ماضی اس سال بھی عرس نوری کا رنگین اور خوش منظر پوسٹر عرس کا اعلان کرتا ہوا خانقاہ عالیہ رضویہ کے روحانی سماں سے رونما ہوا۔ ”عرس نوری“ کا پوسٹر ۲۰×۳۰ کے سائز پر مختلف رنگوں اور دلکش ڈیزائنوں سے مزین نہایت خوبصورت اور پرکشش تھا۔ پوسٹر منظر عام پر آتے ہی لوگ عرس مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی یادوں کے سمندر

میں ڈوب گئے۔ اور تاریخ وصال (عرس) کا انتظار کرنے لگے۔ ادھر صاحب سجادہ حضرت مولانا الحاج محمد سبحان رضا خاں صاحب قبلہ کی جانب سے عرس کی تیاریاں کافی شد و مد کے ساتھ جاری و ساری تھیں۔

۲۷ مارچ کی شام ہی سے سوداگران کی گلیاں جگمگ رہی ہیں۔ ہر طرف چہل چہل ہے۔ ماحول نہایت بارونق ہے۔ عقیدتمندوں کی آمد کا سلسلہ تیزی سے جاری و ساری ہے۔ خوشیاں پھیل رہی ہیں، مسرتیں کھیل رہی ہیں، لوگ ایک دوسرے سے اظہار مسرت و شادمانی کر رہے ہیں۔ صاحب سجادہ کی طرف سے لوگوں کے قیام و طعام کا معقول انتظام کیا جا رہا ہے۔ ۲۸ مارچ ۱۳ محرم الحرام کی صبح نمودار ہوتے ہی زائرین جوق در جوق آنے لگے اور خلوص و عقیدت کے ساتھ رضا مسجد میں بیٹھنے لگے۔ بعد نماز فجر قرآن خوانی کا پروگرام ہوا۔ اور بعد قرآن خوانی کافی دیر تک نعت و مناقب اور وعظ و بیان کا سلسلہ جاری رہا۔ اساتذہ منظر اسلام نے روح پرور، ولولہ انگیز اور اصلاحی تقریریں کیں جبکہ نظامت کے فرائض (اس پہلی مجلس میں) ادیب ملت حضرت مولانا انور علی صاحب رضوی ایم اے استاذ منظر اسلام نے انجام دئے۔ اس مبارک مجلس میں تمام اساتذہ منظر اسلام جلوہ افروز رہے۔

رات کو بعد نماز عشاء معمول کے مطابق میلا دخواں حضرات نے بارگاہ رسالت میں خراج عقیدت اور بارگاہ رضویت میں نذرانہ محبت پیش کیا۔ ان کے بعد باقاعدہ طور پر طریقتہ کمال سنت و جماعت کے مطابق ”عرس نوری“ کا آغاز کیا گیا۔ ملک و ملت کے نامور نقیب و ادیب حضرت مولانا علی احمد صاحب سیوانی (حسب الارشاد صاحب سجادہ) منبر اقدس پر تشریف فرما ہوئے۔ موصوف نے اپنے مخصوص انداز میں سامعین کو مخاطب کیا اور اپنی ”چادر نظامت“ میں شرکاء عرس کو ڈھانپ لیا۔

ابتداء میں نقیب اجلاس حضرت مولانا علی احمد سیوانی نے بانداز خطابت خاصی محنت کی اور اس طرح ماحول سازی کی اہم ترین ذمہ داری آپ نے پوری کی جو آپ ہی کا حصہ حق ہے۔

خافہ رضویہ کی چھت تقریباً بھر چکی ہے لوگ نہایت سلیقہ مندی کے ساتھ ادب و احترام کا دامن تھام کر بیٹھ چکے ہیں۔ لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ نقیب اجلاس کی پرفصاحت گفتگو سن کر لوگ بے در پے جلسہ گاہ کی طرف رواں دواں ہیں۔ جلسہ عرس کی فضا خوشبوؤں سے مہک رہی ہے۔ کہ ایسے سادہ گار ماحول میں نقیب اجلاس نے قاری قرآن کو آواز دی جنہوں نے قرآن عظیم کی ولادین برائے مخلوق سے لفظ

کو مشکبار کیا۔ بارگاہ رسالت میں چند گہبائے نعت پیش کئے گئے۔ اس کے بعد ناظم اجلاس حضرت مولانا علی احمد صاحب سیوانی نے خلیفہ مفتی اعظم ہند حضرت مولانا رفیع الدین صاحب قبلہ فرید پوری کا اعلان کیا۔ جنہوں نے مختصر وقت میں ایک مدلل اور سبق آموز تقریر فرمائی۔ اس کا مایاب تقریر کے بعد ناظم اجلاس نے نعت و منقبت کے نذرانے پیش کرنے کیلئے قاری عبدالرقيب المالدہ بچال، مولانا نور العین سیٹا مزہبی بہار، مولانا محمد ظہور الاسلام ٹوری خطیب و امام رضا مسجد درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف کو یکے بعد دیگرے موقع دیا۔ ان حضرات نے اپنی دلآویز آواز و ترنم کے ذریعہ خوب خوب داد و تحسین حاصل کی۔ محقق ملت حضرت مولانا ڈاکٹر اعجاز انجم صاحب لطفی استاذ جامعہ منظر اسلام ”ممبر عرس“ پر جلوہ بار ہوئے۔ صدر المدبرین حضرت مولانا نعیم اللہ خاں صاحب کے حکم کی تعمیل میں ڈاکٹر صاحب موصوف (مولانا اعجاز انجم صاحب) کا اعلان کیا گیا۔ آپ نے کم وقت میں ایک عمدہ، قابل معیاری اور معلوماتی خطاب سے سامعین کو نوازا۔ آپ کی تقریر میں کمر ”سند در کوڑہ“ کی مثال یاد آئی۔ بعدہ راقم الحروف (قاری عبدالرحمن خاں قادری بریلوی) کی تقریر کا اعلان کیا گیا۔ راقم الحروف نے حضور مفتی اعظم ہند کی حیات مبارکہ پر ایک مبسوط تقریر کی جس کو خواہم و خواص نے مفتی اعظم کے صدقے میں خوب خوب پسند کیا۔ الحمد للہ علی احسان

ٹھیک ابریکرہ ۳۰ منٹ پر اقامہ الحروف نے قل شریف کی کارروائی کا آغاز کیا۔ شجرہ عالیہ خطیب نامور حضرت مولانا الحاج محمد مختار احمد قادری سیروی نے پڑھا۔ جبکہ ایصال ثواب نیز ملت اسلامیہ کیلئے دعائے کلمات نبیرۃ العظمیٰ حضرت مولانا قوسیف رضا خاں صاحب نے ادا فرمائے۔

اس عظیم الشان جلسہ محرس میں حضرت مولانا توصیف رضا خاں صاحب، ولیعہد خانقاہ رضویہ مولانا احسن رضا خاں، اساتذہ جامعہ رضویہ منظر اسلام، حضرت مولانا محمد نعیم اللہ خاں صاحب (صدر المدرسن) حضرت مولانا انور علی صاحب ایم۔ اے نانیپوری، عالم باعمل، حضرت مولانا محمد مظہر حسن صاحب نوری بدایونی، قاری خوش الحان، حضرت قاری الحاج امانت رسول صاحب پبلی بھیتی، حضرت مولانا مفتی محمد فاروق صاحب نوری، حضرت مولانا ایوب عالم قادری، حضرت مولانا سید شاکر علی رام پوری، حافظ انوار صاحب بریلوی وغیرہم کے علاوہ شہر اور اطراف شہر کے بیشتر علماء نے شرکت فرمائی۔ شعرا نے کرام میں استاذ الشعراء حضرت مولانا محمد صدیق صاحب صادق چندوی، پیکر ترنم حضرت محشر یدارتھ پوری، بلبل باغ رضا حضرت صابر کشمہاری، صاحب نغمہ وترنم حضرت مولانا نور العین بیٹا موصی وغیرہ نے شرکت کی۔ مولیٰ تعالیٰ تمام حاضرین عرس کی حاضری قبول فرمائے اور صاحب عرس علیہ الرحمۃ والرضوان کے فیضان و کرم سے مستفیض فرمائے۔

آمین یارب العلمین بجاء سید المرسلین علیہ افضل الصلوات والتسلیم

نوٹ: عرس نور کی کاپی پورا پروگرام کیسٹوں میں محفوظ ہیں۔ جو بریلی شریف سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

شکل میں بہائے ہیں ایسی مثالیں شاذ و نادر ہی ملیں گی۔

صدر آزاد جموں کشمیر جناب سردار محمد ابراہیم خاں فرماتے ہیں۔

”برصغیر (ہند) کی تاریخ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے کارناموں سے بھری پڑی ہے۔ وہ

عالم اسلام کے نابغہ روزگار عالم، برصغیر کی علمی میراث کے امین اسلامی فکر کے دائمی مبلغ اسلام اور ایک سچے عاشق رسول

تھے۔ ان کی تحریر پوری امت مسلمہ کیلئے بہترین رہنمائی کا سامان ہے۔ آپ نے دینی و علمی کارناموں کے ساتھ ساتھ میدان

سیاست میں بھی فکری رہنمائی کا کارنامہ انجام دیا“

عالی جناب ڈاکٹر جمیل قلندر اسلام آبادی کہتے ہیں۔

”اعلیٰ حضرت امام احمد رضا اردو کی طرح عربی زبان و ادب میں بھی مہارت کامل رکھتے تھے۔ جس پر ان کا عربی کلام

اور تصانیف شاہد و عادل ہیں۔ وہ علوم دینیہ کے ساتھ ساتھ علوم جدیدہ پر بھی گہری نظر رکھتے تھے“

جناب سید طاہر رضا بخاری بیان کرتے ہیں۔

”امام احمد رضا کی تعلیمات میں موجودہ زمانے کے تمام مسائل کامل موجود ہیں، ہمیں ان سے بھرپور استفادہ

کرنا چاہیے“

حضرت پیر علاء الدین صدیقی ارشاد فرماتے ہیں۔

”امام احمد رضا کو ہر علم و فن میں مہارت حاصل تھی وہ نظم و نثر ہر دو میدان کے شہسوار تھے“ (ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی ص

۹۷، ۹۸، ۹۹ فروری ۲۰۰۱ء/۱۳۲۱ھ)

خلفاء اعلیٰ حضرت و شاگردان اعلیٰ حضرت بھی اکثر اسی ادارہ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی کے پروردہ اور فارغ شدہ

ہیں۔ جن کے علم کا اجالا بلا عجب و عجبم یورپ و ایشیاء تک پھیلا ہوا ہے۔ چند کے اسماء گرامی۔

جیسے حضرت صدر الشریعہ مولانا ابجد علی رضوی اعظمی مولد و مدفن گھوسی (ولادت ۱۲۹۶ھ/۱۸۷۸ء روصال ۱۳۶۷ھ

(۱۹۴۸ء)

ملک العلماء حضرت علامہ ظفر الدین بہاری مولد و مدفن صوبہ بہار

حضرت شیر بیشہ اہل سنت علامہ حشمت علی لکھنوی (وجہ سال ۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۰ء)

حضرت برہان ملت علامہ برہان الحق جبل پوری مولودین جبل پور صوبہ مدھیہ پردیش

حضرت محبوب ملت علامہ محبوب علی خاں لکھنوی شمع مبینی

حضرت تجتہ الاسلام علامہ حامد رضا خاں بریلوی مولد و مدفن بریلی یوپی (وفات ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۲ء)

حضرت مفتی اعظم ہند علامہ مفتی رضا خاں بریلوی مولوی مدفن بریلی یو پی (۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء وصال ۱۳۶۲ھ/۱۹۸۱ء)

حضرت محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی مولد و دفن کچھوچھو شریف فیض آباد یوپی

حضرت مولانا تقدس علی خاں مولد بریلی مدفن پاکستان

حضرت مولانا قاری الدین پاکستان و غیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

مذکورہ اکابرین علماء وہ ہیں جن کے علمی میدان و علمی فیضان کا کوئی ثانی نظر نہیں آتا اور سبھی حضرات اپنی گونا گوں صفات و خصوصیات کے سبب امام غزالی کے پرتو نظر آتے ہیں۔ عوام و خواص اہل سنت کیلئے یہ نفوس قدسیہ مشعل راہ ہیں۔ یہ سب کے سب اسی جامعہ منظر اسلام کے خوشہ چیں ہیں۔

علم و فن کے امام تو نے دیئے
یہ تیری شان منظر اسلام (مفتی فاروق)

اب ان حضرات کے شاگردوں کا جائزہ لیا جائے جو خود بھی ایسے بافیض بااثر تھے کہ جہاں پر بیٹھ گئے وہیں پر جنگل کو منگل بنا دیا۔ (اس کی زندہ مثال حافظ ملت اور محدث اعظم پاکستان ہیں) اور اسے نئے طور طریقے سے رہنے اور بسنے کی ترغیب دیدی وہ لوگ خود مہربان مرکز عقیدت اور مرکز انجمن تھے۔

حافظ ملت استاذ العلماء حضرت علامہ عبدالعزیز مراد آبادی مدفن مبارک پور اعظم گڑھ بانی الجامعۃ الاشرفیہ (ولادت

۱۳۱۲ھ ۱۸۹۴ء / ۱۳۹۶ھ ۱۹۷۶ء

محرم الثامن باستان حضرت استاذ العلماء علامہ سر دارا احمد قاضی گور

لاکھ پور پاکستان (ولادت ۱۳۲۲ھ ۱۹۰۴ء وصال ۱۳۸۲ھ ۱۹۶۲ء)

یہ حضرات علم و فن اور شریعت و طریقت کے آفتاب و ماہتاب تھے ان باکمال اور عبقری شخصیتوں سے لوگ زمانہ دراز تک علمی فیضان سے مالا مال ہوتے رہے ان حضرات نے سایہ منظر اسلام اور دامن منظر اسلام میں رہ کر علم دین سے استفادہ کیا۔ حصول علم کے بعد سیرانی الارض کی طرح ملک کے گوشے گوشے خطے خطے اور طول و عرض میں پھیل گئے۔ منظر اسلام کے دیئے ہوئے نظریات و اصول و ضوابط اپنے دل میں جذبہ دینی لئے ہوئے ملک و بیرون جیسے ہند و پاکستان، بنگلہ دیش، امریکہ و افریقہ لندن و برطانیہ، مارشس و اسپین، چین و نیپال، سعودیہ و دبئی وغیرہ میں بھی فیضان منظر اسلام پھیلاتے و لٹاتے رہے۔

تقریباً آج بھی فاضلین منظر اسلام و فارغین منظر اسلام ہر ملک و ہر جگہ بالواسطہ یا بلاواسطہ پائے جاتے ہیں۔ ماضی بعید اور ماضی قریب میں بھی خدمت دین متین میں شب و روز سرگرم عمل ہیں۔

گزرے ہوئے زمانہ میں بھی منظر اسلام کے فارغ التحصیل میں گرانمایاں جو ہر جیسے مفکر، مناظر، مدرس، ادیب، فقیہ، محدث، مفتی، مصنف، مقرر، سرفہرست پائے جاتے تھے اور حال و مستقبل میں بھی پائے جائیں گے۔ مذکورہ حضرات کے علاوہ موجودین اکابرین علماء اہل سنت (جو فی الوقت وصال فرما گئے اور کچھ ابھی باحیات ہیں) جامع کمالات شخصیت کے ساتھ ساتھ مجمع الفہائل والکمال اور بحر علمی کے پیکر نظر آتے ہیں۔ چند یہ نام فقیہ عصر شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ مولد و دفن گھوسی (ولادت ۱۳۴۰ھ ۱۹۲۱ء)

حضرت علامہ مفتی وقار الدین علیہ الرحمہ مدفن پاکستان

حضرت علامہ محمد ایوب رضوی علیہ الرحمہ مولد بہار دین ماریشس (ولادت ۱۳۵۵ھ ۱۹۳۶ء وفات ۱۴۱۹ھ ۱۹۹۹ء)
قاضی شریعت حضرت علامہ محمد شفیع اعظمی نوری علیہ الرحمہ خلیفہ مفتی اعظم ہند مولد و دفن مبارک پور اعظم گڑھ (ولادت ۱۹۲۰ء وفات ۱۴۱۰ھ ۱۹۹۰ء)

مذکورہ بالا شخصیات جن کا ذکر خیر ابھی اوپر گزرا۔ یہ تمام کے تمام منظر اسلام کے مشہور و معروف تلامذہ و اساتذہ میں شمار ہوتے ہیں۔ اگر مذکورین کے الگ الگ حالات قلم بند کئے جائیں تو اس کے لئے کافی صفحات درکار ہیں ایسے ہی یہ مبارک ہستیاں شہرت و ناموری میں بے مثال ہیں۔ بس اتنا ہی سمجھ لینا کافی ہے کہ باغ فردوس جامعہ منظر اسلام کے

روحانی سیوت لائق مبارک باد اور قابل فخر فرزندوں میں سے ہیں۔

منظر اسلام کے تاریخ و کارناموں کا نقشہ بطور منظوم خراج عقیدت شاعر اپنے اشعار میں اس طرح عرض کرتے ہیں۔ بقول حضرت مفتی محمد فاروق نوری

علم و فن کے امام تو نے دیئے	یہ تیری شان منظر اسلام
شاہِ حادِ رضا و نوری کا	تو ہے ارمان منظر اسلام
اہل سنت کے برادرے پر	تیرا احسان منظر اسلام
شد ابراہیم نے بلند کیا	تیرا ایوان منظر اسلام

(۱) منظر اسلام اور صدر الشریعہ

حضرت صدر الشریعہ جو کہ اعلیٰ حضرت کے خلیفہ و شاگرد اور محدث سورتی کے بھی شاگرد ہیں۔ انہوں نے اپنی خداداد صلاحیت کا لوہا منوالیا آپ کے اساتذہ بھی مدح خواں تھے۔ حضرت صدر الشریعہ بھی منظر اسلام کی درس و تدریس سے وابستہ رہے بے شمار نامور تلامذہ پیدا کئے۔

حضرت مولانا نقیس احمد رقمطراز ہیں۔

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان ۱۳۲۰ھ تا ۱۹۲۱ء کو دارالعلوم منظر اسلام بریلی کیلئے ایک ذی استعداد استاد کی ضرورت پیش آئی۔ حضرت محدث سورتی نے آپ کا نام پیش کیا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے طلب فرمانے پر پٹنہ سے مطب چھوڑ کر دارالعلوم منظر اسلام بریلی میں تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ (معارف شارح بخاری ص ۱۷۲)

مجدد الملت امام احمد رضا بریلوی کو مدرسہ منظر اسلام کیلئے مدرس کی ضرورت ہوئی تو محدث سورتی نے آپ کا نام پیش فرمایا۔ اعلیٰ حضرت مجدد بریلوی قدس سرہ کے طلب پر پٹنہ سے بریلی (مدرسہ منظر اسلام) پہنچے۔ بہت جلد اپنی قابلیت اور خدا داد حسن سلیقہ شعاری کی بناء پر فاضل بریلوی کی نظر میں اور خاص بن گئے۔ (تذکرہ علماء اہل سنت)

آپ نے اپنے شیخ کا آستانہ اور منظر اسلام کی تدریس (یہ صدر الشریعہ کی محبت تھی) چھوڑ کر جانے سے معذرت کر دی

(معارف شارج بخاری ص ۱۷۳)

”مولانا امجد علی اعظمی صاحب پورے ملک میں ان چار پانچ مدرسین میں سے ایک ہیں جنہیں میں جانتا ہوں۔

(بقول مولانا حبیب الرحمن شیرانی ۱۳۵۶ھ حوالہ سابق)

”کچھ دنوں تک آپ نے مدرسہ معینیہ اجمیر میں ۱۳۱۵ھ تا ۱۹۳۳ء تک فرائض درس انجام دیئے۔ مدرسہ کے مہتمم سے بعض اختلافات کے سبب آپ نے مدرسہ معینیہ عثمانیہ کی تدریس سے علاحدگی اختیار کی اور علماء کی ایک کثیر تعداد جو حلقہ تلمذ سے وابستہ تھی۔ ہمراہ لیکر دوبارہ بریلی شریف آ گئے اور منظر اسلام میں تدریس شروع کر دی۔ (حوالہ سابق)

(۲) منظر اسلام اور مفتی اعظم ہند

شہزادہ اعلیٰ حضرت امام الفقہاء حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہ بھی جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی کے فارغ التحصیل ہیں اور فتویٰ نویسی کے علاوہ تعلیم و تربیت بھی حاصل کی۔ حضرت علامہ محمد حنیف خاں رضوی تحریر فرماتے ہیں۔

سخن آموزی کی منزل طے کرنے کے بعد آپ کی تعلیم کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ آپ نے جملہ علوم و فنون اپنے والد ماجد سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ برادر اکبر حجۃ الاسلام حضرت علامہ شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان، استاذ الاساتذہ علامہ شاہ رحم الہی منگلوری، شیخ العلماء علامہ سید بشیر احمد علی گڑھی، علامہ ظہور الحسنین فاروقی رامپوری سے حاصل کئے اور ۱۸ رسالہ کی عمر میں تقریباً ۴۰ علوم و فنون حاصل کر کے (مدرسہ منظر اسلام سے سند فراغت حاصل کی) فتاویٰ مصطفویہ ص ۲۸ جدید ایڈیشن

”اور اصل تعلیم و تربیت تو اپنے والد ماجد امام احمد رضا قدس سرہ سے پائی۔ پھر ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۹۱۰ء ہجرت ۱۸ سال جملہ علوم و فنون منقولات و معقولات پر عبور حاصل کر کے دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف سے فراغت پائی (معارف شارح بخاری ص ۱۸۸)

تو ہے ارمان منظر اسلام

شاو حاید رضا ونوری کا

حضرت مفتی اعظم ہند ذاتِ یابرکات و عبقری شخصیت یعنی مسیحی بہ (ابوالبرکات، آل رحمن محی الدین جیلانی) سے مستفیض اور بانیض ہونے والوں کی بہت طویل فہرست ہے۔

(۳) منظر اسلام اور محدث اعظم پاکستان

حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ کی ذات راز دار طریقت و شریعت علم قرآن و حدیث کی بہر نیکراں تھی۔ بے پناہ اہل علم و دین کے فیض روحانی و علمی سے سرشار ہوئے ہیں۔ ان کی تعلیم و تعلم خدمت درس کی منظر کشی حضرت مولانا محمد ابراہیم خوشہ اپنے مقالہ میں یوں کرتے ہیں۔

”جامعہ میں خوبہ جو جگہ کی چوکھٹ پر اور حضرت صدر الشریعہ کی صحبت و خدمت میں علوم و فنون کی تکمیل کی اجیر میں اپنے علم و عرفان کی پیاس مسلسل آٹھ سال بجھاتا رہا۔ قیام میں حافظ ملت، حضرت مولانا غلام یزدانی سابق شیخ الحدیث جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی، حضرت صدر الصدور میرٹھی علیہم الرحمہ جو آپ کے شریک درس تھے۔ وہ سب اپنے علم و فضل میں مشابہ روزگار رہے۔ (ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی ص ۵۳، ۵۴ اکتوبر ۱۹۸۹ء)

جب حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ منظر اسلام بریلی شریف آئے تو آپ ان کے ہمراہ یہاں آگئے اس عرصہ میں آپ نے علوم عالیہ کی بعض ان کتابوں کا درس لیا۔ جن سے عام طور سے طلباء ناواقف رہتے ہیں۔

”اسی سال حضرت والا ان کے ہم درس ساتھیوں نے حضرت صدر الشریعہ مجددیث کی تعلیم مکمل کی (تعلیم کا یہ عرصہ اندازاً ۱۳۳۱ھ تا ۱۳۳۵ھ یا ۱۹۲۴ء تا ۱۹۲۷ء کے اوائل پر مشتمل ہے) اور وہیں (جامعہ منظر اسلام) سے فارغ التحصیل ہوئے۔

تدریس: دارالعلوم منظر اسلام بریلی میں اپنی تعلیم کا آغاز کرنے والے طالب علم نے تقریباً ۸ سال بعد اسی دارالعلوم (منظر اسلام) میں حضرت حجۃ الاسلام کی سرپرستی میں مدرس دوم کی حیثیت سے اپنی تدریس کا آغاز کیا۔ اس وقت وہاں صدر المدین کے منصب پر آپ کے استاذ گرامی حضرت صدر الشریعہ تھے۔ حضرت صدر الشریعہ کے عین سال بعد یعنی تشریف لے جانے کے بعد آپ منظر اسلام بریلی کے صدر المدین کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہوئے۔ اس عرصہ میں آپ نے منظر اسلام میں درس نظامی کے جملہ فنون کی منتہی کتابیں بڑی خوش اسلوبی اور کامیابی سے پڑھائیں (نیز درس کا یہ سلسلہ جامعہ منظر اسلام میں ۱۳۵۶ھ تا ۱۹۳۷ء کے اوقاف ہے)۔ (معارف شراح بخاری ص ۲۱۸ تا ۲۱۹)

ذوالحجہ والکرم حضرت علامہ مولانا قاری عبدالرحمن خان صاحب قادری ایڈیٹر ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

بعدہ گزارش یہ ہے کہ چند سطور دارالعلوم منظر اسلام سے متعلق آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ جشن صد سالہ کے موقع پر ماہنامہ اعلیٰ حضرت کے تاریخی شمارہ میں شائع فرمادیں۔

مرکز اہل سنت دارالعلوم منظر اسلام ہندوستان کی واحد مرکزی، دینی، علمی، روحانی درس گاہ ہے۔ یہیں وہ مبارک ادارہ ہے جس کو امام اہل سنت سیدی سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قائم فرمایا۔ اس گہوارہ علم کے پروردہ علماء، مشائخ علم کے کوہ گراں نے۔ اور ملک و بیرون ملک میں خدمت دین اسلام و سنت انجام دے رہے ہیں۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے بعد آپ کے شہزادہ اکبر حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمہ نے اس عظیم و بڑی تلکد کی آبیاری فرمائی۔ حجۃ الاسلام کے بعد آپ کے شہزادے مفسر اعظم ہند حضرت مولانا ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں علیہ الرحمہ کے مقدس کاغذوں پر اس کی ذمہ داری رہی۔ بعدہ ریحان ملت حضرت مولانا شاہ محمد ریحان رضا خاں رحمانی میاں علیہ الرحمہ دارالعلوم مظہر اسلام کے ناظم اعلیٰ رہے۔

اب دارالعلوم منظر اسلام، درگاہ اعلیٰ حضرت، رضا مسجد اور سالانہ عرس رضوی کی تمام تر ذمہ داریاں شہزادہ رحمان ملت آبرو کے سنیت حضرت مولانا الحاج شاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں مدظلہ کے ذمہ ہیں۔ یہ سب حضرت صاحب سجادہ کی اعلیٰ کارکردگی اور بے پناہ خدمت کا ثمرہ ہے۔ کہ آج منظر اسلام اپنی تعلیمی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ تعمیری اعتبار سے بھی بلند و بالا نظر آ رہا ہے۔ ہر چہار جانب سے محیط اس کی سہ منزلہ عظیم الشان پر شکوہ عمارت زائرین کو دعوتِ نظارہ دے رہی ہے۔ سال گذشتہ منظر اسلام کا جشن صد سالہ اعلیٰ پیمانے پر منایا گیا۔ وہ سب پر خاہر و باہر ہے۔ آستانہ عالیہ رضویہ، منظر اسلام، رضا مسجد، اسلامیہ انٹر کالج پریملی کا پٹر سے گل باری اور وزیراعظم کی چادر پوشی اور خانوادہ اعلیٰ حضرت کیلئے وزیراعظم کا پیغام۔ یہ سب خانوادہ اعلیٰ حضرت اور منظر اسلام کی خصوصیات ہیں۔ میری جانب سے تمام دنیا کے سنیت کو دارالعلوم منظر اسلام کا جشن صد سالہ مبارک ہو۔ اور اللہ تعالیٰ بطفیل نبی اکرم ﷺ صاحب سجادہ عالیہ رضویہ کا سہا یہ تمام اہل سنت پر تادیر قائم رکھے۔ آمین۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ناظم تحریک فکر رضا آستانہ عالیہ منظور یہ جامعہ غوثیہ بشیر العلوم شیخوپورہ بہمدی ضلع بریلی شریف

مرکز احسانت جامعہ رضویہ منظر اسلام
کی سہ منزلہ عمارت بنام
حامدی منزل کا پرکف منظر

